

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عزیز و اقارب

رسولِ کریم ﷺ کی اولادِ اطہار، ازواجِ مطہرات، چچے، پھوپھیاں، ماموں اور رضاعی رشتے داروں کے فضائل و احوال پر مستند کتاب

مصنف:

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی

دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے
عزیز و اقارب

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ اطہار، ازواجِ مطہرات، چچے، پھوپھیاں، ماموں اور رضاعی رشتے داروں کے فضائل و احوال پر مستند کتاب

مصنف:
حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پروفیسر ذوالفقار علی ساقی
دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

زاویہ پبلشرز
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
voice: 042-37300642 - 042-37112954
Emall:zavlapubllshers@gmall.com
Webslte: www.zavlapubllshers.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2016ء

بار اول..........1000

ہدیہ..........640

ناشر..........نجابت علی تارڑ

{لیگل ایڈوائزرز}

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

{ملنے کے پتے}

زاویہ پبلشرز

شوروم

ظہور ہوٹل دکان نمبر 2

دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

صبحِ نور پبلی کیشنز غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور	0423-7350476
صبح نور پبلی کیشنز بالمقابل القمر ہاسٹل، بھیرہ شریف	048-6690418
مکتبہ غوثیہ ہول سیل، پرانی سبزی منڈی، کراچی	021-34926110
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ دار القرآن، النساء روڈ، چشتیاں	0300-7548819
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ حسان اینڈ پرفیومرز، پرانی سبزی منڈی کراچی	0331-2476512
رضا بک شاپ، میلاد فوارہ چوک، گجرات	0300-6203667

کوئی بھی کتاب گھر بیٹھے منگوانے کے لیے: کتاب میلہ

Facebook: /kitabmela

Web: kitabmela.pk

Cell: 0313-6911714

Marfat.com

فہرست

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

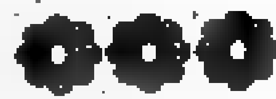
Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com



Marfat.com

فضائل آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

آپ ﷺ کی قرابت کے فضائل، اس کے فوائد اور ان سے محبت کی ترغیب

ابو داؤد طیالسی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتی ہیں: میری قرابت فائدہ نہ دے گی۔ ہاں! بخدا! میری قرابت دنیا اور آخرت میں نفع بخش ہے۔ ارے! میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں۔ جب میں وہاں آؤں گا تو بہت سے لوگ اٹھیں گے۔ کوئی کہے گا: یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں ہوں، کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ میں فلاں ہوں۔ میں کہوں گا: میں تمہیں جانتا ہوں لیکن تم میرے بعد بدل گئے تھے۔ اور تم الٹے پاؤں واپس پلٹ گئے تھے۔“

ابن ماجہ، الرویانی اور حاکم نے صحیح میں، الطبرانی اور ابن عساکر اور امام احمد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”ہم قریش کے بعض لوگوں سے ملتے وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے وہ بات کرنے سے رک جاتے۔“ ہم نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں، جب وہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں وہ اپنی بات کو روک لیتے ہیں۔“ دوسری روایت میں ہے: ”میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جب لوگ ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ خندہ روی سے ملاقات کرتے ہیں۔ جب وہ ہمارے ساتھ ملاقات کرتے ہیں تو ایسے چہروں سے ملتے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔“ تو آپ ﷺ کو غصہ آیا۔ فرمایا: ”مجھے اس ذاتِ بابرکات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے دل میں

Marfat.com

ایمان کو داخل نہیں کرتا حتیٰ کہ وہ میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میری قرابت کے لیے محبت کرنے لگے۔

امام احمد، امام ترمذی، بغوی اور محمد بن نصر نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کی: "ہم باہر نکلتے ہیں ہم قریش کو پاتے ہیں کہ وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں، ہمیں دیکھ کر وہ خاموش ہو جاتے ہیں۔" یہ سن کر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان سے پسینہ صاف فرمایا، پھر فرمایا: "بخدا! مسلمان کے قلب میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ تم سے رب تعالیٰ اور میری قرابت کی وجہ سے پیار کرنے لگ جائے۔" ایک روایت میں ہے: "للہ وللرسول۔" (اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے۔)

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: "آپ ﷺ نے ہم میں شدید عداوت چھوڑی ہے جب سے وہ کیا ہے جو کیا ہے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہرگز بھلائی کو نہ پاسکیں گے یا ایمان کو نہ پاسکیں گے حتیٰ کہ وہ تم سے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول محترم ﷺ اور میری قرابت کی وجہ سے پیار کرنے لگیں۔ کیا وہ امید کرتے ہیں کہ وہ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں اور وہ بنو عبدالمطلب اس کی امید نہیں رکھتے۔"

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ قرآن پاک سے محبت کرتا ہے۔ جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ میرے صحابہ اور قرابت داروں سے محبت کرتا ہے۔"

ابن ابی عاصم، الطبرانی، ابن مردویہ اور ابن مندہ نے ثقہ راویوں سے (سوائے عبدالرحمان بن بشیر دمشقی کے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ اور ابن ابی حاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔) ابن عمر، ابو ہریرہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: "حضرت

Marfat.com

ذرہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا ہجرت کر کے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ خواتین نے کہا:
"تم اسی ابولہب کی بیٹی ہو جس کے متعلق رب نے فرمایا ہے:
تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ (سورہ لہب:۱)
ترجمہ: ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

انہوں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے، پھر لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر انہیں یہ خطبہ ارشاد فرمایا: "کیا بات ہے کہ مجھے میرے اہل کے متعلق اذیت دی جاتی ہے۔ بخدا! میری شفاعت میرے رشتہ داروں تک پہنچے گی، حتیٰ کہ اسے صداء، حکم، حاء سلہب اسے روز حشر پالیں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اقوام کو کیا ہو گیا ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت تک نہ پہنچے گی۔ میری شفاعت حاء اور حکم تک پہنچے گی۔" حاء اور حکم دو قبیلے ہیں۔

ابن مندہ، امام زاہد عمر ملّی الموصلی نے (یہ بہت بڑے امام تھے یہ جامع الموصل کے کے منبر پر بطور محتسب فائز تھے۔ سلطان نور الدین شہید ان کی بات مانتا تھا اور ان کی جلالت کی وجہ سے ان کی سفارش قبول کرتا تھا۔) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا بنت ابی لہب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آئیں۔ عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ! لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اس ابولہب کی بیٹی ہے جو آگ کا ایندھن ہے۔" تو رسول اللہ ﷺ نے اٹھ کر فرمایا: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ مجھے میری قرابت کی وجہ سے تکلیف دیتے ہیں۔ جس نے میرے قرابت داروں میں مجھے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ جس نے مجھے اذیت دی اس نے رب تعالیٰ کو اذیت دی۔"

امام احمد نے مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے قبیلہ بنوہاشم! اس رب تعالیٰ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے اگر میں نے جنت کے دروازے کا کونڈا پکڑ لیا تو میں آغاز تم سے کروں گا۔"

ابوبکر بن یوسف نے طلحہ بن مصرف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "کہا جاتا ہے

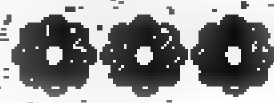
Marfat.com

کہ بنوہاشم کا بغض نفاق ہے۔"

ابو قاسم حمزہ السہمی نے "فضائل عباس" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے بنوہاشم کو سات اشیاء عطا کی ہیں: (۱) خوبصورتی، (۲) فصاحت، (۳) سماحت، سخاوت (۴) شجاعت، (۵) علم، (۶) حلم، (۷) لوگوں سے محبت۔" امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ امام مسلم کی شرط پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بنو عبدالمطلب! میں نے رب تعالیٰ سے تمہارے متعلق تین امور کا سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں سخی، بہادر اور رحم کرنے والا رحمدل بنا دے۔" دوسرے الفاظ میں ہے: "وہ تم میں سے سیدھے کو ثابت قدم رکھے، تمہارے ظالم کو ہدایت دے دے۔ تمہارے جاہل کو علم دے دے۔ میں نے اس سے سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں بہت زیادہ سخی، بہادر اور رحم دل بنا دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے مابین دو پاؤں کو ملا کر قیام کرے۔ نمازیں پڑھے روزے رکھے جب وہ اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بغض رکھ کر رب تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔"

ایک روایت میں صفن قدمہ ہے اور نجداء دالی مہملہ کے ساتھ ہے اور صفن صاد مہملہ کے بعد فائی خفیفہ اور اس کے بعد نون ہے جس کا معنی دونوں پاؤں کو ملانا ہے، اور النجدۃ کا معنی بہادری اور سخت لڑاکا ہے۔

ملا عمر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے بنو عبدالمطلب! میں نے رب تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ تمہارے سیدھے کو ثابت قدم رکھے۔ تمہارے گمراہ کو ہدایت دے دے۔ تمہارے جاہل کو علم سکھا دے وہ تمہیں رحم دل اور بہادر بنا دے۔ اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے مابین دونوں پاؤں کو ملا کر وہ نمازیں پڑھے روزے رکھے، پھر وہ اس حالت میں مرے کہ وہ اس گھر کے اہل سے بغض رکھتا ہو تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔"



Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے کچھ فضائل

اس باب کی کئی انواع ہیں۔

ا۔ اہل بیت اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لینے کی ترغیب میں

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "تحقیق میں تم میں دو ایسی اشیاء چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے تھام لیا تو تم گمراہ نہ ہوگے۔ وہ کتاب اللہ اور میرے اہل بیت ہیں۔"

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین کی اہل بیت کے بارے میں وصیت

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا، اور عسکری نے "الامثال" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے خواص جن کی طرف میں لوٹتا ہوں وہ میرے اہل بیت ہیں میرے رازدار انصار ہیں۔ اس کے برے سے درگزر کرو اور ان کے نیک سے قبول کرلو۔" دیلمی کے الفاظ یہ ہیں: "میرے مخلص ساتھی میرے اہلِ بیت ہیں۔ الانصار پر مجھے سب سے زیادہ بھروسہ ہے میں انہیں رازوں سے آگاہ کرتا ہوں۔ میں اور ان پر اعتماد کرتا ہوں۔"

۳۔ اہل بیت امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے امام ہیں

ابن ابی شیبہ، مسدد، ابویعلیٰ، حکیم ترمذی، طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔"

Marfat.com

حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ جب وہ ختم ہو جائیں گے تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ میں اپنے صحابہ کرام کے لیے امان ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں۔ جب میرے اہل بیت چلے گئے تو ان کے پاس وہ کچھ آجائے گا جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔''

امام حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سندِ ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ستارے اہلِ زمین کے لیے غرق ہونے سے امان ہیں میرے اہل بیت میری امت کے لیے اختلاف سے امان ہیں۔ جب عرب کے کسی قبیلہ نے ان کی مخالفت کی تو وہ اختلاف کرنے لگیں گے وہ ابلیس کا گروہ بن جائیں گے۔''

امام احمد نے ''مناقب'' میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔ جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو اہل آسمان ختم ہو جائیں گے میرے اہل بیت اہلِ زمین کے لیے امان ہیں جب وہ چلے جائیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔''

۴- ان پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا

دیلمی اور ملا عمر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ہم اہل بیت ہیں ہم پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔''

۵- ان کی حفاظت کی ترغیب

امام بخاری نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:
''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کی پاسداری کرو۔''
دیلمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں

Marfat.com

چار افراد کی روز حشر شفاعت کروں گا۔(۱) میری اولاد کی عزت کرنے والے کی۔(۲) ان کی ضروریات کو پورا کرنے والے کی۔(۳) ان کی مجبوری کے وقت اس کے امور کے لیے سعی کرنے والے کی۔(۴) اپنے دل اور زبان سے ان کے ساتھ محبت کرنے والے کی۔

۶-ان کے لیے جنت کی بشارت اور ان کا بلند مقام

بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ اور آپ کی سنن مطہرہ پر عمل پیرا ہوں پہلے باب میں بہت سی احادیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور غصہ کے بارے میں صراحۃً وارد ہو چکی ہیں جب یہ کہا گیا کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا فائدہ نہ ہوگا۔

جصاص نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ (سورۃ الضحیٰ:۵)

ترجمہ: اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

زید بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت جنت میں داخل ہو جائیں۔

ثعلبی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں لوگوں کے حسد کا تذکرہ کیا آپ نے مجھے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ان چار میں سے چوتھے ہو؟ جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں، تم، حسن، حسین۔ ہماری بیویاں ہمارے دائیں بائیں ہوں گی۔ ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہوگی۔''

طبرانی نے سند سے حضرت ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں چاروں میں سے پہلا ہوں جو جنت میں داخل ہوں گے۔ میں اور تم، حسن و حسین، ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی ہماری ازواج ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی۔ ہمارے چاہنے والے ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گے۔''

ابن السری اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا: "ہم بنو عبدالمطلب اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مھدی (رضی اللہ عنہم) فردوس میں ہوں گے۔"

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔"

۷- اہل بیت کے بغض اور اذیت سے بچنا

طبرانی نے الاوسط میں، دیلمی نے کمزور سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے حوض پر سب سے پہلے میرے اہلِ بیت اور میری امت میں سے مجھ سے محبت کرنے والے آئیں گے۔"

امام ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن قرار دیا اور طبرانی و حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے، اور بیہقی نے الشعب میں، ابن سعد اور ابن جوزی نے "العلل" میں اس حدیث کا ذکر کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ سے اس لیے محبت کرو کہ وہ نعمتوں کی بوچھاڑ کر رہا ہے۔ محبت الٰہیہ کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو۔ میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔"

ابو نعیم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے اہل بیت کے متعلق مجھے اذیت دی اس نے رب تعالیٰ کو اذیت دی۔"

امام احمد نے مناقب میں حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو میرے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔"

طبرانی و ابو شیخ بن حیان نے "الثواب" میں، البیہقی نے الشعب میں اور دیلمی نے ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کی جان سے محبوب ہو جاؤں۔ میرے اہل بیت اسے

Marfat.com

اپنے اہل خانہ سے محبوب نہ ہو جائیں۔ میری اولاد اسے اپنی اولاد سے محبوب نہ ہو جائے۔ میں اسے ان سب سے بڑھ کر محبوب نہ بن جاؤں۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے ساتھ صرف منافق بغض رکھتا ہے۔" یا "میرے اہل بیت کے ساتھ صرف بدبخت ہی بغض رکھ سکتے ہیں۔"

حاکم اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے اہلِ بیت سے جو بھی بغض رکھے گا رب تعالیٰ اسے آگ میں ڈالے گا۔" اسے طبرانی نے الاوسط میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے کہا: "معاویہ! ہمارے بغض سے بچو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہمارے ساتھ بغض اور حسد رکھنے والے کو روزِ حشر حوض کوثر سے آگ کے کوڑوں کے ساتھ ہانک کر دور کر دیا جائے گا۔"

ابوبکر البرقانی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے اہل بیت کو برا بھلا کہا اس نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو برا بھلا کہا۔"

ان سے ہی روایت ہے: "جس نے ہمارے ساتھ دوستی رکھی اس نے حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے دوستی رکھی جس نے ہمارے ساتھ عداوت رکھی اس نے حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے عداوت رکھی۔"

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہمارے محب کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی نسبت ہمارے محبین کے ساتھ ہے اور ہمارے ساتھ بغض رکھنے والے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کی نسبت ہمارے ساتھ بغض رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔"

انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے اور میری عترت کو اذیت دی، اس پر رب تعالیٰ کی لعنت۔" دیلمی نے انہیں سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے میری

Marfat.com

عترت میں ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔"

انہوں نے ان سے بلا سند روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جنت کو اس شخص پر حرام کر دیا گیا ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا یا ان کے ساتھ جنگ کی یا ان کے خلاف مدد کی یا انہیں برا بھلا کہا۔"

طبرانی نے الدعاء میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں پانچ یا چھ افراد پر لعنت کرتا ہوں۔ حالانکہ ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) رب تعالیٰ کی کتاب پر اضافہ کرنے والا۔ (۲) رب تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (۳) میرے عترت میں سے وہ کچھ حلال سمجھنے والا جسے رب تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اور سنت مبارکہ کا تارک۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "جو آل محمد (ﷺ) کے ساتھ بغض رکھے گا وہ روز حشر اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے مابین لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس۔"

ابوشیخ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ذرہ بنت ابی لہب نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ حتیٰ کہ منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میرے اہل خانہ کے متعلق مجھے اذیت دیتے ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگے اور وہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگے گا حتیٰ کہ وہ میری قرابت سے محبت کرنے لگے۔"

طبرانی، ابوشیخ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ کی تین حرمات ہیں جس نے ان کی حفاظت کی رب تعالیٰ اس کے دین اور دنیا کی حفاظت کرتا ہے۔ جس نے ان کی حفاظت نہ کی رب تعالیٰ اس کے دین اور آخرت کی حفاظت نہیں کرتا۔" میں نے عرض کی وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی حرمت، میری حرمت اور میرے قریبی رشتہ داروں کی حرمت۔"

Marfat.com

تنبیہ

اگر کسی نے کہا: "لعن اللہ بنی ہاشم" اس نے کہا: "میرا ارادہ ان میں سے ظالم ہیں یا آپ کی ذریت میں سے کسی کو برا قول کہا اس کے آباء، نسل یا اولاد میں سے کسی کے بارے میں، حالانکہ اسے علم تھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہے۔ اور کوئی ایسا قرینہ نہ تھا جس سے اس کے بعض آباء کی تخصیص ہوتی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراج کی تخصیص ہوتی پس جس نے ان میں سے کسی کو گالی دی تو قاضی برہان الدین اخنائی المالکی نے بعض امراء کو حداً قتل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جس نے قاضی حسام الدین محمد بن جریز کے آباء میں سے کسی کو برا بھلا کہا تھا، حالانکہ انہوں نے اسے بتا دیا تھا۔ میں سید ہوں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بن فاطمہ، بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نانا جان ہیں۔ تو اس کی گردن اڑا دی گئی تھی۔ حافظ ابن حجر نے اس کا تذکرہ "ابنائه" میں یہ واقعہ ۸۴۲ھ کے واقعات میں کیا ہے۔

۸- اہل بیت پر درود

شیخان نے حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں کعب بن عجرہ سے ملا، انہوں نے فرمایا: "کیا میں تمہیں وہ ہدیہ نہ دوں جسے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے؟" میں نے عرض کی: "ضرور" انہوں نے کہا: "ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت پر درود کیسے بھیجا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں کہو:

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید و بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انك حمید مجید۔

شیخان نے حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: "یا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یوں عرض کرو"۔

اللھم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی ابراھیم و بارک علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما بارکت علی ابراھیم انک حمید مجید۔

ابو داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ وہ پورے پیمانے سے ناپ کر لے، جب وہ ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو یوں کہے:

اللھم صل علی محمد النبی و ازواجہ امھات المؤمنین و ذریتہ و اھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید

امام نسائی اور امام احمد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جو پورے پیمانے سے ماپنا چاہتا ہے وہ ہم پر درود پڑھے تو یوں پڑھے:

اللھم اجعل صلواتک و برکاتک علی محمد النبی و ازواجہ امھات المؤمنین و ذریتہ کما صلیت علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسی نماز پڑھی جس میں مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود شریف نہ پڑھا اس سے وہ نماز قبول نہ کی جائے گی۔" یہ روایت ان دونوں کے ہاں موقوف ہے یہ ابو مسعود کا قول ہے۔ انہوں نے فرمایا: "اگر میں ایسی نماز پڑھوں جس میں میں آلِ محمد ﷺ پر درود نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز مکمل ہوگی۔" دار قطنی نے کہا ہے کہ یہ حضرت ابو جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ یہ ان اشعار کے قائل کے لیے حجت ہے۔

Marfat.com

یا اھل بیت رسول الله حبکم
فرض من الله فی القرآن انزله
کفاکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوۃ له

اے حضور اکرم ﷺ کے اہل بیت! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں فرض کر دی گئی ہے، تمہاری عظیم شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود شریف نہ پڑھا اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔

۹- جس نے اہل بیت پاک سے نیکی کی ہوگی روز حشر اسے اس کا صلہ ملے گا

طبرانی نے "الاوسط" میں، ضیاء المقدسی نے "المختارۃ" میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے بنو عبدالمطلب میں سے کسی پر احسان کیا جس کا بدلہ وہ نہ چکا سکا تو کل قیامت کے روز میں اس کا بدلہ چکاؤں گا، جب وہ مجھ سے ملے گا۔"

الملا اور ابوسعید نیشاپوری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ احسان کیا میں روزِ حشر اس کا بدلہ دوں گا۔"

دیلمی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "چار افراد کا میں روزِ حشر شفیع ہوں گا۔ (۱) میری اولاد کا احترام کرنے والا۔ (۲) ان کی ضروریات کو پورا کرنے والا۔ (۳) ان کی مجبوری کے وقت ان کی آسائش کے لیے تگ و دو کرنے والا۔ (۴) دل اور زبان کے ساتھ ان سے محبت کرنے والا۔"

۱۰- ان کے لیے آپ کی دعا

ابوسعید نیشاپوری اور ملا عمر نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں نے رب تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے اس نے میری یہ التجاء قبول کرلی ہے۔"

۱۱- سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ اپنے اہل بیت کی شفاعت فرمائیں گے

دیلمی نے فردوس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: "میں روزِ قیامت سب سے پہلے اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا پھر ان سے کم قریبی اور پھر ان سے کم قریبی رشتہ داروں کی، پھر انصار کی، پھر اہل یمن میں سے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی، پھر سارے عرب کی پھر سارے عجم کی۔"

۱۲- اہل بیت پاک کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہیں

بزار، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، بزار نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، ابن جریر، حاکم اور خطیب نے "المتفق اور المفترق" میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے، طبرانی نے "الصغیر" میں اور "الاوسط" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں میرے اہل بیت کی مثال سفینۂ نوح کی سی ہے جیسے وہ اپنی قوم میں تھی جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا یا ہلاک ہو گیا، یا ان کی مثال حطہ بنی اسرائیل ہے۔" حافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے بعض طرق بعض کی تقویت بخشتے ہیں۔"

۱۳- آپ نے بتا دیا کہ وہ آپ کے بعد ترجیح دیکھیں گے

ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہم اہل بیت ہیں رب تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو دنیا سے زیادہ پسند کیا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت دیکھیں گے کہ دوسرے لوگ ان پر اپنے آپ کو ترجیح دیتے ہیں، وطن سے نکال دینا اور جلاوطنی دیکھیں گے، حتیٰ کہ ایک قوم اس سمت سے آئے گی۔" آپ ﷺ نے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ ان کے جھنڈے

Marfat.com

سیاہ ہوں گے۔وہ بھلائی کا سوال کریں گے۔ دو یا تین دفعہ انہیں نہ دی جائے گی۔وہ قتال کریں گے ان کی نصرت کی جائے گی۔انہیں وہ کچھ عطا کر دیا جائے گا جو وہ مانگیں گے۔ وہ اسے قبول نہ کریں گے حتیٰ کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ایک فرد کے حوالے کر دیں گے۔وہ زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جیسے پہلے ظلم سے بھری ہوئی تھی۔وہ یہ دن پا لے وہ ان کے پاس آجائے اگرچہ وہ برف پر سرکتا ہوا آئے۔"

۱۴-رب تعالیٰ کا اپنے نبی کریم ﷺ سے وعدہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "رب تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ جو میرے اہل بیت میں سے توحید کا اقرار کرے گا اور میرے لیے پیغام حق پہنچانے کی گواہی دے گا وہ اسے عذاب نہ دے گا۔"

۱۵-اہل بیت کون ہیں؟

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن جریر، طبرانی وغیرہم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔فرمایا: "حضور اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں اپنے بستر پر تھے۔ آپ ﷺ پر خیبر کی چادر تھی۔حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آگئیں۔ان کے پاس ایک ہنڈیا تھی جس میں خزیرہ تھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اپنے خاوند محترم، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلاؤ، انہوں نے انہیں بلایا۔یہ حضرات قدسی کھا رہے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ پر مذکورہ بالا آیت طیبہ نازل ہوئی۔آپ ﷺ نے چادر مبارک سے دست اقدس باہر نکالا۔اس سے

Marfat.com

آسمان کی سمت اشارا کیا، پھر عرض کی: "مولا! یہ میرے اہل بیت اور خاص ہیں۔ ان سے ناپاکی کو دور فرما اور انہیں خوب پاک وصاف کر دے۔" آپ ﷺ نے تین دفعہ اسی طرح عرض کی۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: "آپ ﷺ صبح سویرے باہر تشریف لے گئے آپ پر سیاہ بالوں کی منقش چادر تھی۔ حضرات حسنین کریمین آئے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ داخل کر لیا، پھر حضرت سیدہ آئیں۔ آپ نے انہیں بھی ان کے ہمراہ داخل کر لیا۔ حضرات حسنین کریمین کو اس میں بٹھا لیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں اور حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا بائیں طرف بیٹھ گئیں۔" طبرانی میں ہے: "آپ نے فدک کی چادر ان پر ڈال دی، پھر اپنا دست اقدس ان پر رکھا، پھر یہ دعا مانگی: "مولا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔" یا "آل محمد ﷺ ہیں" "مولا! اپنی صلوات اور برکات آل محمد پر اسی طرح ڈال دے جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ڈالی تھیں تو حمید اور مجید ہے۔" حضرت ام سلمہ نے فرمایا: "میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل ہو جاؤں مگر آپ ﷺ نے اسے میرے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ فرمایا: "تم بھلائی پر ہو۔" ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ گھر میں سات ہستیاں تھیں حضرات جبرائیل، میکائیل، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم۔ میں دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم خیر پر ہو۔ تم ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ہو۔" دوسری روایت میں ہے: "میں نے پردہ میں اپنا سر داخل کیا میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم خیر پر ہو۔" آپ ﷺ نے دوبارہ اسی طرح فرمایا۔ ایک اور روایت میں ہے: "یارسول اللہ! ﷺ میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنی جگہ ٹھہرو تم خیر پر ہو۔" حضرت واثلہ کی روایت میں ہے: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ کے اہل بیت سے نہیں ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میرے اہل میں سے ہو۔" حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: "حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ صبح سویرے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ حضرات امام حسن، امام حسین رضی اللہ عنہما آئے۔ آپ کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ نے انہیں بھی ان کے ساتھ داخل کر لیا، پھر حضرت سیدہ خاتون جنت آئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی ان کے ہمراہ داخل کر لیا۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا بائیں طرف بیٹھ گئیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ آیت طیبہ پانچ ہستیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ میرے بارے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے۔"

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن سعد، ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کاشانہ اقدس میں چلی گئیں تو آپ چالیس دن تک ان کے دروازے پر آتے رہے۔ آپ نے فرمایا:

السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلاۃ رحمکم اللہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ابن جریر، منذر اور طبرانی نے ابوالحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھے یاد ہے کہ آٹھ ماہ تک۔۔۔ طبرانی کی روایت میں ہے: "میں نے مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی زیارت کی۔ یہ ایک بار کی بات نہیں۔ آپ ﷺ نماز صبح کے لیے تشریف

Marfat.com

لاتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جاتے، اُن کی دونوں اطراف پر دستِ اقدس رکھتے پھر فرماتے: "نماز! نماز۔"

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ہم نے آپ ﷺ کو سات ماہ تک دیکھا۔ آپ ہر نماز کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لے جاتے، فرماتے:

السلام علیکم اھل البیت و رحمة اللہ و برکاتہ الصلاة رحکم اللہ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا اور ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: "حضور اکرم ﷺ جب نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے دروازے پر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ فرماتے:

الصلاة یا اھل البیت اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ (سورہ احزاب، ۳۳)

امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: "میں اہل بیت کے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں۔ ان سے پوچھا گیا: "آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت نہیں ہیں؟" انہوں نے فرمایا: "اہل بیت آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی ہیں لیکن آپ ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے

Marfat.com

بعد صدقہ حرام ہے۔ وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں۔

۱۶- اسلاف اہل بیت کی تعظیم کیسے کرتے تھے؟

امام بخاری وغیرہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضیٰ سے کہا: ”اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے حضور اکرم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”بخدا! جس روز تم نے اسلام قبول کیا اس روز تمہارا اسلام لانا مجھے خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ پسندیدہ تھا (اگر وہ اسلام لاتا) امام بخاری نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بنو زہرہ کے کچھ لوگوں کے ہمراہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان پر وہ بہت زیادہ مہربان ہوگئیں کیونکہ ان کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری تھی۔“ رزین بن عبید نے لکھا ہے: ”میں حضرت ابن عباس کی خدمت میں تھا۔ ان کے پاس حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔“ انہوں نے کہا: ”حبیب بن حبیب کو خوش آمدید۔“

امام شعبی نے روایت کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے نماز جنازہ پڑھی، پھر ان کی خچر ان کے پاس لائی گئی تاکہ وہ اس پر سوار ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے۔ انہوں نے اس کی رکاب تھام لی۔ حضرت زید نے کہا: ”حضور اکرم ﷺ کے چچازاد! اسے چھوڑ دیں۔“ انہوں نے کہا: ”ہم اپنے علماء سے اس طرح کرتے ہیں۔“ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس کے ہاتھ چوم لیے۔ فرمایا: ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے ساتھ اسی طرح کریں۔“

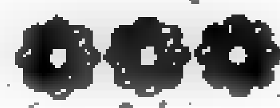
حضرت عبداللہ بن حسین بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ”میں کسی ضروری کام کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا انہوں نے مجھے کہا: ”جب

Marfat.com

آپ کو کوئی ضروری کام ہو تو میری طرف پیغام بھیج دیا کریں یا میری طرف لکھ دیا کریں مجھے رب تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ آپ کو اپنے دروازے پر دیکھوں۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر حضرات ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کسی کام کے لیے میرے پاس آئیں تو میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کام کروں گا کیونکہ ان کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ میں آسمان سے زمین پر گر پڑوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں انہیں ان سے مقدم کروں۔" ان تینوں روایات کا تذکرہ قاضی علیہ الرحمہ نے "الشفاء" میں کیا ہے۔

حضرت فاطمہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی۔ وہ مدینہ طیبہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو دور کیا پھر کہا: اے حضرت علی المرتضیٰ کی نورِ نظر! روئے زمین پر ایسا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے تمہارے گھرانے سے زیادہ پسندیدہ ہو۔" "المجالسۃ" میں روایت ہے کہ حضرت ابو عثمان نہدی کوفہ کے مساکین میں سے تھے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ بصرہ چلے گئے۔ انہوں نے کہا: "میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی کا شاہزادہ شہید ہوا ہو۔" الشفاء میں ہے: "جب جعفر بن سلیمان نے حضرت امام مالک سے تعرض کیا۔ انہیں کوڑے مارے انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا۔ لوگ ان کے پاس آئے۔ انہیں افاقہ ہوا تو فرمایا: "میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے۔"



Marfat.com

حضور ﷺ کی اولاد پاک

آپ ﷺ کی اولاد پاک میں کیا اختلاف ہے کیا اتفاق ہے۔ جن حضرات قدسی پر اتفاق ہے وہ چھ ہیں۔ حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہما۔ چار صاحبزادیاں، حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن ان سب نے اسلام کو پایا۔ آپ کے ہمراہ ہجرت کی۔ دیگر میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے ان کے علاوہ آپ کے ہاں کوئی پیدا نہ ہوا۔ مشہور اس کے برعکس ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت طیب اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہما بھی صاحبزادے تھے اسی طرح تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ زبیر بن بکار اور طبرانی نے ان سے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور حضرت قاسم کے علاوہ حضرت عبداللہ بھی تھے۔ یہی اکثر اہل نسب کا قول ہے۔ دار قطنی نے لکھا ہے یہی موقف اثبت ہے حافظ عبدالغنی المقدسی نے اسی کی تصحیح کی ہے۔ انہی کا اسم مبارک طیب و طاہر بھی تھا کیونکہ ان کی ولادت نبوت کے بعد ہوئی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ ہیں۔ اس طرح آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ طیب و طاہر ایک شکم اطہر سے پیدا ہوئے تھے اس طرح آپ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کی تعداد گیارہ بنتی ہے۔" ابن اسحاق نے لکھا ہے: "حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ ساری اولاد اطہار اسلام سے پہلے جہان رنگ و بو میں آئی تھی۔ آپ کے صاحبزادوں نے اسلام سے قبل عالم شیر خوارگی میں ہی وصال کیا تھا۔ ایک اور قول کے مطابق حضرت عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اسی لیے ان کو طیب و طاہر کہا جاتا ہے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے سات تھے۔ دو پر سیرت نگاروں کا اتفاق ہے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام۔ پانچ میں اختلاف ہے وہ حضرات عبداللہ، طیب، مطیب، طاہر اور مطہر ہیں۔ اصح جمہور کا قول ہے کہ آپ کے تین صاحبزادے

Marfat.com

تھے جو حضرات قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم تھے۔ چار صاجزادیاں تھیں، انہی پر اتفاق ہے۔"
یہ سارے حضرات قدسی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صدفِ بطن سے تھے۔ سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے۔ وہ حضرت ماریہ القبطیہ کے شکمِ اطہر سے تھے۔"

محمد بن عمر نے لکھا ہے کہ حضرت سلمیٰ، حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کی خادمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دایا تھیں۔ آپ ہر صاجزادے کے لیے دو اور صاجزادی کے لیے ایک بکری ذبح کرتے تھے۔ ہر دو بچوں کے مابین ایک سال کا وقفہ ہوتا تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا انہیں اپنا شیر مبارک پلاتی تھیں۔ ان کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔" جمہور نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں، جبکہ حضرت زبیر بن بکار وغیرہ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو بڑا کہا ہے لیکن پہلا قول اصح ہے۔ زبیر اور ان سے ابوعمرو نے نقل کیا ہے کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انہی کو الطیب کہا جاتا تھا۔ انہی کو طاہر کہا جاتا تھا۔ یہ اعلانِ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے، پھر حضرت ام کلثوم تھیں پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا، پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا۔"

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ انہی پر آپ ﷺ کی کنیت تھی، پھر حضرت طاہر پھر حضرت طیب پیدا ہوئے۔ حضرت قاسم، طیب اور طاہر کا وصال زمانہ جاہلیت میں ہو گیا تھا۔ آپ کی ساری صاجزادیوں نے اسلام کو پالیا۔ اسلام لائیں اور آپ کے ہمراہ ہجرت کی۔" ابوعمرو نے لکھا ہے کہ علی بن عبدالعزیز الجرجانی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اولاد پاک میں سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سب سے بڑے تھے پھر حضرت زینب تھیں۔" ابن الکلبی نے لکھا ہے: حضرت زینب پھر حضرت قاسم، پھر حضرت ام کلثوم، پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت رقیہ، پھر حضرت عبداللہ، انہی کو الطیب والطاہر کہا جاتا تھا۔ یہ اجمالاً ذکر جمیل ہے۔ تفصیلی تذکرہ آرہا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

Marfat.com

فاوّل ولد المصطفى القاسم الرضى
بهٖ كنية المختار فافهم و حصّلا
و زينب تتلوها رقيّه بعدها
و فاطمة الزهراء جاءت على الولا
كذا ام كلثوم تعد و بعدها
فى الاسلام عبدالله جاء مكمّلا
هو انسب الميمون و الطاهر الرضى
قد قيل ذا فى غيره فتمثلا
و كلهم كانوا له من خديجه
و قد جاء ابراهيم فى طيبه تلا
من المرأة الحسناء ماريه فقل
عليهم سلام الله مسكاً و منولا

آپ کے سب سے پہلے فرزند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ تھے۔ اس سے آپ ﷺ نے کنیت اختیار فرمائی۔ اس بات کو سمجھو اور حاصل کرو، پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کے بعد حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا شمار ہوتا ہے۔ اس کے بعد اسلام میں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہ تکمیل کے لیے آئے۔ یہی وہ طاہر و مطہر ہیں۔ طاہر اور پسندیدہ نفس ہیں جبکہ اس کے علاوہ بھی کہا گیا ہے۔ آپ اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ (جب یہ کسی اور کے بارے میں کہا جائے تو وہ کسی دوسری چیز کو بطور مثال پیش کرنا ہے) آپ کی یہ ساری اولاد امجاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ جبکہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ مدینہ میں بعد میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک خوبصورت خاتون حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے۔ تم ان تمام پر اللہ تعالیٰ کا سلام بھیجو۔ جو بھرپور شایانِ شان ہو۔

Marfat.com

تنبیہات

۱- ابن الجوزی نے ''التحقیق'' میں لکھا ہے کہ ابوبکر بن البرقی نے فرمایا: ''حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد اطہار کی تعداد سات ہے۔ دوسرے قول کے مطابق ان کی تعداد آٹھ ہے۔ وہ یہ ہیں حضرات القاسم، الطاہر، الطیب، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم''

العیون میں ہے: ''اگر وہ سات یا آٹھ کا قول نہ کرتے تو میں کہتا کہ شاید یہ کاتب کی غلطی ہے یہ عجیب امر ہے یہ وہم ہے یا البرقی کی طرف سے یا کسی اور کی طرف سے، اگر یہ کہا جائے کہ شاید انہوں نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے دوسرے لختِ جگر مراد لیے ہوں۔ جنہیں حضرت ابراہیم کہا جاتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قول معروف نہیں ہے اس قول سے بھی اس کا انکار ہوتا ہے کہ آپ کی ساری اولاد اطہار حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تھی بلاشبہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔''

۲- الھیثم بن عدی نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ''حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے عبدالعزیٰ، عبد مناف (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات) اور قاسم پیدا کیے۔ ہیثم کہتے ہیں ''میں نے ہشام سے کہا: الطیب و الطاہر کہاں گئے؟ انہوں نے کہا: اہل عراق! یہ تم ان کے اوصاف بیان کرتے ہو جبکہ ہمارے شیوخ عبدالعزیٰ اور عبد مناف کہتے ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

امام ذہبی نے المیزان میں اور حافظ نے اللسان میں لکھا ہے یہ ہیثم کا ہشام پر افتراء ہے۔ ابو الفرج نے لکھا ہے کہ ہیثم کذاب تھا اس کے اس قول کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ ہمارے شیخ ابن ناصر نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی اپنے صاحبزادوں کا نام عبد مناف اور عبدالعزیٰ نہیں رکھا۔ ہیثم کو بخاری، ابوداؤد، عجلی اور ساجی نے کذاب کہا ہے۔'' ابن حبان نے کہا ہے: اس سے نہ تو استدلال کرنا درست ہے نہ ہی اس سے روایت کرنا درست ہے سوائے ازراہِ اعتبار۔ ابن سکن، ابن شاہین،

Marfat.com

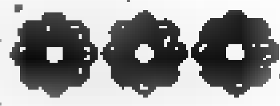
ابن الجارود اور دارقطنی وغیرہم نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ "المورد" میں ہے:
"کسی کے لیے بھی یہ روا نہیں کہ وہ یہ کہے کہ آپ ﷺ نے یہ نام رکھے ہوں۔" اگر یہ کہا جائے کہ یہ نام آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نے رکھے تھے احتمال یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے ہوں تو آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہوں اور جب آپ ﷺ تشریف لائے ہوں تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اہل خانہ میں سے کسی نے یہ نام رکھ دیے ہوں۔ آپ ﷺ اس کے نام سے آگاہ نہ ہو سکے ہوں اس بچے کی زندگی طویل نہ ہوئی ہو۔ آپ ﷺ نے نہ اسے دیکھا ہو نہ ہی اس کا نام رکھا ہو۔ جن و انس کے شیطان میں سے کسی نے یہ جھوٹ گھڑا ہو جب آپ ﷺ کا کوئی بچہ پیدا ہوا ہو تا کہ کمزور ایمان والے کے دل میں اس سے التباس پیدا ہو جائے جب آپ ﷺ تک یہ پہنچا تو آپ نے اسے تبدیل کر دیا ہو یا کسی اور نے اسے تبدیل کرایا ہو۔"
امام طحاوی مشکل الحدیث میں، بیہقی نے السنن میں، ابو سعید نقاش اور جوزقانی نے اسے الموضوعات میں روایت کیا ہے۔ کسی ثقہ راوی نے اسے عن ہیثم عن ہشام سے اسے روایت ہی نہیں کیا۔

۳- امام علامہ شیخ الاطباء ابن نفیس رحمہ اللہ نے لکھا ہے: "کیونکہ آپ کے مزاج مبارک میں شدید اعتدال پایا جاتا تھا اس لیے آپ کے ہاں صرف صاجزادیاں ہی پیدا نہ ہوئیں کیونکہ یہ ٹھنڈے مزاج سے پیدا ہوتی ہیں نہ ہی آپ کے ہاں صرف صاجزادے پیدا ہوئے کیونکہ وہ گرم مزاج سے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا مزاج معتدل تھا لہٰذا لازم تھا کہ آپ کے ہاں صاجزادے اور صاجزادیاں پیدا ہوں۔ یہ بھی لازم تھا کہ ان کی عمریں طویل نہ ہوں کیونکہ اگر ان کی عمریں طویل ہوتیں وہ نبوت کی عمر تک پہنچ جاتیں تو وہ یا تو انبیاء ہوتے یا انبیاء نہ ہوتے۔ وہ انبیاء نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی تھے وہ غیر انبیاء نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ یہ آپ ﷺ کے حق میں نقص تھا بہت سے انبیاء کرام کے درجہ سے انحطاط تھا بہت سے انبیائے کرام کی

Marfat.com

اولاد میں انبیاء تھیں آپ کی صاحبزادیوں کی زندگیاں طویل ہوئیں کیونکہ عورتیں نبوت کی اہل نہیں ہوتیں۔"

۴- ابن الاعرابی نے "المعجم" میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ان سے ایک جنین ساقط ہوا تھا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ اس روایت کی سند کا مدار داؤد بن مجبر ہے یہ متروک تھا۔ ایک جماعت نے اس پر حدیث وضع کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس کو وہ روایت رد کرتی ہے جسے ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر کنیت رکھ لیں یا روایت ہے کہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لیں کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ کو ان کے والدین سے لے لیا تھا۔ یہ ان کی آغوش میں تھے۔ انہیں ان کی "امی" کہا جاتا تھا۔



Marfat.com

سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اولاد اطہار میں سب سے بڑے تھے۔ انہی پر آپ کی کنیت تھی۔ یہ آپ کی سب سے پہلی اولاد تھے۔ سب سے پہلے انہی کا وصال ہوا تھا۔ یہ مکہ مکرمہ میں بعثت سے قبل پیدا ہوئے تھے۔ بچپن میں ہی ان کا وصال ہو گیا تھا دوسرا قول ہے کہ وہ سن تمیز کو پہنچ چکے تھے۔ زبیر بن بکار اور محمد بن نضلہ نے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ زندہ رہے حتیٰ کہ وہ چلنے لگے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ حضرت قاسم سات راتیں زندہ رہے۔ ''الملا'' نے اس میں خطاء کی ہے۔ ابن سعد نے محمد بن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قاسم کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک دو سال تھی۔ قتادہ نے بھی اسی طرح روایت ہے۔ مجاہد سے روایت ہے کہ وہ سات دن تک زندہ رہے۔ مفضل بن غسان نے لکھا ہے یہ لغزش ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ سترہ ماہ زندہ رہے تھے۔'' امام سہیلی نے لکھا ہے کہ وہ چلنے پھرنے کی عمر تک پہنچ گئے تھے لیکن ان کی رضاعت مکمل نہ ہوئی تھی۔

اس میں اختلاف ہے کہ کیا انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا تھا یا نہیں؟ یونس بن بکیر نے ''زیادات المغازی'' میں حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت قاسم اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ وہ سواری پر سوار ہو سکتے تھے وہ ٹیلے پر چل سکتے تھے۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو عاص بن وائل نے کہا: ''محمد عربی ﷺ ابتر ہو گئے ہیں۔'' اس کے جواب میں سورۃ الکوثر نازل ہوئی۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ ان کا وصال بعثت کے بعد ہوا تھا۔''

طیالسی اور ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین سے اور وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ''قاسم کے لیے دودھ زیادہ ہو گیا ہے کاش! وہ زندہ رہتا حتیٰ کہ وہ اپنی

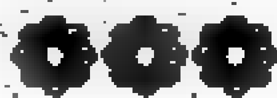
Marfat.com

رضاعت کو پورا کر لیتا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہوگی۔" ابن ماجہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! ﷺ اگر میں یہ جان لیتی تو میرے لیے یہ غم برداشت کرنا آسان ہوتا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم چاہو تو میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں وہ اس کی آواز تمہیں سنا دیتا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم کی تصدیق کرتی ہوں۔" حافظ نے لکھا ہے: "اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کا وصال اسلام میں ہوا تھا لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔"

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قاسم اسلام سے قبل وصال کر گئے تھے ابن ابی عاصم اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ قبر کی تنگی (دبانے) سے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی بھی نہ بچ سکا۔ عرض کی گئی: قاسم بھی نہیں، فرمایا: نہ قاسم نہ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم ان میں سے چھوٹے تھے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ اور حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہشام بن عروہ کی روایت کے مخالف ہے۔

تنبیہ

جب حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا تو آپ کو ابتر کس نے کہا تھا؟ اس میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق یہ بدبخت عاص بن وائل سہمی تھا۔ بہت سے علماء نے یقین کے ساتھ اسے ہی لکھا ہے۔ ایک قول کے مطابق ابوجہل تھا ایک قول کے مطابق کعب بن اشرف تھا۔ اگر ہم کہیں کہ وہ عاص تھا تو اس کی اولاد تھی مثلاً عمرو اور ہشام اس کی اولاد میں سے تھے۔ اس کا ابتر اور منقطع النسل ہونا کیسے ثابت ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ صاحب اولاد تھا لیکن اس کے اور اس کی اولاد کے مابین انقطاع تھا۔ وہ اس کے پیروکار نہ تھے کیونکہ اسلام نے انہیں روک دیا تھا۔ وہ نہ تو عاص کے وارث بنے نہ ہی عاص ان کا وارث بنا۔



Marfat.com

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱-ان کی والدہ ماجدہ، ولادت، عقیقہ، نام مبارک اور آپ کی مسرت

ان کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون تھا۔ ان کے مناقب امہات المؤمنین کے مناقب میں آرہے ہیں۔ یہ ۸ ھ ذوالحجہ کے ماہ مبارک میں العالیہ مین پیدا ہوئے تھے۔ یہ مصعب بن زبیر کا قول ہے جبکہ ابن سعد نے عبداللہ بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ماریہ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ وہ سفید رنگت والی اور خوبصورت تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر رکھا ہوا تھا۔ ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے اسلام قبول کر لیا از وجہ ملکیت آپ ﷺ نے ان کے ساتھ مباشرت کی۔ انہیں اس مال میں منتقل کر دیا جو العالیہ میں تھا۔ یہ بنو نضیر کے اموال میں سے تھا۔ یہ گرم اور پھل چننے کے موسم میں تھا۔ آپ وہیں ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے۔ یہ دینی لحاظ سے بہت عمدہ تھیں۔ ان کے ہاں آپ کا لخت جگر پیدا ہوئے۔ جن کا اسم گرامی "ابراہیم" رکھا گیا۔ آپ ﷺ نے ساتویں روز ایک بکری سے ان کا عقیقہ کیا ان کا حلق کرایا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی مساکین میں صدقہ کی۔ ان کے بال زمین میں دفن کر دیے گئے ان کی دایا کا نام سلمیٰ مولاۃ رسول اللہ ﷺ تھا۔ وہ اپنے خاوند حضرت ابو رافع کے پاس گئیں انہیں بتایا کہ حضرت ماریہ کے ہاں نور نظر پیدا ہوا ہے۔ حضرت ابو رافع بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے آپ ﷺ کو بشارت دی آپ ﷺ نے انہیں ایک غلام ہبہ کر دیا اس وقت آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بہت زیادہ غیرت کا اظہار کیا۔ ان پر شدت اختیار کی کیونکہ ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔"

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کے ہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضرت جبرائیل امین آپ کی خدمت میں آئے اور یوں سلام

Marfat.com

عرض کیا: السلام علیک یا ابا ابراهیم! امام احمد، امام مسلم اور ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ وقت صبح ہمارے ہاں تشریف لائے فرمایا: آج رات نورِ نظر پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے۔" زبیر نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دو بکروں کے ساتھ ان کا عقیقہ کیا ابو ہند نے ان کے سر کا حلق کیا۔ اسی روز آپ نے ان کا نام رکھا۔ یہ ساتواں دن تھا۔

رضاعت

ابن سعد اور زبیر نے حضرت عبداللہ ابن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انصار کی عفت مآب خواتین نے باہم مقابلہ کیا کہ انہیں کون دودھ پلائے گی۔ انہوں نے پسند کیا کہ وہ حضرت ماریہ کو حضور اکرم ﷺ کے لیے فارغ کر دیں کیونکہ آپ ﷺ انہیں پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت ام بردہ بنت المنذر کے حوالے کیا ان کے خاوند کا نام اوس بن خالد تھا۔ وہ انہیں شیر پلاتی تھیں وہ بنو نجار میں اپنے رضاعی والدین کے ہاں تھے آپ حضرت ام بردہ کے پاس تشریف لاتے تھے۔ وہاں قیلولہ فرماتے تھے وہ حضرت ابراہیم کو آپ کے پاس لاتیں۔ آپ ﷺ نے انہیں نخلستان کا ایک ٹکڑا بھی عطا کیا تھا۔" شیخین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو ام سیف کو عطا کیا تھا۔ ان کے خاوند کا نام ابو سیف تھا۔ یہ لوہار پیشہ تھے۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا، حتیٰ کہ ہم ابو سیف تک پہنچ گئے۔ وہ اپنی بھٹی میں پھونکیں مار رہے تھے۔ گھر دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ میں تیزی سے آپ ﷺ کے آگے گیا حتیٰ کہ میں ابو سیف تک پہنچ گیا میں نے کہا: "ابو سیف! رک جاؤ۔" آپ ﷺ اپنے صاحبزادے کے پاس تشریف لائے۔ انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ کچھ فرمایا جو رب تعالیٰ نے چاہا۔

ان سے ہی روایت ہے: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل پر اتنا شفیق ہو جتنے آپ ﷺ اپنے اہل پر تھے حضرت ابراہیم العالیہ میں دودھ پیتے تھے آپ ﷺ ان کے

Marfat.com

پاس تشریف لاتے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ آتے کمرہ میں تشریف لے جاتے وہاں دھواں ہوتا۔ ان کا رضاعی باپ لوہار تھا۔ آپ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیتے تھے اور ان کے بوسے لیتے تھے۔

۳-ان کا وصال، تاریخ وصال، نماز جنازہ اور آپ کا غم

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ دس ہجری کو وصال فرما گئے۔ اس روز منگل تھا ربیع الاول کے دس دن گزر چکے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ اٹھارہ ماہ زندہ رہے۔ (امام احمد) صحیح البخاری میں ہے: انہوں نے سترہ یا اٹھارہ ماہ کی عمر میں وصال کیا تھا محمد بن المؤمل نے کہا ہے: ان کی عمر سترہ ماہ اور آٹھ دن تھی۔ ابن سعد نے مکحول سے اور عطاء سے، ابن سعد نے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے، بکیر بن عبداللہ نے قتادہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما انہیں اس نخلستان میں لے گئے جہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ اندر تشریف لے گئے۔ حضرت ابراہیم عالم نزع میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی آغوش میں رکھ لیا۔ جب ان کا وصال ہو گیا تو چشمان مقدس سے آنسو گرنے لگے، حضرت عبدالرحمان نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے نوحہ اور دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا ہے ایک لہو ولعب کا نغمہ اور مزامیر شیطان۔ دوسری مصیبت کے وقت کی آواز چہرہ نوچنا، گریبان چاک کرنا اور شیطان کی طرح چلانا۔ دوسری روایت میں ہے: میں نے نوحہ سے منع کیا تھا۔ میت کے لیے وہ اوصاف یاد کر کے نہ رویا جائے جو اس میں نہیں، پھر فرمایا: یہ رحمت ہے۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابراہیم! اگر یہ حق نہ ہوتا۔ سچا وعدہ نہ ہوتا، جامع دن نہ ہوتا۔ دوسرے الفاظ میں ہے: اگر معدود اجل نہ ہوتی، وقت معلوم نہ ہوتا صادق وعدہ نہ ہوتا یہ جانے کا رستہ ہے۔ ہمارا آخری ہمارے اول کے ساتھ مل جائے گا تو ہمارا غم آپ پر اس سے بھی شدید ہوتا۔ ابراہیم! ہم تمہاری وجہ سے محزون ہیں آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے لیکن ہم ایسی بات

Marfat.com

نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔

دوسری روایت میں ہے: میں نے انہیں دیکھا ان پر نزع کا عالم طاری تھا چشمانِ مصطفیٰ ﷺ سے آنسو گر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھ سے آنسو گر رہے ہیں، دل غمگین ہے لیکن ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ بخدا! اے ابراہیم! ہم آپ کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔

امام مسلم، ابوداؤد، ابن سعد، امام احمد اور عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے ہم وہی کچھ کہتے ہیں جو ہمارے رب تعالیٰ کو راضی کر دے۔ ابراہیم! ہم تمہارے فراق کی وجہ سے غمزدہ ہیں۔ ابن ماجہ اور طبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آنکھ سے آنسو گر رہے ہیں دل غمگین ہے ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔ اگر یہ سچا وعدہ نہ ہوتا یہ جامع موعود ہے ہمارا آخری پہلے کی اتباع کرے گا، تو ہم آپ پر اس سے زیادہ غم کرتے۔ ابراہیم! ہم آپ کی وجہ سے مغموم ہیں۔

ابن سعد نے حضرت بکیر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پر روئے مگر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری۔ آپ نے انہیں منع کیا۔ انہوں نے عرض کی: میں نے دیکھا آپ رو رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رونا رحمت کی وجہ سے اور چیخنا شیطان کی طرف سے ہے۔

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما۔ اس نخلستان میں تشریف لے گئے جس میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں اپنی گود مبارک میں اٹھا لیا ان پر نزع کا عالم تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ میں نے آپ سے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے تو رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تو دو احمق اور فاجر

Marfat.com

آوازوں سے منع کیا تھا۔ (۱) لہو ولعب اور شیطان کے مزامیر کی آواز (۲) مصیبت کے وقت کی آواز، چہرہ نوچنا، گریبان چاک کرنا اور شیطان کی طرح چیخنا۔

حضرت عبداللہ بن نمیر کی روایت میں ہے: یہ رحمت ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابراہیم! اگرچہ یہ امر حق نہ ہوتا، سچا وعدہ نہ ہوتا۔ یہ لوگوں کے جانے کا راستہ ہے۔ ہمارا آخری فرد پہلے فرد سے مل جائے گا۔ ہم آپ پر اس سے بھی شدید غمزدہ ہوتے ہم آپ کی وجہ سے مغموم ہیں۔ آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل غمزدہ ہے لیکن ہم وہ بات نہیں کرتے جو ہمارے رب تعالیٰ کو ناراض کر دے۔

ابن ماجہ اور حکیم ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اسے کفن میں نہ لپیٹنا حتیٰ کہ میں اس کی طرف دیکھ لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے ان پر جھک گئے اور رونے لگے۔

اس میں اختلاف ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی یا نہیں۔ امام احمد اور ابن سعد نے کہا یہ جابر جعفی کی سند ہے یہ ضعیف تھا، حضرت براء سے، بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد سے، ابن ماجہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابو یعلیٰ اور ابن سعد نے حضرت انس سے، ابوداؤد اور بیہقی نے عطا بن ریاح سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لختِ جگر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے: المقاعد میں اسی جگہ جنازے پڑھے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر چار تکبیریں کہیں۔ یہ طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

ابن سعد نے عطاء اور مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نورِ نظر کی قبر انور کے کنارے پر تھے۔ آپ نے لحد میں شگاف دیکھا۔ کھدائی کرنے والے نے ڈھیلا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: اس سے نہ نفع ہوتا ہے نہ ہی نقصان لیکن زندہ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔ آپ اپنی مبارک انگلیوں سے اسے برابر کرنے لگے۔ فرمایا: جب تم میں

Marfat.com

سے کوئی عمل کرے تو اسے پختگی سے کرے۔ اس سے مصیبت زدہ کے نفس کو تسلی ملتی ہے۔
زبیر بن بکار نے لکھا ہے: جب ان کی تدفین ہوگئی تو ان کی قبر پر بوسہ دیا۔ بلند آواز سے دعا مانگی سب سے پہلے اسی قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ ابن سعد نے آل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی مشکیزہ لے کر آئے گا؟ ایک انصاری شخص نے پانی کا مشکیزہ پیش کیا۔ آپ نے اسے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھڑک دیا۔ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر انور راستے کے قریب تھی۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ وہ دار عقیل کے قریب تھی۔

۴۔ سورج گرہن لگنا

ابن سعد نے عبدالرحمان بن حسان سے، اور انہوں نے اپنی والدہ حضرت سیرین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت وہیں تھی میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب میں یا میری بہن چیخ مارتی آپ ہمیں منع نہ کرتے۔ جب ان کا وصال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں چیخنے سے منع کر دیا۔ انہیں حضرت فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، پھر انہیں اٹھالیا گیا۔ میں نے آپ کو دیکھا آپ ان کی قبر کے کنارے پر تھے حضرت عباس آپ کے پہلو میں تھے۔ حضرات فضل اور اسامہ رضی اللہ عنہما نیچے اترے۔ میں ان کی قبر کے پاس رو رہی تھی۔ مجھے کسی نے منع نہ کیا۔ اس روز سورج گرہن لگ گیا لوگوں نے کہا: یہ ابراہیم کے وصال کی وجہ سے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے سورج گرہن نہیں لگتا۔ آپ نے اینٹوں میں شگاف دیکھا۔ اسے بند کرنے کا حکم دیا جب عرض کی گئی تو فرمایا: یہ نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان لیکن اس سے آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے جب زندہ شخص کوئی کام کرے تو رب تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اسے محکم انداز سے کرے۔ ان کا وصال منگل کے روز ہوا۔ ۱۰ھ تھی، ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں۔

Marfat.com

۵-جنت میں رضاعت کی تکمیل

ابن ماجہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں انہیں ایک دودھ پلانے والی ہوگی اگر وہ زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو وہ قبطی ماموں کو آزاد کرا دیتے اور کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاتا۔

۶-اس امر کارد کہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو تلقین کی تھی

زبانوں پر مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے دفنانے کے بعد سیدنا ابراہیم کو تلقین کی تھی یہ چیز کتب احادیث میں موجود نہیں ہے۔ اس کا تذکرہ المتولی نے "تتمۃ والابانۃ" میں کیا ہے۔ روایت ہے کہ جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ربی و رسولی ابی و الاسلام دینی عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ آپ انہیں تلقین کر رہے ہیں ہمیں کون تلقین کرے گا؟ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (سورۃ ابراہیم، ۲۷)

ترجمہ: ثابت قدم رکھتا ہے اللہ اہل ایمان کو اس پختہ قول کی برکت سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔

استاذ ابوبکر بن فورک نے اپنی کتاب "النظامی" میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی تدفین ہوئی تو آپ ﷺ ان کی قبر انور پر کھڑے ہو گئے فرمایا: نور نظر! دل غمزدہ ہے۔ آنکھ آنسو برسا رہی ہے ہم ایسی بات نہیں کرتے جو ہمارے رب کو ناراض کر دے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ فرزند دلبند! کہو: اللہ ربی، اسلام دینی و رسول اللہ ابی۔ صحابہ کرام رونے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی باآواز بلند رونے لگے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو حضرت عمر فاروق اور ان کے ساتھی رو رہے تھے۔ فرمایا: عمر! کیوں رو رہے ہو؟

Marfat.com

عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے فرزند دلبند تھے یہ بلوغت تک نہ پہنچے تھے۔ نہ ہی ان پر قلم رواں ہوا تھا۔ نہ اسے تلقین کی ضرورت تھی آپ جیسی ذات ہی اس وقت توحید کی تلقین کر سکتی ہے۔ عمر کا حال کیا ہو گا وہ بالغ عمر کو پہنچ چکا ہے اس پر قلم رواں ہو چکا ہے اسے آپ جیسا ملقن بھی نصیب نہ ہو سکے گا اس حالت میں اس کی نجات کی صورت کیا ہو گی؟ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رونے لگے۔ حضرت جبرائیل امین اترے حضور اکرم ﷺ سے ان کے رونے کا سبب پوچھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق کی بات سنادی۔ حضرت جبرائیل امین اوپر چڑھے پھر نیچے اترے۔ کہا: آپ کا رب تعالیٰ آپ کو سلام دیتا ہے اور کہتا ہے:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ (سورۃ ابراہیم، ۲۷)

اس سے مراد موت کا وقت ہے سوال کا وقت ہے حضور اکرم ﷺ نے انہیں یہ آیت طیبہ پڑھ کر سنائی ان کے قلوب خوش ہو گئے۔ نفس مسرور ہو گئے۔ رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو یہ بہت ہی منکر روایت ہے بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۷۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے

امام بخاری اور ابن ماجہ نے اسماعیل بن خالد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے عرض کی: "کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ کے فرزند دلبند حضرت ابراہیم کی زیارت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "ان کا وصال چھوٹی عمر میں ہو گیا تھا۔ اگر یہ فیصلہ ہوتا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو گا تو آپ ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس روایت کو امام احمد نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو آپ ﷺ کے فرزند دلبند حضرت ابراہیم کا وصال نہ ہوتا لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ابن سعد نے اس سند سے روایت کیا ہے جو امام مسلم کی شرط پر ہے کہ سدی کہتے ہیں:

Marfat.com

میں نے حضرت انس سے پوچھا: کیا آپ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی تھی؟ انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا اگر سید ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔
ابن عساکر نے دو اسناد سے حضرت سدی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس سے عرض کی: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی عمر کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا: وہ پنگھوڑے میں بچے تھے اگر بحیات رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ باقی نہ رہے کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ الماوردی نے المعرفہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ان کے لیے دایا ہوگی اگر وہ زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔

ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

فائدہ

امام سبکی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔ اگر تم کہو نبوت وصف ہے اس کے موصوف کا ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال کے بعد بعثت ہوئی تھی۔ آپ کے وجود سے قبل اور رسالت سے قبل یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اس کا جواب یہ دیتا ہوں کہ رب تعالیٰ نے اجساد سے قبل ارواح کو تخلیق کیا۔ "کنت نبیا" سے اشارہ آپ کی روح، حقیقت اور ان حقائق کی طرف ہوتا ہے جن کی معرفت سے ہمارے عقل قاصر ہیں۔ انہیں صرف ان کا خالق ہی جان سکتا ہے اور وہ جان سکتا ہے جن کی رب تعالیٰ نے نور الٰہی سے مدد کی ہو، پھر ان حقائق میں سے ہر ہر حقیقت رب تعالیٰ اس وقت میں دیتا ہے جب چاہتا ہے حضور اکرم ﷺ کی حقیقت کو تخلیق آدم سے پہلے یہ وصف عطا کر دیا ہو رب تعالیٰ نے اسے ان کے لیے تیار کر رکھا ہو رب تعالیٰ نے اس وقت اسے یہ وصف عطا کر دیا آپ ﷺ نبی بن گئے۔

Marfat.com

یہ ساری روایات اس کتاب مستطاب کے شروع میں گزر چکی ہیں۔ اسی سے سیدنا ابراہیم ابن سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچپن میں نبوت کی تحقیق کو سمجھا جا سکتا ہے اگرچہ وہ وحی کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔

۸- ان کے ننھال قبط کے متعلق وصیت

ابن سعد نے زہری سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم قبطیوں کے مالک بن جاؤ تو ان کے ساتھ احسان کرو ان کے ساتھ عہد ہے ان کے ساتھ رشتہ داری ہے۔ حضرت ابی بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبط کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرو ان کا عہد اور رشتہ داری ہے۔ طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ! مصر کے قبط کے متعلق! عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے وہ تمہارے لیے راہ خدا میں معاون و مددگار ثابت ہوں گے۔

تنبیہات

۱- پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم کو ام بردہ خولہ بنت منذر نے دودھ پلایا جبکہ مشہور یہ ہے کہ یہ سعادت حضرت ام سیف نے حاصل کی تھی۔ حضرت قاضی عیاض نے ان کا نام خولہ بنت منذر لکھا ہے۔

۲- حضرت انس اور حضرت ابن زبیر کے ان اقوال میں کوئی تضاد نہیں ہے کہ ان کا نام ساتویں روز رکھا گیا تھا بلکہ اسے اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ نام ساتویں روز سے قبل رکھا گیا تھا جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کا تقاضا ہے ساتویں روز نام کو ظاہر کیا گیا۔ ساتویں روز نام رکھنے کے حکم کو اس امر پر محمول کیا جائے گا کہ ساتویں روز سے موخر نہ کیا جائے کیونکہ اسی وقت میں نام رکھا جاتا ہے یہ وقت ولادت سے لے کر ساتویں روز تک ہے۔ (محب الطبری)

۳- حکیم ترمذی نے لکھا ہے: اولاد رب تعالیٰ کی طرف سے پھول ہوتی ہے۔ مومن اسے

Marfat.com

سونگھتا ہے۔ اس سے لذت پاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آخری عمر میں اسے رب تعالیٰ یہ پھول بطور زادِ راہ دے۔ آپ ﷺ کا ان پر جھکنا سونگھنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے بچے کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ آپ ﷺ کا ان پر جھکنا جبکہ وہ کفن میں لپٹے ہوئے تھے۔ یہ آپ ﷺ کا ان سے زادِ راہ لینا تھا ان پر رونا ان پر فراق کی وجہ سے تھا کیونکہ ان کا سونگھنا جنت کا پھول سونگھنا تھا۔ دوسری روایت میں ریحان اللہ کا لفظ ہے آپ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا کیونکہ رب تعالیٰ کی عنایت ہے جو اندر سے لطف اور نیکی سے لبریز ہے ظاہر امتحان ہے کبھی آپ ﷺ ان کے لیے رحمت کا اظہار کرتے ہوئے ان پر روئے کیونکہ اجسام مردے ہوتے ہیں انہیں ارواح سے زینت ملتی ہے یہ عبودیت سے چمکتے ہیں۔

۴۔ امام احمد، بزار اور ابو یعلی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا، ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ ان کی نماز جنازہ نہ ادا کی گئی۔ حافظ نے لکھا ہے کہ اس کی سند حسن ہے ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے لیکن امام احمد نے حسن کی روایت میں اسے منکر کہا ہے خطابی نے لکھا ہے کہ یہ روایت اتصال کے اعتبار سے اس روایت سے عمدہ ہے جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا: لیکن یہ اولیٰ ہے۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت صحیح نہیں ہے۔ جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے کہ بچوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ جب وہ شہید ہو جائیں یہ عمل اسلاف و اخلاف میں رائج ہے۔ صرف سمرہ بن جندب سے مروی روایت اس کے مخالف ہے۔ شاید ان کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جماعت کے ساتھ اس کی نماز جنازہ ادا نہ کی ہو یا صحابہ کرام کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہو مگر آپ ﷺ موجود نہ ہوں لہٰذا یہ اس کے مخالف نہ رہی کیونکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے۔ روایت کو اسی مفہوم پر محمول کرنا اولیٰ ہے۔

امام نووی نے لکھا ہے: جمہور علماء کا موقف ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور

Marfat.com

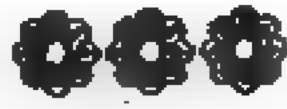
چار تکبیریں کہیں۔ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی انہوں نے اس کے سبب میں اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی وجہ سے نماز جنازہ سے مستغنی تھے یہ شفاعت ہی ہوتی ہے جیسے شہید اپنی شہادت کی وجہ سے نماز جنازہ سے مستغنی ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے: اسی روز سورج گرہن لگا آپ ﷺ سورج گرہن کی وجہ سے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھ سکے تھے کیونکہ صلاۃ الکسوف میں مصروف رہے تھے ایک اور گروہ کہتا ہے: ان آثار میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے مثبت کو اولی سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس میں علم کی زیادتی ہوتی ہے۔ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو اثبات کو مقدم سمجھا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ اس لیے نہ پڑھی تھی کیونکہ وہ نبی تھے۔ نبی کی نماز جنازہ نہیں ہوتی لیکن یہ صحیح نہیں صحیح موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔

۵- ابو عمر نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کا انکار کیا ہے انہوں نے اسے "تمہید" میں روایت کرنے کے بعد لکھا ہے: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی نہ تھا جیسے کہ غیر نبی کے ہاں نبی پیدا ہوئے۔ اسی طرح روا ہے کہ نبی کے ہاں غیر نبی پیدا ہو۔ اگر نبی کے ہاں صرف نبی ہی پیدا ہوتا تو ان میں سے ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نبی مکرم ہیں۔ ان کی اولاد میں سے صرف حضرت شیث علیہ السلام ہی نبی تھے۔ امام نووی نے اپنی تہذیب میں "ابراہیم" کے تحت لکھا ہے کہ جو یہ روایت ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو وہ نبی ہوتے۔ یہ باطل ہے یہ غیب پر گفتگو کرنے کی جسارت ہے یہ ناعاقبت اندیشی اور بڑی لغزشوں پر ہجوم ہے۔

حافظ نے لکھا ہے: یہ عجیب بات ہے، حالانکہ اسے تین صحابیوں سے روایت بھی کیا ہے لیکن ان کی تاویل کی وجہ بیان نہیں کی۔ اور اس کا رد کرتے ہوئے، انہوں نے لکھا

Marfat.com

ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں ہے۔صحابی کے متعلق گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنی رائے سے ایسی بات کی ہو۔یہ انہوں نے الاصابہ میں لکھا ہے: فتح الباری میں لکھا ہے اگر امام نووی کو یہ روایات یاد ہوتیں تو وہ کچھ نہ کہتے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔



Marfat.com

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

۱-ولادت مبارکہ

اس میں اختلاف نہیں کہ آپ صاجزادیوں میں سے سب سے بڑی تھیں۔ اختلاف صرف ان میں اور حضرت قاسم رضی اللہ عنہ میں ہے کہ ان میں سے کس کی ولادت سب سے پہلے ہوئی۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے: میں نے عبداللہ بن محمد سلیمان ہاشمی سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کے وقت آپ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی۔ انہوں نے اسلام کو پایا۔ ہجرت کی۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اس صاجزادی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔

۲-نکاح

ان کا نکاح ان کے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا۔ ان کا نام لقیط تھا۔ یا ہشیم تھا۔ یا مہشم تھا۔ والدہ کا نام ہالہ بنت خویلد تھا۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابوالعاص مکہ مکرمہ کے ان افراد میں شمار ہوتے تھے جو مال داری، تجارت اور امانت داری میں بے نظیر تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کو یہ تجویز پیش کی۔ آپ ﷺ نے ان کی مخالفت نہ کی۔ یہ نزولِ وحی سے پہلے کی بات ہے آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ جب رب تعالیٰ نے رسالت کا تاج زرنگار آپ ﷺ کے سر پر سجایا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور آپ کی ساری صاجزادیاں آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ جب آپ نے قریش کو دعوت دی تو وہ ابوالعاص کے پاس آئے انہوں نے کہا: اپنی زوجہ سے جدا ہو جاؤ۔ ہم تمہاری شادی قریش کی جس عورت سے چاہتے ہو کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: بخدا! نہیں!

Marfat.com

میں اپنی زوجہ محترمہ سے جدا نہ ہوں گا۔ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ ان کے بدلے میں قریش کی کوئی عمدہ عورت ملے۔

۴۔ ہجرت

طبرانی اور بزار نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاوند ابو العاص سے اذن طلب کیا کہ وہ اپنے والد گرامی حضور اکرم ﷺ کے پاس چلی جائیں۔ انہوں نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ کنانہ یا ابن کنانہ بن ربیع کے ساتھ عازم سفر ہوئیں۔ قریش ان کے تعاقب میں نکلے۔ ہباب بن اسود نے انہیں پالیا وہ ان کے اونٹ کو لگاتار اپنا نیزہ مارتا رہا حتیٰ کہ وہ گر پڑیں اور ان کا حمل ضائع ہو گیا۔ ان کا خون بہہ گیا۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں جھگڑا ہو گیا انہوں نے کہا: "ہم ان کے مستحق ہیں۔ یہ ہمارے چچا زاد ابو العاص کی زوجیت میں ہیں۔ ہند بنت عتبہ نے کہا: یہ تمہارے والد کی وجہ سے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا: کیا تم جاتے نہیں ہو اور زینب کو نہیں لے آتے؟ انہوں نے عرض کی: ضرور! یا رسول اللہ! ﷺ۔ آپ نے فرمایا: میری انگوٹھی لے جاؤ اور اسے دو۔" حضرت زید عازم سفر ہوئے۔ وہ نرمی برتتے رہے۔ وہ ایک چرواہے سے ملے۔ اس سے پوچھا: کس کی بکریاں چرا رہے ہو؟ اس نے کہا: ابو العاص کی۔ فرمایا: یہ بکریاں کس کی ہیں؟ کہا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی۔ وہ ان کے ساتھ چلے۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں کچھ دوں تو وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دے دو گے اور کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہ کرو گے؟ چرواہے نے کہا: ہاں! انہوں نے اسے انگوٹھی دی۔ چرواہا روانہ ہوا۔ ان کی بکریاں گھر میں داخل کیں۔ انہیں انگوٹھی پیش کر دی۔ انہوں نے اسے پہچان لیا۔ فرمایا: تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا: ایک شخص نے۔ انہوں نے پوچھا: تو نے اسے کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: فلاں جگہ۔ وہ خاموش ہو گئیں۔ رات کے وقت ان کے پاس تشریف لے گئیں۔ جب وہ ان کے پاس آئیں تو انہوں نے کہا: میرے آگے میرے اونٹ پر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں! تم آگے بیٹھو۔ وہ سوار ہوئے۔ وہ ان کے پیچھے سوار ہو گئیں، حتیٰ کہ وہ بارگاہ

Marfat.com

رسالت مآب میں حاضر ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میری بہترین صاجزادی ہیں۔ انہیں میری وجہ سے تکلیف پہنچی ہے۔ طبرانی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بدر کے قیدیوں میں ابو العاص بھی تھے۔

۴- حضرت ابو العاص کا اسلام

حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابو العاص کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے ہجرت کی۔ ابو العاص اپنے دین پر ہی تھے۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ وہ تجارت کے لیے شام کا سفر کریں جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو کچھ مسلمانوں نے ان کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تاکہ ان کا سامان لے لیں اور انہیں قتل کر دیں۔ یہ بات حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی سن لی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مسلمانوں کا عہد اور پناہ ایک نہیں ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی: آپ گواہ بن جائیں میں نے ابو العاص کو پناہ دی ہے۔ جب مسلمانوں نے یہ سنا تو وہ اسلحہ کے بغیر ان کی طرف نکلے۔ انہوں نے کہا: ابو العاص! تم قریش میں معزز انسان ہو تم حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد اور آپ ﷺ تمہارے سسر ہیں کیا تم اسلام قبول کر لیتے ہو اور قریش مکہ کا اموال بطور مال غنیمت لے لیتے ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے مجھے کتنا برا مشورہ دیا ہے کہ میں اپنا دین دھوکے سے چھوڑ دوں۔ وہ گئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہر صاحب حق کا حق ادا کیا، پھر فرمایا: اے اہل مکہ! کیا میں نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا: بخدا! ہاں! انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد عربی ﷺ اس کے رسول ہیں، پھر وہ مدینہ طیبہ ہجرت فرما ہو گئے۔

۵- نئے نکاح کے بغیر آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا انہیں لوٹا دیں

امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کئی سالوں بعد اپنی نور نظر انہیں پہلے نکاح پر واپس لوٹا دیں اور نیا حق مہر مقرر نہ کیا۔

Marfat.com

۶- آپ ﷺ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف فرماتے تھے

شیخین نے حضرت مسعود سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کو پیغام نکاح دیا۔ ان کی زوجیت میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں عرض کی: آپ ﷺ کی قوم باتیں کر رہی ہے کہ آپ اپنی صاجزادیوں کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ علی ہیں جو ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کر رہے ہیں۔ حضرت مسعود نے کہا: حضور اکرم ﷺ اٹھے۔ میں نے شہادت دیتے ہوئے آپ ﷺ کو سنا پھر فرمایا: میں نے ابو العاص سے اپنی نور نظر کا نکاح کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے بات کی اور سچ بولا۔ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں مجھے ناپسند ہے کہ تم انہیں آزمائش میں مبتلاء کرو۔ بخدا! حضور اکرم ﷺ اور دشمن خدا کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام نکاح ترک کر دیا۔

محمد بن عمر نے روایت کیا ہے کہ ابو العاص قریش کے علاوہ کسی اور کارواں میں شام کی طرف گئے۔ آپ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ وہ کارواں شام سے آ رہا ہے۔ آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے العیص کے ایک طرف جمادی الاول ۶ ھ میں اس کارواں سے ملاقات کر لی۔ انہوں نے سامان پر قبضہ کر لیا اور کچھ لوگ بھی گرفتار ہوئے۔ ان میں ابو العاص بھی تھے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے۔ وقتِ سحر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ یہ ان کی زوجہ کریمہ تھیں۔ انہوں نے ان سے پناہ طلب کی۔ انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔ جب آپ ﷺ نے نماز فجر ادا کر لی تو وہ حجرۂ مقدسہ کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں۔ بلند آواز سے کہا: میں نے ابو العاص کو پناہ دے دی ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے پوچھا: لوگو! کیا تم نے وہ کچھ سنا ہے جو میں نے سنا؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم! جس کے دستِ تصرف میں میری جان ہے۔ مجھے اس کا کچھ علم نہ تھا حتیٰ کہ تم نے وہ سنا جو کچھ میں نے سنا ہے۔ مسلمان اپنے علاوہ متفق ہیں ان کا کمتر شخص بھی کسی شخص کو پناہ دے سکتا ہے۔ جس کو انہوں نے پناہ دی ہے

Marfat.com

ہم نے بھی اسے پناہ دی ہے۔" جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئیں۔ عرض کی کہ ابوالعاص سے لیا ہوا سامان واپس کر دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ انہیں حکم دیا کہ وہ ان کے قریب نہ جائیں۔ وہ جب تک مشرک ہے۔ وہ ان کے لیے حلال نہیں ہے۔ حضرت ابوالعاص مکہ مکرمہ آئے۔ ہر حقدار کو اس کا حق ادا کیا، پھر اسلام قبول کیا۔ مسلمان بن کر ہجرت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ماہ محرم تھا ۷ھ تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے پہلے نکاح پر واپس کر دیا۔

۷- ان کا وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ابن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک شخص آیا۔ قریش کے دو افراد اس کے ساتھ لڑنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے اس پر غلبہ پا لیا۔ انہوں نے حضرت زینب کو گرا دیا وہ چٹان پر گر پڑیں۔ ان کا حمل گر پڑا خون بہہ گیا۔ وہ انہیں ابوسفیان کے پاس لے گئے۔ بنوہاشم کی خواتین ان کے پاس آگئیں۔ اس نے انہیں ان کے سپرد کر دیا، پھر وہ ہجرت فرما کر آپ ﷺ کے پاس آگئیں۔ وہ اسی درد کی وجہ سے وصال کر گئیں۔ اسی درد کی وجہ سے انہیں شہیدہ کہا جاتا ہے۔ ان کا وصال ۸ھ کے اوائل میں ہوا۔ انہیں حضرت ام ایمن اور حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کی قبر میں اترے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے لیے نعش بنائی گئی۔ سب سے پہلے انہی کے لیے نعش بنائی گئی تھی۔

۸- اولادِ پاک

ابوعمر وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوالعاص سے ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام علی تھا لیکن وہ فوت ہوگیا۔ وہ قریب البلوغ تھا۔ یہ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے

Marfat.com

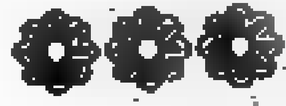
پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی اس کا وصال ہو گیا تھا۔ ان کے ہاں ایک بچی بھی پیدا ہوئی تھی۔ جسے امامہ کہا جاتا تھا۔ ان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے بعد شادی کر لی تھی۔ ان سے اولاد نہ ہوئی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ حضرت امامہ سے بہت محبت فرماتے تھے۔ نماز میں انہیں اٹھا لیتے تھے جب سجدہ فرماتے تو انہیں اتار دیتے تھے۔ جب اٹھتے تو انہیں اٹھا لیتے تھے۔

امام احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے سند حسن سے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی خدمت میں پتھر کا ایک ہار پیش کیا گیا۔ جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایک حجرہ مقدسہ میں جمع تھیں۔ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں وہ حجرہ کی ایک سمت میں مٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا: یہ کیسا لگتا ہے؟ انہوں نے اسے دیکھا: عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے اتنا حسین اور عجیب ہار کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میری طرف لوٹا دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! میں اسے اس گردن میں ڈالوں گا جو مجھے اپنے اہل بیت میں سے سب سے پیاری ہو گی۔ ام المومنین نے فرمایا: مجھے یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ آپ اسے میرے علاوہ کسی اور کو نہ پہنا دیں۔ یہی کیفیت میرے علاوہ ہر ام المومنین کی تھی۔ ہم سب خاموش ہو گئیں۔ آپ اسے لے آئے اور اسے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو پہنا دیا۔ وہ مسرور ہو گئیں۔

زبیر اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی نور نظر کو حضرت زبیر کے متعلق وصیت کی تھی انہوں نے ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا اس وقت حضرت سیدہ خاتون جنت کا وصال ہو چکا تھا۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کی زوجیت میں حضرت امامہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ انہوں نے ضعیف سند سے محمد بن عبد الرحمان سے روایت کیا ہے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو انہوں نے حضرت امامہ سے فرمایا: شادی نہ کرنا۔ اگر کرنا چاہو تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بن نوفل کی رائے کے بغیر نہ کرنا۔ معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں پیغام نکاح دیا۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے لیے ان سے بہتر

Marfat.com

ہوں۔اپنا معاملہ میرے سپرد کر دو۔انہوں نے اسی طرح کیا۔انہوں نے کچھ افراد بلائے ا
وران سے نکاح کر لیا۔ان کے ہاں ہی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا ان کے ہاں اولاد نہ
ہوئی تھی۔سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ایک قول یہ ہے کہ حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے ہاں
حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔جسے یحییٰ کہا جاتا تھا۔



Marfat.com

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

۱- ولادت، نام نامی اور نکاح

جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہاں پیدا ہوئیں تو اس وقت آپ کی عمر مبارک تینتیس سال تھی۔ آپ ﷺ نے ان کا نام رقیہ رکھا۔ جب ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ جب خواتین نے آپ ﷺ کی بیعت کی تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی بیعت کر لی۔ ابن ابی خیثمہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ابی لہب کی زوجیت میں تھیں۔ جب سورۃ لھب نازل ہوئی جبکہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا عتبہ کی زوجیت میں تھیں۔ ابولہب نے کہا: میرا سر تمہارے سروں کے مابین اس وقت تک مرا رہے جب تک تم دونوں محمد عربی ﷺ کی دونوں صاجزادیوں کو طلاق نہ دے دو۔ ان کی ماں نے کہا: میرے بیٹے! انہیں طلاق دے دو، یہ صابی ہوگئی ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی دونوں صاجزادیوں کو طلاق دے دی۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مکہ مکرمہ میں کر دیا گیا۔ انہوں نے ان کے ہمراہ دو ہجرتیں کیں حبشہ کی طرف، مدینہ طیبہ کی طرف۔ دولابی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح جاہلیت میں ہوا تھا۔ دیگر مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ نکاح اسلام کے بعد ہوا تھا۔ طبرانی نے دو حسن اسناد سے اور زبیر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا عتبہ کی زوجیت میں تھیں جب سورہ ابی لہب کا نزول ہوا حضور اکرم ﷺ نے عتبہ سے طلاق کا مطالبہ کر دیا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے بھی مطالبہ کیا ان کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ ان کے ہاں ہی ان کا وصال ہوا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: قریش عتبہ بن ابی لہب کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: محمد عربی ﷺ کی نور نظر کو طلاق دے دے۔ ہم تیری شادی کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

۲- حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح وحی سے ہوا تھا

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میں اپنی نور نظر کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

۳- حسن و جمال

ابو عمرو نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ باجمال تھیں۔ محمد بن قدامہ نے کہا ہے: وہ بہت حسین تھیں۔ کہا جاتا تھا: بہترین شریک حیات بہترین شریک حیات کے ساتھ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور سید کائنات ﷺ نے مجھے بھیجا تاکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف ایک پیالہ لے جاؤں جس میں گوشت تھا۔ میں ان کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے پاس ہی تھیں۔ میں نے ان سے بڑھ کر حسین شریکانِ حیات نہیں دیکھے۔ میں ایک نظر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اور دوسری نظر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا پر ڈالتا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کے ہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سے بڑھ کر حسین جوڑا کبھی دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! یارسول اللہ ﷺ میں ایک نظر سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اور دوسری نظر سے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتا رہا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ پردے کے احکام کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس میں ایک راوی کا نام نہیں لیا گیا بقیہ راوی صحیح کے رجال ہیں۔ حضرت عبداللہ بن حزم المازنی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ میں نے مرد و خواتین میں سے ان سے بڑھ کر حسین کسی کو نہ دیکھا تھا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس میں ربیع بن بدر ہے جو متروک ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے جمعۃ المبارک کے روز حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا۔ انہوں نے ازار پہنا ہوا تھا۔ وہ ازار عدن کا تھا۔ موٹا

Marfat.com

تھا۔ اس کی قیمت چار یا پانچ دراہم تھی اور آپ نے کوفی اون کی چادر پہنی تھی ان کی ریش مبارک طویل اور چہرہ خوبصورت تھا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔ موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جمعۃ المبارک تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عصا پر ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ سارے لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ دو زرد رنگ کی چادریں ازار اور چادر اوڑھ رکھیں تھیں۔ آپ منبر کے پاس آئے اور اس پر بیٹھ گئے۔ اس کو طبرانی نے اپنے شیخ مقدام بن داؤد سے روایت کیا ہے۔ یہ ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عون القاری سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ذوالنورین کی زیارت کی۔ ان کی ریش مبارک سفید تھی۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: میں نے انہیں نہ پہچانا۔ عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ان کی ریش مبارک زرد تھی۔

ہجرت

حضرت انس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ ﷺ کو ان کی خبر نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ ان کے متعلق آپ ﷺ لوگوں سے پوچھنے لگے۔ قریش کی ایک عورت آئی۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: میں نے انہیں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے انہیں کس حال میں دیکھا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں گدھے پر بٹھا رکھا تھا۔ وہ اسے ہانک رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ ان کی تمنائیں پوری کرے۔ حضرت عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہجرت کی۔

ان کی دعا کا قبول ہو جانا

ابو محمد بن قدامہ نے روایت کیا ہے کہ اہل حبشہ میں کچھ جوان حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے

Marfat.com

سامنے آتے تھے انہیں دیکھتے تھے۔ان کے جمال سے متعجب ہوتے تھے۔اس طرح انہیں اذیت دیتے تھے انہوں نے ان سب کے لیے بد دعا کی اور سارے ہلاک ہو گئے۔

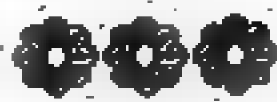
وصال

حضرت مصعب بن زبیر نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں مدینہ طیبہ میں ہی وصال فرما گئیں۔ان کی ہی وجہ سے وہ غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ آپ نے حکم دیا تو ان کا حصہ بھی نکالا گیا اور اجر و ثواب میں بھی انہیں شامل کیا گیا۔

ابن شہاب نے لکھا ہے: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے۔وہ بیمار تھیں۔ان کا وصال اسی روز ہوا جس دن اہل بدر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے حصہ نکالا تھا۔ثواب میں انہیں شامل کیا تھا۔انہوں نے ہجرت سے سترہ ماہ بعد وصال فرمایا تھا۔

اولاد پاک

ان کا ایک حمل ضائع ہو گیا پھر حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔مصعب بن زبیر نے لکھا ہے کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حبشہ میں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔اسی پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی۔جب ان کی عمر دو سال ہوئی یا چھ سال ہوئی تو ان کی آنکھوں میں مرغ نے چونچیں مار دیں ان کا چہرہ سوج گیا اور ان کا وصال ہو گیا۔العیون میں ہے: ان کا وصال اپنی والدہ ماجدہ کے وصال سے چار سال بعد ہوا تھا۔ان کے علاوہ ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ان کی قبر میں ان کے والد گرامی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اترے تھے۔دولابی نے لکھا ہے: وہ عالم شیر خوارگی میں ہی وصال کر گئے تھے۔حضرت قتادہ کا قول ہے کہ حضرت عثمان غنی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہی نہ ہوا تھا۔سیرت نگاروں نے ان کی بات کو تسلیم نہیں کیا۔



Marfat.com

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

۱-ولادت اور نکاح

یہ اپنی بہن حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑی تھیں۔حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام ام کلثوم رکھا تھا اس کے علاوہ وہ کسی اور نام سے معروف نہ تھیں۔وہ کنیت سے ہی معروف تھیں۔جب ان کی بہنوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور ان کے ساتھ ہی بیعت کی۔آپ ﷺ کے ہمراہ ہجرت کی۔جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ربیع الاول میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تھا جمادی الاول میں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ساتویں باب میں گزر چکا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب سے ان کا نکاح ہوا تھا، پھر اس نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ان کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا تھا یہ رب تعالیٰ کی طرف سے وحی کی وجہ سے ہوا تھا۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور ان کی صحبت کی مثل پر کر دیں۔ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔انہوں نے کہا: رب تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ آپ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور انہی کی صحبت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔

ابن ماجہ اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: مسجد نبوی

Marfat.com

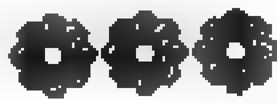
کے دروازے کے پاس حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عثمان! یہ جبرائیل امین ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر اور ان ہی کی صحبت پر کر دوں۔

نکاح کی کیفیت

ابن عساکر نے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عثمان! یہ جبرائیل امین ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم سنا رہے ہیں کہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح تم سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق مہر جتنے حق مہر پر اور انہی کی صحبت و رفاقت جیسی صحبت و رفاقت پر کر دوں۔

وصال

العیون میں ہے: ہجرت کے نویں سال ماہ شعبان میں ان کا وصال ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ ان کی قبر انور پر بیٹھ گئے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فضل اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم ان کی قبر میں اترے۔ ان کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا تھا۔



Marfat.com

سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا

ولادت اور اسم مبارک

ابوعمرو نے عبید اللہ بن محمد سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ”سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی لیکن یہ اس کے مخالف ہے جس کا تذکرہ ابن اسحاق نے کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اولاد سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے بعثت سے قبل ہوئی تھی۔ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی۔اس وقت قریش خانہ کعبہ تعمیر کر رہے تھے۔امام واقدی سے روایت ہے کہ جب ان کی ولادت ہوئی تو خانہ کعبہ تعمیر ہو رہا تھا۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی۔المدائنی نے اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ایک قول یہ ہے کہ ان کی ولادت بعثت سے ایک سال قبل ہوئی۔وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تقریباً پانچ سال بڑی تھیں۔ محرم کے اوائل میں دوسرے سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے چار ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل آپ سے جدا ہوگئی۔اپنے والد گرامی کی والدہ ماجدہ کی کنیت پر ان کی کنیت تھی۔جس نے اس کے علاوہ اور کچھ کہا ہے۔اس نے خطاء کی ہے۔

نکاح، حق مہر اور جہیز

ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوگیا۔اس وقت عمر مبارک ۱۵ سال اور پانچ یا چھ ماہ تھی۔رمضان المبارک ۲ھ میں آپ کا نکاح ہوا اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی تھی۔یا رجب یا صفر میں نکاح ہوا تھا۔اس وقت ان کی عمر اکیس برس اور چھ ماہ تھی۔ان کی حیات طیبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دوسری شادی نہ کی۔امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ سے نکاح ۲ھ کو ماہ صفر میں کیا تھا جبکہ رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی تھی جبکہ

Marfat.com

ہجرت کو ۲۲ ماہ گزر چکے تھے۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد۔ دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی سے چار ماہ پندرہ دن بعد۔ نکاح سے سات ماہ بعد ان کی رخصتی ہوئی تھی۔

مسدد نے اس شخص سے روایت کیا ہے جس نے کوفہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سماعت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لیے بارگاہ رسالت مآب میں جانا چاہتا تھا، پھر مجھے یاد آجاتا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، پھر مجھے آپ ﷺ کی شفقت اور صلہ رحمی یاد آجاتی۔ میں نے آپ ﷺ سے رشتہ طلب کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے وہ حطمیہ زرہ دکھاؤ جو میں نے تمہیں فلاں روز دی تھی۔ میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہی سیدہ کو دے دو، پھر فرمایا: کچھ نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم پر ایک چادر تھی۔ جب ہمیں دیکھا تو آہٹ پیدا کی آپ ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ اس میں دم کر کے پھونکا، پھر ہم پر چھڑک دیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کس سے آپ ﷺ زیادہ پیار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تم سے زیادہ مجھے پیاری ہیں اور تم میرے ہاں ان سے زیادہ معزز ہو۔

طبرانی نے حضرت حجر بن عنبس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت سیدہ کے لیے پیغام نکاح دیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: علی! یہ تمہارے لیے ہیں۔ اس روایت کو بزار نے لکھا ہے۔ ان کے راوی ثقہ ہیں لیکن حجر نے حضور اکرم ﷺ سے سنا نہیں۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں دجال نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم دجال نہیں ہو۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے

Marfat.com

حکم دیا ہے کہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی سے کر دوں۔

بیہقی اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا: انس! کیا جانتے ہو کہ حضرت جبرائیل امین عرش کے مالک سے ابھی ابھی کیا پیغام لے کر آئے ہیں؟ میں نے عرض کی: اللہ و رسولہ اعلم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔

اسحاق نے ضعیف سند سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کا نکاح حضرت سیدہ سے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عام حق مہر میں خوشبو رکھ لو۔ ابو یعلی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے لیے پیغام نکاح دیا۔ میں نے اپنی ذرہ کو بیچا۔ کچھ گھریلو سامان بیچا۔ یہ کل ۴۸۰ دراہم بنے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے دو ثلث خوشبو میں اور ایک ثلث کپڑوں میں صرف کر دو۔ آپ ﷺ نے پانی کے گھڑے میں لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: اس سے غسل کر لو۔ فرمایا: بچوں کو دودھ پلانے میں جلدی نہ کرنا۔ انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو جلدی دودھ پلا دیا جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے وہ عمل کیا جو کسی کو معلوم نہیں۔ وہ ان دونوں میں سے زیادہ عالم تھے۔ ابن ابی خیثمہ اور ابن سعد نے عباء بن احمر الیشکری سے روایت کیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ سے نکاح ۴۸۰ دراہم پر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو ثلث خوشبو کے لیے اور ایک ثلث کپڑوں کے لیے صرف کر دو۔ ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے: حضرت علی نے اپنا اونٹ فروخت کر دیا۔ اس کو ۴۸۰ دراہم میں فروخت کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے دو ثلث خوشبو میں اور ایک ثلث کپڑوں میں فروخت کر دو۔

طبرانی، ابن ابی خیثمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں یحییٰ بن یعلی سے اور بزار نے محمد بن ثابت (یہ دونوں ضعیف ہیں) کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

Marfat.com

نے اسی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن ثابت نے کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: تم سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ان کا نکاح مجھ سے نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: اگر آپ ان سے ان کا نکاح نہ کریں گے تو پھر کس سے کریں گے؟ کیونکہ آپ ﷺ ان کے ہاں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اسلام میں سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں گئے۔ فرمایا: عائشہ! جب آپ ﷺ کا مزاج مبارک خوشگوار ہو اور آپ ﷺ متوجہ ہوں تو عرض کرنا کہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کر رہا تھا۔ شاید رب تعالیٰ انہیں میرے لیے آسان بنا دے۔ حضور انور ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو خوشگوار اور متوجہ دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو یاد کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ان کا تذکرہ آپ ﷺ کی خدمت میں کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حتیٰ کہ فیصلہ نازل ہو جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: والد گرامی! میری تمنا تھی کہ میں اس امر کا تذکرہ نہ کرتی جس کا آپ نے تذکرہ کیا تھا۔ یحییٰ نے کہا: سیدنا صدیق اکبر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ میری رفاقت اور اسلام میں میری قدامت کو جانتے ہیں۔ فرمایا: کس لیے؟ عرض کی: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے لیے۔ آپ ﷺ لمحہ بھر خاموش رہے یا ان سے اعراض فرمایا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: میں برباد ہو گیا۔ میں نے خود کو ہلاک کر دیا۔ انہوں نے پوچھا: کیوں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا رشتہ آپ ﷺ سے طلب کیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انہیں کہا: جب تم دیکھو کہ آپ ﷺ خوشگوار حالت میں ہیں اور تمہاری طرف متوجہ ہیں تو آپ ﷺ ان کے ہاں تذکرہ کرنا کہ میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو یاد کر رہا تھا۔ شاید رب تعالیٰ انہیں میرے لیے آسان فرما دے۔ جب حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ کی حالت خوشگوار تھی۔ آپ ﷺ متوجہ تھے۔ انہوں نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حتیٰ کہ فیصلہ نازل ہو جائے۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں آئے۔ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ میری رفاقت اور اسلام میں قدامت کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کس لیے؟ عرض کی: سیدہ کے رشتہ کے لیے۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: آپ سیدہ رضی اللہ عنہا کے بارے امر الٰہی کے منتظر ہیں۔ حضرت عمر فاروق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے۔ یحییٰ نے کہا ہے: سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا: آؤ ہم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دونوں حضرات میرے پاس آئے۔ میں اس وقت راستے مین تھا۔ انہوں نے کہا: اپنی چچازاد کا رشتہ طلب کرو۔ انہوں نے اہم مسئلہ کی طرف میری توجہ مبذول کرائی تھی، مین اٹھا۔ میری چادر کندھے پر تھی دوسرا کنارہ زمین پر تھا۔ میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گیا۔ ابن ثابت نے کہا ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کی مانند کوئی نہ تھا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کر لی۔ عرض کی: سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور۔ میرے پاس حطمیہ زرہ ہی تھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا جاتا جو بھی تذکرہ کرتا آپ ﷺ اس سے اعراض فرماتے حتیٰ کہ سب مایوس ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ کہا: بخدا! میری رائے یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ رشتہ صرف آپ سے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ تمہاری رائے ہے؟ میں دو افراد میں سے ایک بھی نہیں ہوں۔ میں صاحب دنیا نہیں ہوں کہ مجھ سے کچھ طلب کیا جائے۔ میرے پاس سونا اور چاندی بھی نہیں

Marfat.com

ہے۔ کسی کافر کے ساتھ بھی تعلق نہیں جس کے پاس سے کچھ لے لیتا۔ میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ اس میں میری مدد لینا۔ مجھے آسائش حاصل ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ انہوں نے کہا: یوں کہنا، میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی بارگاہ میں سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں مرحبا کہا، پھر وہ حضرت سعد کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا: میں نے اسی طرح کہا تھا جس طرح آپ نے کہا تھا لیکن آپ ﷺ نے مجھے مرحبا کہنے سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ تمہارا نکاح کر دیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے نہ ہی آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں آپ ﷺ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ضرور جاؤ اور عرض کرو۔ یا نبی اللہ! ﷺ آپ ﷺ مجھے اپنی فرزندی میں کب لیں گے؟ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: یہ امر تو مجھے پہلے سے بھی دشوار نظر آتا ہے کیا میں اس طرح نہ کہوں: یا رسول اللہ! ﷺ میری حاجت؟ انہوں نے کہا: اسی طرح کہو۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ روانہ ہوئے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اپنی فرزندی میں کب قبول کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات، ان شاء اللہ۔

امام نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے رویانی نے اپنی مسند میں بزار اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے جن میں سے اکثر راوی صحیح کے ہیں، روایت کیا ہے کہ انصار کے کچھ افراد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کاش! آپ سیدہ خاتون جنت کو پیغام نکاح دیں، مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ دوسرے الفاظ میں ہے: کاش! آپ کے کاشانہ اقدس میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا جلوہ افروز ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو طالب کے نورِ نظر کی کیا حاجت ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں سیدہ کے رشتہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: مرحبا اهلا۔ اس سے زائد کچھ نہ فرمایا۔ وہ انصار کے اس گروہ کے پاس چلے گئے۔ وہ ان کے منتظر تھے۔ انہوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ فرمایا: مجھے علم نہیں سوائے اس کے کہ آپ نے مجھے مرحبا اهلا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا: تمہیں حضور اکرم ﷺ کی طرف سے ایک ہی کافی ہے آپ ﷺ نے تو تمہیں الاهل اور الرحب بھی عطا فرمادیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سعد نے کہا: علی! حضور اکرم ﷺ اپنی نور نظر کا نکاح تم سے کر دیں گے۔ بخدا! آپ جھوٹ نہیں بولتے وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: علی! تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس میرا گھوڑا اور حطمیہ زرہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا تمہارے لیے ضروری ہے۔ زرہ بیچ دو۔ میں نے اسے ۴۸۰ دراہم میں فروخت کر دیا۔ دراہم لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہیں آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے مٹھی بھر لیا۔ فرمایا: بلال! ان سے خوشبو لے کر آؤ۔ ابن ثابت نے کہا ہے کہ آپ نے تین مٹھیاں بھریں۔ انہیں حضرت ام ایمن کو عطا فرمایا۔ فرمایا: ان سے کچھ خوشبو خرید لو۔ بقیہ افراد نے کہا ہے کہ وہ اشیاء بھی خرید لاؤ جو عورت کے لیے مناسب ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح کر دیا۔ جب میں جہیز سے فارغ ہوا تو میں نے انہیں گھر میں داخل کر دیا۔

حضرت بریدہ کی روایت میں ہے کہ نکاح کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: علی! ولیمہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس بکرا ہے۔ انصار نے کچھ مکئی جمع کر دی۔ اس روایت کو امام احمد نے لکھا ہے۔ عبدالکریم کے علاوہ ان کے راوی صحیح کے ہیں وہ مستور ہے یحییٰ کی روایت میں ہے: آپ نے سیدہ کے لیے جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک چارپائی، جسے رسی سے بنایا گیا تھا۔ چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ کمرے میں ریت ڈالی۔ فرمایا: جب تک میں نہ آؤں کچھ نہ کرنا۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ آگئیں۔ وہ کمرہ کے ایک کونے میں۔ میں دوسرے کونے میں بیٹھ گیا۔

Marfat.com

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی شادی کی تو آپ کے ہمراہ چادر، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے تھے، ایک بیل، ایک مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔ دولابی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ہی سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا جہیز تیار کر کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تھا۔ ان کے بستر اور تکیہ میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ امام احمد نے مناقب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے سیدہ کے لیے ایک چادر، مشکیزہ اور ایک تکیہ بھیجا جس میں کھجور کے پتے تھے۔ بلاذری نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس صرف بکرے کا چمڑا تھا۔ ہم کونے میں اسی پر سوتے تھے۔ اسی پر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کونے میں آٹا گوندھتی تھیں۔

ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حق مہر سے مٹھی بھر دراہم لیے۔ حضرت بلال سے فرمایا: ان سے ہمارے لیے خوشبو خریدو۔ آپ ﷺ نے انہیں جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ایک چارپائی بنائی جو رسی سے بنی ہوئی تھی۔ ایک تکیہ بنایا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ابو بکر بن فارس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس بستر پر رات بسر کی تھی وہ بکرے کا چمڑا تھا۔

حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے لیے فیصلہ فرمایا کہ وہ گھر کے امور سرانجام دیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے فیصلہ کیا کہ وہ گھر سے باہر کے امور سرانجام دیں۔

مسدد نے مرسل حضرت ضمرہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدہ کے سپرد گھریلو امور اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد باہر کے امور کیے تھے۔ احمد بن منیع نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

حضورِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی کا نکاح قمیص، تولیہ، سفید نصف چادر اور ایک پیالے پر ہوا تھا۔ تا کہ ان کی قمیص تمہیں ڈھانپ سکے۔ ان کے لیے دوپٹہ نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کچھ کھجوریں اور جو عطا کیے اور فرمایا: جب تمہارے پاس انصار کی خواتین آئیں تو انہیں ان میں سے کھلانا۔

طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی کے وقت ہم حاضر تھے۔ ہم نے اتنی عمدہ شادی کسی کی نہ دیکھی تھی۔ آپ نے ہمارے لیے کشمش اور کھجوریں تیار کیں۔ ہم نے اس میں سے کھایا۔ اس رات ان کا بستر مینڈھے کی جلد کا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے حضرت سیدہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا تو ان کے ہمراہ ایک چادر، ایک کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ، اذخر اور دو مشکیزے بھیجے وہ چادر نیچے بچھا لیتے تھے۔ آدھی کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب تمہاری نانی جان تمہارے نانا جان کے گھر گئیں تو ان کے بستر اور تکیہ میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا ولیمہ کیا۔ اس وقت کا کوئی ولیمہ بھی ان کے ولیمہ سے افضل نہ تھا۔ ان کی زرہ ایک یہودی کے پاس ایک شطر جو کے عوض پڑی تھی۔

دولابی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہوں نے حضرت فاطمہ کا ولیمہ کیا یہ ولیمہ جو اور کھجوروں سے کیا گیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ فرمایا: بلال! میں نے اپنی صاحبزادی کی شادی اپنے چچا زاد سے کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری امت کے لیے نکاح کے وقت کھانا کھلانا سنت بن جائے۔ ایک بکری اور چار یا پانچ مد لو۔ اسے کسی پیالے میں ڈالو۔ مہاجرین و انصار کو بلا لو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو اسے میرے لیے لے آنا۔ انہوں نے اسی طرح کیا جیسے آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا، پھر انہوں نے وہ پیالہ آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے رکھ دیا۔ اس کی چوٹی پر مبارک انگلیاں رکھیں۔ فرمایا: لوگوں کو گروہ در گروہ

Marfat.com

داخل کردو۔ جو گروہ پہلے آجائے اسے دوبارہ نہ آنے دینا۔ لوگ آنے لگے۔ جب بھی ایک گروہ کھا جاتا تو دوسرا آجاتا حتیٰ کہ لوگ فارغ ہو گئے پھر بقیہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔ فرمایا: بلال! انہیں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس لے جاؤ۔ انہیں عرض کرو کہ خود بھی اس میں سے کھائیں اور جو خواتین آئیں انہیں بھی کھلائیں۔

پھر فرمایا: علی! اپنی اہلیہ محترمہ کے قریب نہ جانا۔ حضرت اسماء سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو ہم نے ان کے کمرہ میں پھیلی ہوئی ریت، ایک تکیہ، جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے، گھڑا اور کوزے کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اپنی اہلیہ محترمہ کے پاس نہ جانا حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ آپ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: کیا میرا بھائی ہے؟ آپ نے انہیں بلایا: ان پر پڑھا جو رب تعالیٰ نے چاہا، پھر ان کے سینے اور چہرے پر دست اقدس پھیرا پھر حضرت سیدہ خاتون جنت کو بلایا۔ وہ حیاء کی وجہ سے چادر میں لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔ اسی پانی میں سے کچھ ان پر چھڑکا، پھر وہ کچھ پڑھا جو رب تعالیٰ نے چاہا، پھر فرمایا: میں نے اپنے اہل میں سے اپنی محبوب ترین ذات کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔

حضرت بریدہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پانی منگوایا۔ وضو کیا پھر بقیہ حضرت علی المرتضیٰ پر انڈیل دیا۔ یہ دعا مانگی: مولا! ان دونوں میں برکت فرما۔ ان کے بچوں میں برکت فرما۔ ضیاء المقدسی نے المختارہ میں حضرت اسماء سے روایت کیا ہے: پھر آپ نے پردے کے پیچھے یا دروازے کے پیچھے سایہ دیکھا، پوچھا: کون؟ عرض کی: میں اسماء ہوں۔ میں آپ کی عزت و توقیر کے لیے آئی ہوں۔ آج رات حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہے۔ آج رات ان کے پاس کسی عورت کا ہونا ضروری ہے تا کہ اگر انہیں کوئی ضرورت ہو تو وہ عورت ان کی ضرورت پوری کر دے۔ آپ نے میرے لیے دعا کی۔ یہ دعا میرا سب سے بڑا سہارا ہے، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اہلیہ کے پاس جاؤ۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ آپ برابر ان کے

Marfat.com

لیے دعائیں کرتے جارہے تھے حتیٰ کہ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے: حضور نبی کریم ﷺ خواتین کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا: میں نے اپنی نورنظر کا نکاح اپنے چچازاد سے کردیا ہے تم جانتی ہو کہ یہ نورنظر مجھے کتنی پیاری ہے۔ میں انہیں ان کے ہاں بھیجنے لگا ہوں۔ اٹھو۔ وہ خواتین اٹھیں انہوں نے خوشبو لگائی۔ کپڑے پہنے زیورات پہنے، پھر آپ ﷺ تشریف لائے۔ جب خواتین نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ چلی گئیں۔ آپ کے سامنے پردہ تھا۔ ان کے پاس حضرت اسماء ؓ تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا: ٹھہرو۔ وہیں ٹھہرو۔ تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: میں وہی ہوں جو آپ کی نورنظر کی نگہبانی کررہی ہے۔ آج ان کی رخصتی کی رات ہے آج ان کے پاس ایسی عورت کا ہونا ضروری ہے جو ضرورت کے وقت ان کے کام آسکے۔ میں اس مقصد کے لیے ہوں، پھر آپ ﷺ نے حضرت سیدہ کو بلایا۔ فرمایا: پانی لے آؤ۔ وہ گھر میں موجود پیالے کی طرف گئیں اس میں پانی ڈالا اور پیش کردیا۔ آپ ﷺ نے اس میں کلی کی۔ فرمایا: اٹھو۔ آپ ﷺ نے ان کے سر اور سینے پر چھڑکا یہ دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطانِ ملعون سے پناہ مانگتا ہوں، پھر فرمایا: پانی لے کر آؤ۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ کیا کرنا چاہتے تھے۔ میں نے پیالہ بھرا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپ ﷺ نے اس پانی کو منہ مبارک میں ڈالا۔ اس میں کلی کی، پھر اسے میرے سر پر اور میرے سینے پر پھینکا، پھر دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے فرمایا: کمر دوسری طرف کرلو۔ میں نے کمر دوسری طرف کردی۔

آپ ﷺ نے وہ پانی میرے کندھوں کے مابین چھڑکا اور یہ دعا مانگی: مولا! میں تجھ سے اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں، پھر مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور برکت کے ساتھ اپنی اہلیہ کے پاس چلے جاؤ۔

Marfat.com

۳- آپ کو حضرت سیدہ سارے لوگوں سے پیاری تھیں

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے وہ بیٹھے ہنس رہے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انؓ سے پوچھا: تم کیوں ہنس رہے تھے۔ جب تم نے مجھے دیکھا تو تم خاموش ہو گئے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جلدی سے عرض کرنے لگیں: میرے والدین آپ ﷺ پر فدا! علی نے کہا ہے کہ میں تم سے زیادہ آپ کو پیارا ہوں۔ میں نے کہا کہ میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو پیاری ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ فرمایا: نورِ نظر! تمہارے لیے والد (گرامی) کی رقت ہے اور وہ میرے لیے آپ سے زیادہ معزز ہیں۔ ابوداؤد، طیالسی، طبرانی، حاکم، ترمذی اور بغوی نے معجم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل بیت میں سے مجھے سب سے پیاری فاطمہ ہیں۔

طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو پیارا ہوں یا فاطمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے فاطمہ تم سے پیاری ہے اور تم مجھے ان سے زیادہ عزیز ہو۔

۴- رب تعالیٰ ان کی رضا سے راضی اور ان کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے

طبرانی نے حسن سند سے انس سے معجم میں، اور ابوسعید نیشاپوری نے الشرف میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: رب تعالیٰ تمہاری ناراضگی سے ناراض اور تمہاری رضا سے راضی ہو جاتا ہے۔

۵- آپ ﷺ ان کا بوسہ لیتے تھے

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو گفتگو اور کلام میں حضور اکرم ﷺ سے اس قدر مشابہت رکھتا ہو جتنی مشابہت

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ سے تھی۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آتیں تو آپ ﷺ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے۔ ان کا بوسہ لیتے انہیں خوش آمدید کہتے۔ ان کا ہاتھ پکڑ لیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ جب آپ ﷺ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تو وہ اٹھ کر آپ ﷺ کا استقبال کرتیں۔ آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں اور آپ ﷺ کا دستِ کرم تھام لیتیں۔

۶- سفر کرتے وقت سب سے آخر میں اور واپسی پر سب سے پہلے آپ سے ملتے

امام احمد اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو ملتے۔ جب آپ ﷺ واپس آتے تو سب سے پہلے ان سے ملتے۔ ابو عمر نے حضرت ابو ثعلبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: اور جب آپ ﷺ سفر یا غزوہ سے واپس تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے دو رکعتیں پڑھتے پھر سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے پھر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر تشریف لے جاتے۔

۷- آپ ﷺ کی ان کے لیے غیرت

طبرانی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح دیا۔ یہ بات سیدہ خاتون جنت تک پہنچ گئی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں۔ عرض کی: اسماء حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنا چاہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو اذیت دیں۔ طبرانی نے تینوں معاجم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم نے اس سے نکاح کرنا ہے تو ہماری نور نظر ہمارے گھر بھیج دو۔ بخدا! رسولِ خدا ﷺ کی نور نظر اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے ہاں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بزار نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ آپ نے صحابہ

Marfat.com

کرام سے پوچھا: عورت کے لیے کون سی چیز بہتر ہے؟ سارے صحابہ کرام خاموش رہے۔ میں واپس آیا تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: عورت کے لیے کون سی چیز بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا: کوئی غیر محرم مرد اسے نہ دیکھے۔ میں نے اس کا تذکرہ حضور والا ﷺ کی خدمت میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

۸- وہ وقار، ہدایت، حسن سلوک، چلنے اور گفتگو میں آپ ﷺ کے مشابہ تھیں

جب وہ آتیں تو آپ ﷺ انہیں اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری نور نظر اس امت کی عورتوں کی اور اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔ حضرت سیدہ خاتون جنت کی چال آپ ﷺ کی چال کے ساتھ مشابہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری نور نظر کو خوش آمدید! انہیں اپنے دائیں یا بائیں بٹھا لیا۔ ان سے سرگوشی فرمائی۔ جسے سن کر وہ رونے لگیں، پھر دوسری بار سرگوشی فرمائی تو وہ مسکرا اٹھیں۔ (حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔) میں نے انہیں کہا: آپ کیوں روئیں؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کا راز افشانہ کروں گی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آج جتنا قریب خوشی کو غم کے دیکھا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ رونے لگیں تو میں نے کہا: ہمیں چھوڑ کر آپ ﷺ نے تمہیں کسی بات کے لیے مختص کیا ہے پھر بھی تم رو رہی ہو؟ میں نے اس راز کے متعلق پوچھا تو کہا: میں آپ ﷺ کا راز افشانہ کروں گی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے یہی بات حضرت سیدہ سے پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل امین ہر سال آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور ایک بار کرتے تھے اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ اس کا سبب فقط یہ ہے کہ میرے وصال کا وقت آ گیا ہے۔ تم سب سے پہلے مجھے ملو گی میں تمہارے لیے بہترین سلف ہوں۔ میں اس وجہ سے رونے لگی تھی، پھر آپ ﷺ نے مجھے سرگوشی کی۔ فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو؟ اسی وجہ سے میں مسکرا پڑی۔

Marfat.com

ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو وقار، ہدایت اور گفتگو میں جو قیام اور قعود میں آپ ﷺ کے مشابہ ہو سوائے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے۔ ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو کلام اور گفتگو میں حضور اکرم ﷺ کے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنی مشابہت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اپنے والد گرامی کے ساتھ تھی۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آتیں تو آپ ﷺ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے۔ ان کا بوسہ لیتے، خوش ہوتے۔ آپ کا ہاتھ تھام لیتے۔ انہیں اپنی جگہ پر بٹھا لیتے۔ ان کی بھی عادت کریمہ یہ تھی جب حضور اکرم ﷺ ان کے ہاں جلوہ افروز ہوتے تھے تو وہ اٹھ کر آپ ﷺ کا استقبال کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کا بوسہ لیتیں۔ آپ ﷺ کا دست ہدایت بخش تھام لیتیں۔ اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ وہ اس مرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جس میں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے سرگوشی کی وہ رونے لگیں پھر ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ مسکرانے لگیں۔ میں سمجھتی تھی کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہماری خواتین پر ہے یہ انہی میں سے ایک خاتون ہیں یہ ابھی رو رہی تھیں کہ ابھی مسکرانے لگیں۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: پہلے آپ ﷺ نے سرگوشی کی تھی کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ اپنے اہل میں سے سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے ملوں گی۔ میں خوش ہو گئی۔

امام احمد اور امام ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے اور ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہلِ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی خواتین کی سردار ہیں۔ سوائے حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔

طبرانی نے الاوسط اور الکبیر نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں کی سردار حضرت مریم کے بعد

Marfat.com

حضرت سیدہ فاطمہ اور خدیجۃ الکبریٰ پھر حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: آسمان کے ایک فرشتے نے کبھی بھی میری زیارت نہ کی۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن لیا کہ وہ میری زیارت کرے اس نے اسے اذن دے دیا۔ اس نے مجھے بشارت دی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری امت کی خواتین کی سردار ہیں۔

۹- ان کی فضیلت اور اقارب کی فضیلت

طبرانی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ہمارے نبی کریم ﷺ انبیاء کرام میں سے بہترین ہیں۔ وہ تمہارے والد گرامی ہیں ہمارے شہید شہداء میں سے بہترین ہیں وہ آپ کے والد گرامی کے چچا ہیں۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سیدہ فاطمہ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا سوائے ان کے والد گرامی کے۔

۱۰- آپ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ راست گو تھیں

ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو اتنا راست گو نہیں دیکھا جتنی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ سوائے ان کے والد گرامی ﷺ کے۔

ابوعمر نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو سچا نہیں دیکھا۔ سوائے ان کے والد گرامی ﷺ کے۔

۱۱- والد محترم کے ساتھ حسن سلوک

ابویعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کچھ دنوں کے لیے کچھ بھی تناول نہیں فرمایا، حتیٰ کہ آپ ﷺ پر یہ گراں گزرا۔ آپ ﷺ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرات مقدسہ میں گئے۔ کسی سے کچھ نہ ملا۔ آپ ﷺ سیدہ کے گھر تشریف لے گئے۔

Marfat.com

فرمایا: نورِ نظر! کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ مجھے بھوک لگی ہے۔ انہوں نے عرض کی: نہیں! بخدا! جب آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے تو ان کی پڑوسن نے روٹیاں اور گوشت کا ٹکڑا بھیجا۔ انہوں نے اسے لیا اسے پیالے میں رکھا اوپر سے ڈھانپا۔ فرمایا: آج میں خود پر اور اپنی اولاد پر حضور اکرم ﷺ کو ترجیح دوں گی۔ حالانکہ وہ سب ہی کھانے کے ضرورت مند تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین کو بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔ آپ تشریف لائے تو عرض کی: میرے پاس کچھ کھانے کے لیے آیا ہے۔ میں نے اسے آپ ﷺ کے لیے چھپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نورِ نظر! لے آؤ۔ انہوں نے پیالے سے پردہ اٹھایا تو وہ روٹی اور گوشت سے لبریز تھا۔ وہ اسے دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ وہ جان گئیں یہ رب تعالیٰ کی برکت ہے انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ اس کے نبی دو جہاں ﷺ پر درود شریف پڑھا۔ اسے آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے بھی اسے دیکھا اور رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ فرمایا: نورِ نظر! یہ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: والد محترم! یہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہے۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب رزق عطا کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمۃ الزہراء، امام حسن، امام حسین، ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے کھایا سارے اہل بیت نے جی بھر کر کھایا۔ ابھی پیالہ پہلے کی طرح تھا۔ بقیہ کو پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ رب تعالیٰ نے اس میں برکت اور خیر کثیر رکھ دی تھی۔

۱۲۔ تنگدستی کی زندگی اور صبر جمیل کے ساتھ اپنی خدمت آپ کرنا

دولابی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابو یعلی صحیح کے راویوں سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اپنی امی جان فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ میں فاطمہ بنت محمد ﷺ کے لیے پانی لانے اور ضروریاتِ زندگی کے لیے باہر جانے کے لیے کافی ہوں اور وہ آپ کے لیے گھر میں آٹا پیسنے اور گوندھنے کے لیے کافی ہیں۔

Marfat.com

الطبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے عتبہ بن حمید کے ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا آئیں۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ! میرے قریب آجاؤ۔ وہ قریب ہوگئیں، پھر فرمایا: فاطمہ میرے قریب ہوجاؤ، اور قریب ہوگئیں، پھر فرمایا: فاطمہ! میرے اور قریب ہو جاؤ۔ آپ قریب ہوگئیں حتیٰ کہ بالکل سامنے کھڑی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے زردی دیکھی جوان کے چہرۂ انور پر تھی۔ خون ختم ہوگیا تھا۔ آپ نے انگلیوں کو کھولا۔ اپنا دستِ اقدس ان کے سینہ پر رکھ دیا۔ سر اقدس اوپر اٹھالیا۔ عرض کی: مولا! اے بھوکے کو سیر کرنے والے! ضرورت پوری کرنے والے، گمنام کو بلند کرنے والے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علی ابیہا وعلیہا کو بھوکا نہ رکھ۔ میں نے دیکھا بھوک کی زردی ان کے چہرے سے ختم ہوگئی تھی۔ خون ظاہر ہوگیا تھا۔ میں نے ان سے عرض کی تو انہوں نے مجھے فرمایا: اس کے بعد مجھے بھوک نہیں لگی۔

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک روز سیدہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بخدا! میں نے اتنا پانی لایا ہے کہ اب میرے سینے میں درد ہونے لگا ہے تمہارے والد گرامی کے پاس قیدی آئے ہیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں جائیں۔ عرض کریں: بخدا! میں نے اتنی چکی چلائی ہے حتیٰ کہ میرے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نورِ نظر! کس لیے آئی ہو؟ عرض کی: سلام عرض کرنے آئی ہوں وہ سوال کرنے سے شرما گئیں۔ واپس آگئیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: مجھے حیاء آگئی تھی کہ میں آپ ﷺ سے سوال کروں۔" پھر دونوں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے اتنا پانی لایا ہے کہ اب میرے سینے میں درد ہونے لگا ہے۔ حضرت سیدہ نے عرض کی: میں نے اتنی چکی چلائی ہے کہ اب میرے ہاتھ پر آبلے نکل آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس قیدی اور آسائش آگئی ہے۔ آپ ﷺ کوئی خادم عطا فرمادیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا: نہیں! بخدا! میں تمہیں عطا نہ کروں گا کہ میں اہل صفہ کو چھوڑ دوں جن کے پیٹ بھوک سے بل کھا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں کہ میں ان پر خرچ کروں، لیکن میں ان قیدیوں کو فروخت کروں گا۔ ان کی قیمت ان پر خرچ کروں گا۔ وہ واپس آ گئے، پھر حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ وہ اس وقت اپنی چادر میں داخل ہو چکے تھے۔ جب وہ اپنے سر ڈھانپتے تو پاؤں عریاں ہو جاتے۔ جب قدم ڈھانپتے تو سر ننگے ہو جاتے۔ آپ وہیں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی جگہ پر ہی رہو، پھر فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے مانگا ہے۔ انہوں نے عرض کی: ضرور! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے کلمات ہیں جنہیں مجھے حضرت جبرائیل نے سکھایا ہے۔ تم ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ اور دس بار اللہ اکبر کہا کرو۔ جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے یہ کلمات آپ ﷺ سے سنے ہیں۔ میں نے انہیں ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء نے پوچھا: صفین کی رات کو بھی ترک نہ کیے تھے؟ آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! رب تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے۔ نہ ہی شب صفین کو بھولا تھا۔

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ ان کے پاس آئے۔ فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ ہمارے گھر میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جسے کھانے والا کھا سکے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں انہیں لے جاتا ہوں مجھے خدشہ ہے کہ یہ تمہارے پیچھے پیچھے پھریں گے۔ تمہارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس گئے۔ آپ نے انہیں پایا کہ وہ اپنے سامنے کھجوریں رکھ کر کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علی! کیا آپ سخت گرمی ہو جانے سے پہلے میرے بیٹوں کو گھر نہیں لے جائیں گے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: وقتِ صبح ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ کچھ دیر بیٹھ جائیں تاکہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے

Marfat.com

کچھ کھجوریں جمع کر لوں۔ آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ انہوں نے سیدہ کے لیے کچھ کھجوریں جمع کیں۔ انہیں تھیلے میں ڈالا، پھر آ گئے۔ آپ ﷺ نے ایک شہزادے کو اور حضرت علی نے دوسرے شہزادے کو اٹھایا ہوا تھا حتیٰ کہ وہ انہیں لے کر گھر آ گئے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نماز صبح میں دیر سے آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہیں کس نے روکے رکھا؟ انہوں نے عرض کی: میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرا۔ آپ چکی پیس رہی تھیں۔ بچے رو رہے تھے۔ میں نے عرض کی: اگر آپ پسند کریں تو میں چکی میں آپ کی کفایت کرتا ہوں۔ آپ میرے لیے بچوں کی کفایت کریں۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ چکی چلا لیں میں بچے کو اٹھا لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بچوں پر تم سے زیادہ شفیق ہوں۔ اس امر نے مجھے روکے رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ ان پر اور تم پر رحم کرے۔

۱۳۔ وصال اور وصیت

طبرانی نے کئی اسانید سے جن میں سے ایک سند صحیح کی ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور امام بخاری نے بھی ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا بھی وصال ہو گیا۔ دوسری روایت میں ہے: بروز منگل تین رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو آپ انتقال فرما گئیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کے وقت ہی دفن کر دیا تھا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے یہ واقعہ نہیں پایا۔ اس میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما کی طرف سے انقطاع ہے۔ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کے وصال کے تین ماہ تک زندہ رہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد انہیں ہنستا ہوا نہ دیکھا گیا تھا۔ سوائے اس کے کہ ان کے پوروں کی طرف کو حرکت دی جاتی۔

طبرانی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے سند منقطع کے ساتھ روایت کیا ہے کیونکہ عبداللہ نے یہ واقعہ نہیں پایا۔ جب حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کے لیے غسل کا پانی رکھیں۔ غسل فرمایا۔ کفن کے کپڑے منگوائے۔ ان کے لیے سخت کھردرے کپڑے لائے گئے۔ انہوں نے وہ پہنے، خوشبو لگائی، پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ان کے وصال کے بعد انہیں عریاں نہ کیا جائے۔ انہیں کپڑوں میں انہیں دفن کر دیا جائے۔" میں نے انہیں کہا: کیا تمہیں علم ہے کہ یہ کس نے اور کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! کثیر بن عباس نے کیا تھا۔ انہوں نے اپنے کفن کی اطراف میں لکھا تھا کہ کثیر گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

امام احمد نے ایسی سند سے جس میں ایک غیر معروف شخص ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا علیل ہو گئیں۔ اسی مرض میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ میں ان کی تیمارداری کر رہی تھی۔ وقتِ صبح میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اس مرض کے ایام میں سے سب سے زیادہ بہتر نظر آ رہی تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی ضروری کام کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: امی جان! میرے غسل کے لیے پانی انڈیلیں۔ میں نے پانی ڈالا۔ انہوں نے بہت عمدہ انداز سے غسل کیا، پھر مجھے فرمایا: امی! مجھے نئے کپڑے دیں۔ میں نے کپڑے پیش کیے۔ انہوں نے انہیں پہنا پھر فرمایا: میری چارپائی گھر کے وسط میں لے جائیں۔ میں نے اسی طرح کیا۔ وہ قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھا۔ فرمایا: امی! ابھی میرے وصال کا وقت ہے میں نے پاکیزگی حاصل کر لی ہے۔ مجھے کوئی عریاں نہ کرے۔ اسی جگہ ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے انہیں بتایا۔

ابو نعیم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت اسماء سے فرمایا: اسماء! جس طرح عورتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے مجھے بڑا قبیح لگتا ہے۔ عورت پر ایک کپڑا ڈال دیا جاتا ہے جو اسے عیاں کرتا ہے۔ حضرت اسماء نے عرض کی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورِ نظر! کیا میں آپ کو وہ چیز نہ دکھاؤں جسے میں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ انہوں نے تر شاخیں منگوائیں انہیں پتوں سے صاف کیا پھر ان پر کپڑا ڈالا۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

فرمایا: یہ انداز کتنا حسین اور جمیل ہے۔ اس سے مرد سے عورت کی پہچان ہوسکتی ہے۔ جب میرا وصال ہوجائے تو تم نے اور علی المرتضیٰ نے مجھے غسل دینا ہے۔ میرے پاس کوئی نہ آئے پھر میرے ساتھ اسی طرح کرنا۔ جب ان کا وصال ہوگیا تو حضرات اسماء اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے انہیں غسل دیا پھر ان کے ساتھ اسی طرح کیا گیا جیسے انہوں نے حکم دیا تھا۔

۱۶- رب تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد اطہار پر آگ کو حرام فرمایا ہے

بزار، تمام نے فوائد میں، طبرانی، ابن عدی، عقیلی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے ابن شاہین نے مسند "الزھری" میں، ابن عساکر اور طبرانی نے الکبیر میں ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ نے گوہر عصمت کی حفاظت فرمائی تھی رب تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر آگ حرام فرمادی ہے۔ ابن کریب نے لکھا ہے: یہ مژدہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے اور ان میں سے اس کے لیے جس نے اطاعت الٰہیہ کی۔ دوسری روایت میں ہے: رب تعالیٰ انہیں اور ان کی اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔ خطیب نے لکھا ہے کہ امام علی بن موسیٰ المدینی سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے۔

تنبیہ

صحیح موقف یہ ہے کہ اس روایت کی سند حسن کے قریب ہے۔ اس پر موضوع ہونے کا حکم لگانا لغزش ہے۔ میں نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ" میں اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

۱۵- روز حشر آپ کی کیفیت

تمام نے اپنے "فوائد" میں، حاکم اور طبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، ابوبکر الشافعی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، تمام نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے، ابو الحسین بن بشران اور خطیب نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور الازدی نے حضرت ابو

Marfat.com

سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کی اسناد ضعیف ہیں جب یہ باہم مل جائیں تو قبول کا فائدہ دیتی ہیں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز حشر عرش کے وسط سے ایک منادی ندا دے گا کہ اے لوگو! اپنی نگاہیں جھکا لو۔ سر نیچے کرو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد علیٰ ابیہا و علیہا الصلوٰۃ والسلام جنت کی طرف چلی جائیں یا پل صراط عبور کر لیں، وہ گزریں گی۔ انہوں نے دو سبز چادریں پہن رکھی ہوں گی۔

۱۶- اولادِ پاک

ابن سعد نے کہا ہے کہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو ان کے ہاں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام محسن پیدا ہوئے۔ صاحبزادیوں میں حضرات زینب، ام کلثوم اور رقیہ شامل ہیں۔ حضرت محسن کا وصال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضور اکرم ﷺ کے وصال سے قبل بچہ پیدا ہوا۔ اول پہ محال ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ ان کا وصال انہی کے ہاں ہوا۔ ان سے ان کے ہاں حضرات علی، عون، محمد، جعفر، عباس اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ ابو الشیخ نے کہا ہے: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی یہ اولاد کثرت کے ساتھ موجود ہے۔ انہوں نے اس اعتبار سے ان پر گفتگو کی ہے۔

۱- وہ بالاجماع آلِ نبی ﷺ اور اہل بیت ہیں، کیونکہ آپ کی آل بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے اہل یمان ہیں۔

۲- یہ بالاجماع آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

۳- کیا ان کا شمار حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں ہو گا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس کا جواب ہے: نہیں، کیونکہ جو کسی شخص کی اولاد ہو اور جو اس کی طرف منسوب ہو ان میں فرق ہے۔

۴- کیا ان پر اشراف کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

جواب: اہل مصر کی اصطلاح میں شرف کی کئی انواع ہیں۔(۱) عام۔سارے اہل بیت کے لیے۔(۲) خاص اولاد کے لیے۔اس میں زینب بھی شامل ہیں۔ان میں شرف النسبۃ اخص ہے۔یہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد کے ساتھ خاص ہے۔

۵- بالاجماع ان پر صدقہ حرام ہے، کیونکہ بنو جعفر آل میں سے ہیں۔

۶- یہ بالاجماع ذوالقربیٰ کے حصے کے مستحق ہیں۔

۷- یہ بالاجماع برکۃ الجیش کے وقف کے مستحق ہیں، کیونکہ اس کا نصف اشراف کے لیے وقف ہے۔اس سے مراد امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد ہے۔اس کا نصف طالبین کے لیے ہے۔ان سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آل ہے، یعنی محمد بن حنفیہ اور ان کے بھائی، اولاد جعفر بن ابی طالب اور اولاد عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اسی میں شامل ہیں۔اس اعتبار سے یہ وقف چیف جسٹس بدر الدین بن یوسف السنجاوی کے فیصلے کے مطابق ہے جو انہوں نے ۱۲ ربیع الاول ۶۴۰ھ میں کیا تھا، پھر اسی کے ثبوت شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام کو اسی سال ۱۹ ربیع الآخر کو ملے، پھر اس کے ثبوت چیف جسٹس بدر الدین بن جماعۃ کو ملے۔اس کا تذکرہ ابن المتوخ نے اپنی کتاب "ایقاظ المتغفل و اتعاظ المتوبل" میں کیا ہے۔

۸- کیا یہ سبز علامت پہن سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ شریف وغیرہ میں سے جو بھی اس کا ارادہ کرے اسے نہ تو منع کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی شریف وغیرہ میں سے اسے ترک کرنے والے کو اس کا حکم دیا جا سکتا ہے کیونکہ اسے ۷۷۳ھ میں بادشاہ شعبان بن حسین کے حکم سے بنایا گیا تھا۔زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے کہ اسے اس لیے بنایا گیا تا کہ اس کے ذریعے ان میں اور دیگر لوگوں میں امتیاز ہو سکے۔انہوں نے رب تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لی تھی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

Marfat.com

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط

(الاحزاب:۵۹)

ترجمہ: اے نبی مکرم! ﷺ آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ ڈال لیا کریں اپنے اوپر چادر کے پلو اس طرح وہ بآسانی پہچان لی جائیں پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا۔

اس سے بعض علماء کرام نے اہل علم کے لباس کی تخصیص کی ہے جو طویل آستینوں والا لباس اور چادر اوڑھنا وغیرہ تاکہ ان کی پہچان ہو سکے اور علم کی وجہ سے ان کی تکریم ہو سکے۔ یہ مروجہ ہے۔ واللہ اعلم!

۹۔ کیا وہ اشراف کے لیے وصیت میں شامل ہوں گے یا نہیں؟

۱۰۔ کیا اشراف کے لیے وقف میں شامل ہوں گے۔ ان کا جواب یہ ہے اگر موصی اور واقف کے کلام میں ایسی نص پائی گئی جو ان کے دخول یا خروج کا تقاضا کرتی ہو تو اس کی اتباع کی جائے گی۔ اگر اس میں کچھ بھی نہ ہو تو پھر فقہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت اور وقف شہر کے عرف کے مطابق ہو گا اور اس طرف پر ہو گا جو خلفاء الفاطمیین کے عہد سے آج تک ہے۔ شریف کا لفظ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے لیے خاص ہے۔ وہ اس عرف کے مقتضیٰ کے مطابق داخل نہ ہوں گے۔ وہ برکۃ الجیش کے وقف میں داخل ہوں گے کیونکہ اس کے واقف سے یہ نص بیان کر دی تھی کہ ان کا نصف اشراف کے لیے اور نصف طالبین کے لیے ہے۔

تنبیہات

۱۔ "فاطمہ" نام کا مادہ اشتقاق "الفطم" سے ہے۔ اس کا معنی "القطع" ہے اسی سے فطم الصبی ہے جب وہ دودھ چھوڑ دے۔ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے: واللہ لافطمنك عن كذا بخدا! میں تجھے اس سے روک دوں گا۔ اسے خطیب نے روایت کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اس میں مجہول راوی ہیں۔ ابن جوزی نے اسے

Marfat.com

موضوعات میں لکھا ہے، لیکن پہلے گزر چکا ہے کہ اس پر موضوع کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے ان کا نام فاطمہ رکھا ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں آگ سے بچا لیا۔

۲- پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زرہ بطور حق مہر دی۔ انہوں نے وہ زرہ بیچی کچھ گھریلو سامان بیچا اور چار سو دراہم ان کا حق مہر تھا۔ محب الطبری نے لکھا ہے کہ شاید یہ عقد نکاح زرہ پر ہوا ہو۔ جیسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت دلالت کرتی ہے۔ یا حضرت علی نے اسے بھیجا ہو پھر آقائے رحمت ﷺ نے اسے واپس کر دیا ہو تا کہ وہ اسے فروخت کریں۔ انہوں نے اسے فروخت کیا اور اس کی قیمت لے آئے ہوں۔ تا کہ دو حدیثوں میں تضاد نہ رہے اور قائل ان دونوں کے مدلول کی طرف جا سکے۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ کا حق مہر یہ زرہ تھا۔ وہاں سونا اور چاندی نہ تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ دراہم چار سو اسی تھے۔ آپ نے ان کے ثلث سے خوشبو خریدنے کا حکم دیا۔

۳- حضرات ابن عباس، علی المرتضیٰ اور انس رضی اللہ عنہم کی روایت میں ہے کہ مختلف افراد نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس نکاح پر ابھارا تھا۔ یہ متضاد روایات لگتی ہیں، لیکن ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ ان کی مولاۃ، پھر سیدنا صدیق اکبر پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے انہیں ترغیب دی ہو۔ یا اس کے برعکس ہو، پھر جب وہ اس مقصد کے لیے عازم سفر ہوئے ہوں تو انہیں انصار ملے ہوں۔ انہوں نے انہیں اس کی ترغیب دی ہو۔ ان میں سے ایک کو دوسرے کا علم نہ ہو۔

۴- شاید اس روایت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس ولیمہ کا تذکرہ کیا ہو جو انہوں نے خود کیا تھا اور یہ اس ولیمہ کے علاوہ تھا جو انصار بکرا اور مکئی لے کر آئے تھے، تا کہ دونوں روایتوں کو جمع کیا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے کھجوروں اور جو کے کئی صاع دیے ہوں۔ جو کچھ انصار لے کر آئے ہوں۔ وہ مردوں کے لیے ولیمہ ہو اور جو کچھ آپ نے عطا

Marfat.com

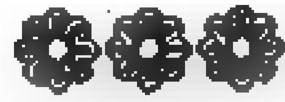
کیا ہو وہ عورتوں کے لیے ولیمہ ہو جیسے ان سے روایت اسی پر دلالت کر رہی ہے۔

۵۔ آپ نے پانی کیسے چھڑ کا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مختص کرنے میں وہ روایت مخالف ہے جسے ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ محب الطبری نے کہا ہے کہ شاید آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کیفیت کے ساتھ مختص کیا ہو جیسے کہ روایت میں ہے۔ اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ نہیں ہے اور اس کیفیت میں ان دونوں حضرات قدسی پر پانی چھڑ کا ہو جیسے کہ حضرت ابن حبان کی روایت میں ہے۔

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دو امور کے بارے میں بتایا تھا کہ سب سے پہلے وہ آپ سے ملاقات کریں گی۔ یہ سن کر وہ رونے لگیں۔ دوسری بار صرف ایک امر کے بارے بتایا کہ وہ اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہیں یا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگیں۔ دولابی نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے کہ پہلے آپ نے اپنے وصال کے بارے بتایا جسے سن کر وہ رونے لگیں، پھر یہ بتایا کہ وہ اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہیں اور وہ سب سے پہلے آپ سے ملاقات کریں گی۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی روایت جسے ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ پہلے آپ نے انہیں اپنے وصال کے بارے بتایا وہ رونے لگیں پھر یہ فرمایا کہ وہ سب سے پہلے آپ سے ملیں گی۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگیں۔ شاید یہ مختلف محافل میں ہوا ہو۔ اس طرح یہ روایات جمع ہو سکتی ہیں کیونکہ ان کا رونا جیسے کہ امام مسلم کی روایت ہے دو خبروں کے مجموعہ کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ کے وصال کی وجہ سے ہے۔ روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے وصال اور ان کی پہلے ملاقات کے بارے میں علیحدہ علیحدہ بتایا تھا جیسا کہ ام المومنین کی روایت میں ہے۔ اس اعتبار سے وہ پہلے روئیں اور پھر مسکرائیں۔ اگر ان کا رونا ان دونوں کے مجموعہ کے اعتبار سے ہو تو پھر یہ ان میں سے کسی ایک کے لیے یا ان میں سے ہر ایک کے لیے نہ ہو جیسے کہ وہ دوسری بار

Marfat.com

مسکرائیں تھیں۔ دولابی کی روایت میں ان کا مسکرانا دو خبروں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے لیے ہے۔ اگر یہ دونوں امور کے لیے ہو تو ان میں سے کسی ایک کے لیے مستقل نہیں ہے۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں مستقل ہے، جیسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حاتم نے روایت کیا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ ہر امر کے لیے علیحدہ علیحدہ مسکرانا اور رونا تھا۔



Marfat.com

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بعض مناقب

۱۔ آپ کا ان دونوں شہزادوں کا عقیقہ، حلق اور ختنہ کرانے کا حکم دینا

ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرات حسنین کریمین کے لیے عقیقہ کیا۔ ایک ایک بکرا ذبح کیا امام نسائی کی روایت میں ہے کہ دو دو بکرے ذبح کیے۔ امام احمد نے "المناقب" میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ ماجدہ نے عقیقہ کرنے کا ارادہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کا عقیقہ نہ کرو۔ ان کا حلق کراؤ، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہوں نے اسی طرح کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے خود عقیقہ کیا۔ اسے چھوڑا نہیں۔ اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جسے امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کیا پھر فرمایا: فاطمہ! ان کا حلق کراؤ اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو۔ ان کا وزن درہم اور درہم کا کچھ حصہ بنا۔

طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور ساتویں روز ان کا عقیقہ کیا۔ دولابی نے حضرت محمد بن منکدر سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ساتویں روز ان کا ختنہ کیا۔

۲۔ ان کے نام مبارک

امام احمد نے المناقب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے ان کا کیا نام رکھا ہے: میں نے عرض کی: میں نے اس کا نام "حرب" رکھا ہے۔ آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا: نہیں! اس کا نام حسن ہے۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی والدت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام حسین ہے۔ جب تیسرا شہزادہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! یہ محسن ہے، پھر فرمایا: میں نے ان شہزادوں کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بچوں شبر، شبیر اور مبشر پر رکھے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جنگ کو پسند کرنے والا شخص تھا۔ جب حضرت حسن کی ولادت ہوئی تو میں نے ان کا نام حرب رکھنا چاہا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

امام بغوی نے اپنی ''معجم'' میں اور دولابی نے امام جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ساتویں روز آپ ﷺ نے ان کے نام رکھے۔ حسین کے نام کو حسن کے نام سے مشتق کیا۔ دولابی نے عمران بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے کہ حسن و حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ جاہلیت میں نہ تھے۔

۳- سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی اولاد کے باپ اور عصبہ حضور اکرم ﷺ ہیں

امام احمد نے مناقب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر اولاد کا باپ ان کا عصبہ ہوتا ہے۔ سوائے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے۔ میں ان کا عصبہ اور باپ ہوں۔ طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر عورت کی اولاد کا عصبہ ان کا باپ ہوتا ہے سوائے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے۔ میں ان کا عصبہ اور ابو ہوں۔

ابن ابی حاتم نے ابو اسود سے، دیلمی، ابو شیخ، حاکم اور بیہقی نے عبدالملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کی طرف پیغام بھیجا۔ اس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم

Marfat.com

گمان کرتے ہو کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضور اکرم ﷺ کی اولاد میں سے ہیں۔ کیا تم اسے قرآن پاک میں پاتے ہو۔ میں نے تو اسے سارا پڑھا ہے میں نے تو یہ نہیں پایا۔ اس نے کہا: وہ آپ ﷺ کی اولاد میں سے نہیں۔ یحییٰ نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حجاج نے کہا: مجھے دلیل دو۔ انہوں نے کہا: کیا تو نے سورۃ الانعام نہیں پڑھی۔ اس میں ہے:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ (الانعام، ۸۴)

ترجمہ: اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان۔

حتیٰ کہ وہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکرِ خیر تک پہنچ گئے۔ فرمایا: ہاں! کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں ہیں؟ حالانکہ ان کا باپ نہیں ہے دوسری روایت میں ہے کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کی طرف سے حضرت آدم کی اولاد میں سے ہیں۔ حجاج نے کہا: تم نے سچ کہا ہے۔

۴۔ ان کے لیے آپ ﷺ کی محبت اور دعا

ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں دونوں شہزادوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر۔ میں ان سے بغض رکھتا ہوں جو ان سے بغض رکھے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں جس نے ان کے ساتھ پیار کیا اس نے میرے ساتھ پیار کیا جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ امام احمد، طبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے مقداد بن معدی کرب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین مجھ سے ہے۔

طبرانی نے الکبیر میں، ابو نعیم اور ابن عساکر نے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین نواسوں میں سے دو نواسے ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن وحسین سے محبت کی، وہ اسے جنّت النعیم میں داخل کرے گا۔ جنہوں نے ان کے ساتھ بغض رکھا یا ان پر بغاوت کی تو میں نے اس کے ساتھ بغض رکھا جس کے ساتھ میں نے بغض رکھا رب تعالیٰ نے اس کے ساتھ بغض رکھا جس کے ساتھ اس نے بغض رکھا وہ اسے جہنم میں داخل کرے گا اس کے لیے دائمی عذاب ہے۔ طبرانی نے الکبیر میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ مولا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔ امام احمد، ابن ماجہ، ابن سعد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے الکبیر میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن وحسین سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا۔ جس نے ان شہزادوں سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔

ابن عساکر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ان سے پیار کیا اس نے مجھ سے پیار کیا۔ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، یعنی حضرات حسن، حسین، فاطمہ، علی رضی اللہ عنہم۔

طبرانی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حضرات حسن وحسین اور ان کے والدین کریمین سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ طبرانی نے الکبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے حضرات حسن وحسین سے محبت کی تو میں نے اس سے محبت کی جس کے ساتھ میں نے محبت کی اس کے ساتھ رب تعالیٰ نے محبت کی جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے محبت کی وہ اسے جنّت النعیم میں داخل کرے گا جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا یا بغاوت کی تو میں نے اس کے ساتھ بغض رکھا۔ جس کے ساتھ میں نے بغض رکھا اس کے ساتھ رب تعالیٰ نے بغض رکھا۔ جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے بغض رکھا وہ اسے جہنم کے حوالے کرے گا اس کے لیے دائمی عذاب ہے۔

Marfat.com

طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے ان دونوں شہزادوں سے محبت کرنا چاہیے، یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سند غریب سے روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی۔ ان دونوں سے اور ان کے والدین کریمین سے محبت کی۔ وہ روز حشر میرے ساتھ ہوگا۔

امام ترمذی نے حضرت اسامہ سے سند حسن وصحیح سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! میں ان دونوں شہزادوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر جو ان سے بغض رکھے تو بھی ان سے بغض رکھ۔ جس نے ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی ہم اور وہ روز حشر اس طرح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

عقیلی اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند حسن غریب سے روایت لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: حسن اور حسین۔ حضور اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے تھے: میرے لیے میرے بچوں کو بلاؤ۔ آپ انہیں سونگھتے تھے اور اپنے ساتھ چمٹا لیتے تھے۔ امام احمد نے المناقب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے۔ فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی۔ ان دونوں سے محبت کی۔ ان کے والدین کریمین سے محبت کی۔ وہ روز حشر میرے ساتھ ہوگا۔ امام ترمذی کی روایت میں ہے: وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

امام احمد نے المناقب میں اور دولابی نے حضرت یعلی بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے آئے۔ آپ نے انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا

Marfat.com

آپ نے فرمایا: اولاد کی محبت بخیل اور کمزور کرنے والی ہوتی ہے۔

۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ان شہزادوں کی صحبت کے ساتھ ملی ہوتی ہے

طبرانی، ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں، فاطمہ، حسن، حسین اور وہ اکٹھے ہوں گے جس نے ہمارے ساتھ پیار کیا۔ ہم کھائیں گے پئیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرما دے گا۔ یہ فرمان کسی شخص کے پاس پہنچا۔ اس نے اس بارے پوچھا، تو میں نے اس کو اس کی خبر دی تو اس نے کہا: حساب وکتاب کا کیا بنے گا؟ میں نے اسے کہا: صاحب یٰسین کا حساب اس وقت کہاں گیا جب اسی وقت اسے جنت میں داخل کر دیا گیا؟

۶۔ یہ دونوں شہزادے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا کے ریحان تھے، آپ ان کا بوسہ لیتے اور انہیں سونگھتے تھے

ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سند صحیح سے روایت کیا ہے اور امام نسائی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسن وحسین دنیا میں سے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا مانگی: مولا! میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر اور جو ان سے بغض رکھے اس کے ساتھ بغض رکھ۔

ابن ضحاک نے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دوڑتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے پہنچ گیا۔ اس کا ہاتھ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اسے اپنے بطن اقدس کے ساتھ لگا لیا، پھر دوسرا شہزادہ آیا اس کا ہاتھ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اسے اپنے شکم اطہر کے ساتھ چمٹا لیا، کبھی ایک کو چومتے کبھی دوسرے کو۔ عرض کی: مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر، پھر فرمایا: اے لوگو! اولاد وجہ بخل، کمزوری اور سبب جہالت ہے۔

ابن ضحاک نے حضرت یعلیٰ عامری سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: یہ دونوں

Marfat.com

شہزادے دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کی سمت آئے آپ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور فرمایا: اولاد کمزوری اور بخل کا سبب ہے۔

طبرانی نے الکبیر میں اور ضیاء نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے۔ یا آپ ﷺ کے حجرہ مقدسہ میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان سے محبت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے محبت کیوں نہ کروں؟ یہ دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔ میں انہیں سونگھتا ہوں۔

۷۔ آپ ﷺ کی بعض صفات انہیں بطور وراثت ملیں

حضرت ابو رافع نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے، ابن مندہ اور ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو آپ ﷺ کے پاس اس مرض میں لے کر آئیں جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا تھا۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے بیٹے ہیں۔ آپ کچھ وراثت میں انہیں عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسن کے لیے میری ہیبت اور سرداری ہے۔ حسین کے لیے میری جرأت اور سخاوت ہے۔ ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کیا ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں کو بارگاہ رسالت مآب میں لے کر آئیں۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ انہیں کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! حسن کو میں نے اپنا حلم اور ہیبت دے دی۔ حسین کو میں نے اپنی بہادری اور سخاوت عطا کر دی۔

۸۔ خَلق اور خُلق میں مشابہت

امام بخاری نے حضرت عقبہ بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کے وصال کے کچھ راتیں بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ وہ اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہما چلتے ہوئے باہر نکلے۔ انہوں نے حضرت حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے اسے اپنے کندھے پر اٹھالیا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ بخدا! یہ حضور

Marfat.com

ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ حضرت علی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔

اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابو جحیفہ کو فرماتے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے مشابہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ انور حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ ابن اسحاق نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چہرہ سے لے کر ناف تک آپ ﷺ کے مشابہ تھے جبکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس سے نیچے آپ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ محمد بن ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا چہرہ آپ کے چہرۂ انور کے ساتھ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر آپ ﷺ کے جسم اقدس کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے سینہ تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ اس کے نیچے آپ سے مشابہت رکھتے تھے۔

تنبیہ

ابو الشیخ نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اتنے مشابہ کوئی نہ تھا جتنی مشابہت حضرت حسن رضی اللہ عنہ رکھتے تھے۔ یہ قول ان کے اس قول سے معارض نہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے، کیونکہ یہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تھا جبکہ ان کے وصال سے قبل وہی آپ کے زیادہ مشابہ تھے۔ اسی طرح یہ قول حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کے ساتھ بھی تضاد نہیں رکھتا کہ میں نے آپ ﷺ سے قبل یا آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا، کیونکہ اس فرمان میں مشابہت کی عمومیت کی نفی ہے جبکہ اس کی اصل یا بڑا حصہ ثابت کیا گیا ہے۔

Marfat.com

۹- وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

ابن سعد اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے بشارت دی کہ حسن و حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے سلام دیا۔ وہ اس سے قبل آسمان سے نہ اترا تھا۔ اس نے مجھے مژدہ سنایا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، رویانی نے اپنی مسند میں، ابن مندہ، ابن قانع، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت جہم سے امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد حضرت عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے۔

دوسری روایت میں ہے: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران رضی اللہ عنہا کے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اہل جنت کے سرداروں کو دیکھنا چاہے وہ ان دونوں کو دیکھ لے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے یہ دونوں بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے والد گرامی ان سے بہتر ہیں۔ طبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے علاوہ ہر نبی کے ہاں نبی پیدا ہوا ہے۔ تمہارے یہ دونوں فرزند اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے۔

طبرانی نے الکبیر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں

Marfat.com

نے ایک رات آپ ﷺ کے ہاں گزارنے کی سعادت حاصل کی۔ میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: یہ فرشتہ ہے۔ جب سے میں مبعوث ہوا ہوں اس وقت سے لے کر آج تک یہ نیچے نہیں اترا۔ یہ آج میرے پاس آیا ہے اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک روز ہم نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے اثرات دیکھے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے اثرات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیوں نہ خوش ہوں۔ میرے پاس جبرائیل امین آئے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کے والد گرامی ان سے افضل ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت حذیفہ سے حسن روایت کیا ہے۔ امام نسائی نے بھی ان سے ہی روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ نے انہیں بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا، تاکہ آپ ﷺ ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔ آپ ﷺ نے نماز مغرب پڑھی پھر نماز عشاء پڑھی، پھر کاشانہ اقدس میں تشریف لے جانے لگے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا۔ آپ ﷺ نے میری آواز سنی تو پوچھا: کون؟ حذیفہ ہو۔ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: تمہاری حاجت کیا ہے؟ رب تعالیٰ تمہیں اور تمہاری امی جان کو معاف کرے۔ یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی بھی نازل نہ ہوا تھا۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا ہے کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل جنت کی خواتین کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ یہ روایت حضرات علی، حسن، عمر، ابن عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

۱۰- ان کو آتے دیکھ کر آپ ﷺ منبر سے اتر آتے

ابن ابی شیبہ، امام احمد اور اصحاب اربعہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آئے انہوں

Marfat.com

نے سرخ قمیصیں پہنی ہوئی تھیں وہ لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے۔آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ایک کو ایک پہلو میں اور دوسرے کو دوسرے پہلو میں اٹھالیا، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو گئے۔فرمایا: رب تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط (التغابن:١٥)

ترجمہ: بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہیں۔

میں نے ان دونوں شہزادوں کو دیکھا۔یہ لڑکھڑاتے ہوئے آرہے تھے۔مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔میں نے گفتگو روکی اور نیچے اتر آیا۔

۱۱-آپ ﷺ کی کمر انور پر سوار ہونا

ابن حبان اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھتے تھے۔حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کی کمر انور پر چڑھ جاتے تھے۔صحابہ کرام انہیں دور ہٹانے لگتے تو آپ ﷺ فرماتے: میرے والدین فدا! جو مجھ سے پیار کرتا ہے وہ ان دونوں سے بھی پیار کرے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم آپ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے۔جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ ﷺ کی کمر پر سوار ہو جاتے جب آپ ﷺ سر اقدس اٹھاتے تو انہیں ہلکے انداز میں پکڑتے اور کمر انور سے اتار لیتے۔جب آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں جاتے تو وہ پھر لوٹ آتے۔آپ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد انہیں اپنی رانوں پر بٹھالیا۔میں آپ ﷺ کی خدمت میں گیا۔عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ان دونوں کو گھر چھوڑ آؤں؟ بجلی چمکی۔آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اپنی والدہ ماجدہ کے پاس چلے جاؤ۔بجلی کی چمک برقرار رہی حتیٰ کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس چلے گئے۔

Marfat.com

۱۲-اپنی خچر پر اور اپنے کندھے پر سوار کرنا

امام مسلم نے حضرت ایاس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی خچر شہباء پر آپ ﷺ کے دونوں بیٹے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے۔ میں خچر کو ہانک کر لے جا رہا تھا، حتیٰ کہ میں نے انہیں آپ ﷺ کے حجرہ میں داخل کر دیا۔ ایک شہزادہ آگے تھا۔ دوسرا پیچھے تھا امام مسلم نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور سیاح لامکان ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو اپنی اونٹنی پر سوار کیسے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ یہ دعا مانگ رہے تھے: مولا! میں ان سے پیار کرتا ہوں، تو بھی ان سے پیار کر۔

۱۳-آپ ﷺ کا انہیں دم فرمانا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو یوں دم فرماتے تھے: اعیذ کما بکلمات اللہ التامّۃ من کل شیطان و ھامّۃ و من کل عین لامّۃ۔ آپ فرماتے: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزندوں حضرات اسماعیل اور اسحاق کو انہی کلمات سے دم کرتے تھے۔

۱۴-آپ ﷺ کے سامنے ان کی زور آزمائی

ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے کشتی کر رہے تھے۔ آپ فرمار ہے تھے۔ یہ حسین ہے۔ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ یوں کیوں نہیں فرمار ہے۔ یہ حسن ہے۔ فرمایا: حضرت جبرائیل امین کہہ رہے ہیں۔ یہ حسن ہے۔ امام بغوی اور حارث بن ابی اسامہ نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما باہم کشتی کر رہے تھے۔ اچانک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آگئے۔ آپ فرمار ہے تھے۔ حسن کو پکڑو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ یوں فرمائیں۔ حسین کو پکڑیں۔

Marfat.com

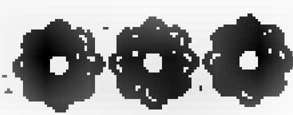
آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین یوں کہہ رہے ہیں: حسین کو پکڑو۔

۱۵- وہ روزِ حشر آپ کی اونٹنیوں عضباء اور قصواء پر اٹھیں گے

سلفی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: انبیاء کو ان کی سواریوں پر اٹھایا جائے گا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی اونٹنی پر اٹھایا جائے گا جبکہ میری نورِ نظر سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کو میری اونٹنی عضباء یا قصواء پر اٹھایا جائے گا۔ مجھے براق پر اٹھایا جائے گا جس کا قدم منتہائے نظر پر ہوگا، جبکہ حضرت بلال کو جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر اٹھایا جائے گا۔

۱۶- ان کا کرم

امام بخاری نے حضرت حرملہ جو حضرت اسامہ کے غلام تھے سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت اسامہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ فرمایا: وہ مجھ سے سوال کریں گے وہ پوچھیں گے: تمہارے صاحب نے تمہارے لیے کیا چھوڑا ہے؟ وہ تم سے کہیں گے کہ اگر تم شیر کے جبڑوں میں ہوتے تو میں پسند کرتا کہ وہاں تمہارے ساتھ ہوتا، لیکن میں نے یہ امر نہ دیکھا۔ نہ ہی انہوں نے مجھے کچھ دیا۔ میں امام حسن، امام حسین اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے جانور لاد کر دیا۔



Marfat.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱- ولادت مبارکہ، عمر مبارک اور وصال

آپ نصف رمضان المبارک ۳ھ کو اس جہانِ رنگ و بو میں آئے۔ ابو عمر نے لکھا ہے۔ یہ اصح قول ہے۔ ایک قول شعبان المعظم کا بھی ہے۔ دولابی نے لکھا ہے کہ اس وقت ہجرت کے ساڑھے چار سال گزر چکے تھے۔ ایک قول چوتھے سال کا بھی ہے؟ ایک قول پانچویں سال کا بھی ہے۔ یہ "الاصابۃ" میں لکھا ہوا ہے۔ پہلا قول زیادہ اثبت ہے۔ ان کا وصال ہفتہ کی رات ۸ محرم ۴۵ھ کو ہوا تھا۔ یہ درست معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا ماہ ربیع الاول کا بھی ہے جبکہ ۴۹ھ کا سال تھا۔ ایک قول پچاس ہجری کا قول ہے۔ یا اکاون ہجری کا قول بھی ہے۔ ایک قول ۵۸ ہجری کا بھی ہے۔ اسی سے آپ کی عمر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت قثم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا شیر مبارک پلایا۔ جعدہ بنت الاشعث نے انہیں زہر دیا۔ حضرت سعید بن العاص نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ جمہور علماء کے نزدیک اس وقت عمر مبارک ۴۷ سال تھی۔

ابو القاسم بغوی اور دولابی نے قابوس بن المخارق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک عضو میرے گھر میں آ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے عمدہ خواب دیکھا ہے۔ میری نور نظر فاطمہ کے ہاں نور نظر پیدا ہو گا۔ تم قثم کے ساتھ اسے دودھ پلاؤ گی۔ حضرت حسن پیدا ہوئے انہوں نے انہیں دودھ پلایا۔ ابن ماجہ کی روایت میں حسن یا حسین کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ایک دن میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں آئی۔ آپ نے انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا۔ میں نے ان کے کندھے پر مارا۔ آپ نے فرمایا: تم نے میرے بیٹے کو

Marfat.com

تکلیف دی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

۲-آپ کی ان سے محبت، دعا، شانہ اقدس پر سوار کرنا، ان سے محبت کرنے کا حکم دینا

امام احمد، شیخین، ابن ماجہ، ابن حبان، ابو یعلی اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت سعید بن زید سے طبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مولا! میں حضرت حسن کو پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار کر اور ان سے پیار کرنے والے سے پیار کر۔ شیخین اور ابن حبان نے حضرت براء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ اقدس پر دیکھا۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو ان سے محبت کر۔

امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دعا کی: مولا! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو ان سے محبت کر۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور سید عرب وعجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک شخص نے کہا: بچے! تم نے کتنے خوبصورت سوار پر سواری کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوار بھی تو کتنی شان والا ہے۔

امام احمد نے المناقب میں قبیلہ ازد کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ آپ حضرت امام حسن کے متعلق فرما رہے تھے جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اس شہزادے سے بھی محبت کرے۔ شاہد کو غائب تک یہ پیغام پہنچانا چاہیے۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں تم سے یہ روایت کبھی بیان نہ کرتا۔

طیالسی نے حضرت براء سے اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے اس کے ساتھ (حسن کے ساتھ) محبت کرنا چاہیے۔ امام احمد، شیخین، ابن ماجہ، ابن عدی نے الکامل میں اور ابو یعلی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے طبرانی نے الکبیر میں حضرت سعید بن زید سے، طبرانی نے الکبیر میں اور ابن

Marfat.com

عساکر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں حسن سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس کے ساتھ محبت کر۔

۳۔ان کے لیے دعائے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ابن حبان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے ایک ران پر اور حضرت امام حسن کو دوسری ران پر بٹھایا ہوا تھا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا: میں ان سے محبت کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔ دولابی نے مدنی بنی ہاشم محمد بن عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا: اسے سلامتی عطا فرما۔ اس سے سلامتی عطا فرما۔

۴۔رب تعالیٰ ان کے ذریعے دو گروہوں میں صلح فرمائے گا

یہ خلافت کی برکت تھی۔ یہ کسی علت یا ذلت کی وجہ سے نہ تھا ان کے ذریعے رب تعالیٰ نے دو گروہوں ان کے گروہ اور حضرت امیر معاویہ کے گروہ کے درمیان صلح کرادی۔ یہ آپ کے معجزہ کی رونمائی تھی۔

امام ترمذی نے سند حسن صحیح سے روایت کی ہے۔ امام احمد، امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابوبکرہ سے، ابن عساکر نے ابوسعید سے، یحییٰ بن معین نے فوائد میں، طبرانی اور بیہقی نے الدلائل میں، خطیب، ابن عساکر اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے یا میرا پھول ہے مجھے امید ہے کہ رب تعالیٰ اس کے ذریعے صلح فرمائے گا۔ یا مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح فرمائے گا۔

۵۔حضرت حسن کا لعاب چوسنا، ان سے محبت اور ان کی مبارک ناف کا بوسہ لینا

امام احمد نے المناقب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ حضرت امام حسن کے لب یا زبان چوس رہے تھے۔ جس زبان یا لب کو حضور اکرم ﷺ نے چوسا ہو اسے عذاب نہ ہوگا۔ ابن الاعرابی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس وقت سے لگا تار اس شخص (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا رہا جب سے میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جو کچھ کیا وہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن آپ کی گود میں تھے۔ وہ اپنی انگلیوں سے آپ کی ریش مبارک کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے ان کی زبان کو اپنے منہ میں ڈال رکھا تھا۔ یا ان کی زبان آپ کے منہ مبارک میں تھی۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما، اور اس سے محبت فرما جو ان سے محبت کرے۔

۶- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ناف کا بوسہ لینا

ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ ان سے عرض کی: میرا باپ آپ پر فدا! اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھائیں، حتیٰ کہ میں آپ کو اسی جگہ بوسہ دے لوں۔ جہاں حضور اکرم ﷺ کو میں نے دیکھا کہ وہ اسے چوم رہے تھے۔ انہوں نے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا۔ انہوں نے ان کی ناف چوم لی۔

۷- حضور اکرم ﷺ کی کمر انور پر سوار ہونا

ابن ابی الدنیا اور ابوبکر الشافعی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت امام حسن کو دیکھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ آپ سجدہ میں تھے وہ آپ کی کمر پر چڑھ گئے۔ آپ سجدہ ریز رہے، حتیٰ کہ وہ خود ہی اتر آئے۔ وہ آتے۔ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے آپ ان کے لیے ٹانگوں کو کھلا کر دیتے حتیٰ کہ وہ دوسری جانب نکل جاتے۔ ابن الاعرابی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام حسن آئے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ سجدہ میں تھے۔ وہ آپ کی

Marfat.com

کمر پر سوار ہو گئے۔ آپ نے انہیں پکڑا۔ انہیں اپنی مبارک کمر پر سیدھا کر دیا، پھر رکوع کیا انہیں چھوڑ دیا وہ چلے گئے۔

۸- ان کا علم

ابن ابی الدنیا نے کتاب الیقین میں محمد بن معشر الیر بوعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے امام حسن سے فرمایا: ایمان اور یقین میں کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: چار انگلیوں کا۔ عرض کی: یقین وہ ہوتا ہے جسے تمہاری آنکھیں دیکھیں اور ایمان وہ ہوتا ہے جسے تمہارے کان سنیں۔ آپ اس کی تصدیق کریں گے۔ انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے ایک ہو جن کے متعلق کہا گیا ہے: ذریة بعضها من بعض۔

۹- جس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس روز ان کا خطبہ

دولابی نے حضرت زید بن حسن سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب ان کے والد گرامی شہید ہو گئے تو انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: آج رات وہ ذات بابرکات شہید ہو گئی ہے جس سے اولون سبقت نہ لے جا سکے۔ جسے اولین یا گذر جانے والے نہ پا سکیں گے۔ کبھی حضور اکرم ﷺ انہیں اپنا عَلَم مبارک عطا کرتے تھے۔ حضرت جبرائیل ان کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل ان کے بائیں طرف قتال کرتے تھے وہ واپس نہ آتے حتیٰ کہ رب تعالیٰ ان کے ہاتھوں فتح عطا فرما دیتا۔ انہوں نے زمین پر سونا اور چاندی نہیں چھوڑا سوائے سات سو دراہم کے۔ وہ ان کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے لیے خادم خریدنا چاہتے تھے، پھر فرمایا: اے لوگو! جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے۔ جو مجھے نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علی ہوں۔ میں ابن الرضی ہوں۔ میں ابن البشیر ہوں۔ میں ابن النذیر ہوں۔ میں ابن داعی الی اللہ باذنہ والسراج المنیر ہوں۔ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن کے گھر حضرت جبرائیل امین آتے تھے۔ وہ وہاں سے اوپر جاتے تھے میں ان اہل بیت سے ہوں جن سے رب تعالیٰ نے ناپاکی کو دور کر دیا ہے اور انہیں

Marfat.com

خوب پاک وصاف کر دیا ہے۔ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن کی محبت اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر فرض کی ہے۔ اس نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ (الشوریٰ، ۲۳)

ترجمہ: آپ فرمائیے! میں نہیں مانگتا (اس دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔

جو نیکی کرتا ہے تو اس میں اس کے لیے حسن ڈال دیا جاتا ہے۔ نیکی کرنا ہم اہل بیت میں اضافہ کرتا ہے۔

۱۰- ان کی بیعت، حضرت معاویہ کی طرف جانا اور والد گرامی کی شہادت کے بعد معاملہ ان کے سپرد کر دینا

رمضان المبارک کے تیرہ روز باقی تھے چالیس ہزار سے زائد افراد نے آپ کی بیعت کر لی۔ صالح بن امام احمد نے کہا ہے: نوے ہزار افراد نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ وہ خلافت سے دستکش ہو گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس میں یہ شرط بھی تھی کہ ان کے بعد خلافت کا تاج آپ کے سر سجایا جائے گا۔ وہ اہل مدینہ اور اہل حجاز اور اہل عراق کسی چیز کا تقاضا نہ کریں گے جو ان کے والد گرامی کے ایام میں تھی۔ وغیرہ۔ اس طرح حضور اکرم ﷺ کا معجزہ نمودار ہو گیا کہ میرا یہ نور نظر سید ہے۔ رب تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ آپ کے ایام میں خونریزی نہ ہوئی تھی۔ آپ تقریباً چھ ماہ تک خلیفہ رہے۔ ان حضرات کی صلح ۴۱ھ کو ہوئی ابھی ربیع الاول کے پانچ روز باقی تھے۔ حضرت امام حسین بھی ان کے ساتھ تھے جس مدتِ خلافت کا تذکرہ حضور اکرم ﷺ نے کیا تھا۔ وہ آپ کی خلافت کے ساتھ ختم ہو گئی، پھر ملوکیت رہ گئی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو اس سے محفوظ کر لیا۔ دولابی نے لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ ۴۱ھ تک کوفہ میں رہے۔ عبدالرحمان بن ملجم قتل ہو گیا تھا یا اس نے خودکشی کر لی تھی، پھر آپ حضرت امیر معاویہ

Marfat.com

کی طرف گئے کوفہ کے ایک گھر میں ملاقات کی۔ باہم صلح کرلی۔ آپ نے معاملہ ان کے سپرد کر دیا، اور ۴۱ھ جبکہ ربیع الاول کے پانچ روز باقی تھے ان کی بیعت کرلی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ان سے ایک لاکھ دینار لے کر صلح کرلی۔ ان کی خلافت کی مدت ۶ ماہ ۵ دن تھی۔

حافظ ابونعیم وغیرہ نے امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس خطبہ کے وقت وہیں تھا جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے معاملہ حضرت معاویہ کے سپرد کیا تھا۔ انہوں نے خطبہ دیا۔ رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا: داناؤں میں سے دانا متقی ہے۔ احمقوں میں سے احمق فاجر ہے۔ وہ امور جن میں میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوا تھا وہ میرا معاملہ تھا۔ اگر معاویہ اس کے مستحق تھے تو وہ ان کا حق ہے۔ اگر وہ میرا حق تھا میں نے مسلمانوں کی اصلاح اور خون ریزی سے بچنے کے لیے یہ ان کے سپرد کر دیا ہے۔

وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ (الانبیاء، ۱۱۱)

ترجمہ: اور میں کیا جانوں (اس ڈھیل سے) شاید تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔

۱۱- جود وسخا، زہد، مکارم اخلاق، صحابہ کرام کی تکریم

انہوں نے فرمایا: مجھے حیاء آتی ہے میں رب تعالیٰ سے ملاقات کروں اور میں چل کر اس کی طرف نہ گیا ہوں۔ انہوں نے مدینہ طیبہ سے چل کر بیس حج کیے تھے۔ دوسری روایت میں ہے: انہوں نے پندرہ حج پیدل کیے تھے۔ عمدہ سواریاں ان کے ہمراہ تھیں۔ انہوں نے رب تعالیٰ سے تین بار قسم اٹھائی، حتیٰ کہ آپ اونٹ دے دیتے تھے۔ گھوڑے روک لیتے تھے۔ محمد بن سیرین نے لکھا ہے: وہ کبھی کبھی ایک شخص کو ہی ایک سو دراہم دے دیتے تھے۔ انہوں نے انصار کے لوگوں سے ایک باغ چار لاکھ دراہم میں خریدا پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ پہلے مالک اس کے محتاج ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انہیں وہ لوٹا دیا۔ انہوں نے کبھی کسی سائل کو "نہیں" نہیں کہا تھا۔ وہ کسی سے محبت نہ کرتے تھے کہ اسے کسی غیر کا محتاج رہنے دیتے۔ انہوں نے ایک غلام کو دیکھا جو روٹی کا ایک لقمہ خود کھا رہا تھا دوسرا کتے

Marfat.com

کو کھلا رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: اس امر پر کس نے تمہیں ابھارا ہے؟ اس نے کہا: مجھے حیاء آتی ہے کہ خود کھاؤں اسے نہ کھلاؤں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہیں ٹھہرو حتیٰ کہ میں تمہارے پاس آجاؤں۔ وہ اس کے آقا کے پاس گئے۔ اسے خریدا۔ اس باغ کو خریدا جس میں وہ غلام تھا۔ غلام آزاد کر دیا۔ اسے باغ دے دیا۔ اس غلام نے عرض کی: جو باغ آپ نے مجھے دیا تھا اسے میں نے آپ کو ہبہ کر دیا۔

آپ سردار، حلیم، زاہد، عاقل، فاضل، فصیح، وقار و سکون کے عادی، فیاض، فتنوں سے نفرت کرنے والے اور خونریزی سے اجتناب کرنے والے تھے۔ یہ آپ کا تقویٰ، زہد اور علم ہی تھا جس کی بناء پر انہوں نے خلافت کو خیر آباد کہہ دیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے خدشہ ہے کہ روز حشر کم و بیش ستر ہزار افراد آئیں گے جن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ یہ سارے لوگوں سے حسین تھے ان سے زیادہ کریم، جواد اور عمدہ کلام فرمانے والے تھے۔ سب سے زیادہ باحیاء تھے، اکثر روزہ سے ہوتے تھے۔ مکارم اخلاق اور جود و سخا میں فعل قول سے آگے ہوتا تھا اپنے بھائیوں پر بہت زیادہ کرم فرماتے تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی غافل نہ رہتے تھے۔ انہیں سوال کرنے کی نوبت نہ آتی تھی، بلکہ سوال سے قبل ہی عطا شروع فرما دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تھا: میں تمہیں اپنے اس بھائی کے متعلق بتاتا ہوں جو میری نگاہوں میں سب سے بڑا تھا۔ اس عظمت کی وجہ یہ تھی کہ دنیا اس کی نگاہوں میں حقیر تھی۔ وہ باطنی سلطنت سے خارج تھا۔ اسے اس کی خواہش نہ تھی جو اسے نہ ملتا۔ جب اسے مل جاتا تو وہ کثرت کا خواہاں نہ ہوتا تھا۔ اس نے ایسے کلمہ نہ سنا جس سے خوفزدہ ہوتا اس سے سب سے بڑی بات یہ سنی تھی کہ اس کے اور کسی شخص کے مابین عداوت تھی۔ اس نے اسے کہا: ہمارے پاس ایسی چیز ہی ہے جو اس کو رسوا کر دے۔ ان سے عرض کی گئی کہ سیدنا ابوذر نے فرمایا ہے کہ مجھے فقر غنا سے زیادہ پسندیدہ ہے، مجھے مرض صحت سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوذر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔ میں تو کہتا ہوں جس نے رب تعالیٰ کے حسن اختیار پر یقین کر لیا وہ اس حالت کے علاوہ کسی اور حالت کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس کے

Marfat.com

لیے رب تعالیٰ منتخب فرمادے۔ یہ ان امور میں رضا پر وقوف کی حد ہے جس میں قضا تصرف کرتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اپنے جسم کے ساتھ دنیا میں اور اپنے دل کے ساتھ آخرت میں رہو۔ وہ اپنے بیٹوں اور بھتیجوں سے فرماتے تھے: اے میرے بیٹو! اور بھتیجو! علم سیکھو۔ جو تم میں سے اسے یاد نہ کر سکے یا روایت نہ کر سکے اسے اس کو لکھ لینا چاہیے اور اسے اپنے گھر میں رکھ لینا چاہیے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی بہت عزت و توقیر، تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان کی بہت عزت و توقیر بجالاتے تھے۔ یوم الدار کو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے ان کے پاس تلواریں تھیں تاکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قتال کریں۔ انہیں ان کے متعلق خدشہ لگا۔ انہوں نے انہیں قسم دے کر کہا کہ وہ اپنے گھر چلے جائیں، تاکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل کو تسلی ہو اور انہیں ان کے متعلق خطرہ بھی تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھیجا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تکریم کرتے تھے عزت و توقیر کرتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی رکاب تھام لیتے تھے۔ اسے ایک نعمت شمار کرتے تھے۔ جب یہ شہزادے محو طواف ہوتے تھے تو قریب تھا ان پر اژدھام کی وجہ سے انہیں روند ڈالتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: بخدا! عورتیں امام حسن رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے رہ نہیں سکتیں۔ امام باقر فرماتے تھے: ایک شخص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کسی ضرورت کے لیے مدد طلب کی انہوں نے اس وقت اعتکاف کیا ہوا تھا۔ معذرت کی۔ وہ ان کے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے مدد طلب کی۔ انہوں نے اس کی ضرورت پوری کر دی۔ فرمایا: کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنا مجھے ایک ماہ کے اعتکاف سے بڑھ کر ہے۔ آپ بہت زیادہ شادیاں کرتے تھے۔ چار آزاد عورتیں کسی حال میں بھی جدا نہ رہیں۔ وہ بہت زیادہ طلاقیں دینے والے اور بہت زیادہ حق مہر دیتے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہل کوفہ سے فرماتے تھے: ان کے ساتھ نکاح نہ کیا کرو

Marfat.com

وہ بہت زیادہ طلاقیں دیتے ہیں۔ وہ عرض کرتے: امیر المومنین! بخدا! اگر وہ ہر روز ہمیں شادی کا پیغام دیں۔ ہم ہر روز ان کی شادی کر دیں یہ صرف خاندان نبوت کے ساتھ سسرالی رشتہ داری بنانے کے لیے ہے۔

۱۲- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت

ابوعمر نے لکھا ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی آنکھوں کے مابین قل ھو اللہ احد لکھا ہوا تھا۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ بات حضرت ابن میسب تک بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے فرمایا: اگر ان کا یہ خواب سچا ہے تو انہیں کہو کہ ان کے وصال کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ دن ہی زندہ رہے۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے وصیت کی تھی کہ وہ خلافت کا تقاضا نہ کریں۔ انہیں دنیا میں سے زہد اختیار کرنے اور اس سے اعراض کرنے کا حکم دیا تھا۔ بہت سی وصیتیں کرنے کے بعد آخر میں لکھا: رب تعالیٰ نے ہمارے لیے انکار کر دیا ہے کہ ہم اہل بیت کے لیے نبوت اور خلافت کے ساتھ ساتھ ملوکیت کو رکھے۔ دنیا کو زرکھے۔ اس کی اطاعت سے بچیں۔ اس امر سے بچیں کہ اہل کوفہ آپ کو باہر نکلنے پر مجبور کریں۔ آپ اس وقت نادم ہوں جب ندامت فائدہ نہ دے، پھر نگاہ پاک کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی: مولا! میں نے تیرے دربار سے حصول ثواب کے لیے صبر کیا۔ میں اس کی مثل تک نہیں پہنچا۔ میری اس حالت پر رحم فرما۔ قبر میں میری تنہائی پر رحم فرما۔ میری غربت پر رحم فرما۔ یا ارحم الراحمین۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو فرمایا: میری چارپائی گھر کے صحن کی طرف نکالو۔ میں ملکوت السموات کو دیکھ لوں۔ اہل بیت نے چارپائی گھر کے صحن میں نکالی۔ سر اقدس بلند کیا اور دیکھا۔ کہا: مولا! میں تیرے دربار میں حصولِ ثواب کے لیے صبر کرتا ہوں۔ یہ جان مجھے سب سے پیاری تھی۔

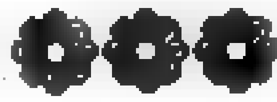
۱۳- اولاد پاک

امام ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں ابن سعد سے الطبقات میں روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں محمد اصغر، جعفر، فاطمہ محمد الاکبر، زید، حسن، ام حسن، ام خیر، اسماعیل، یعقوب، قاسم اور ابوبکر عبداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کے ساتھ حضرات قاسم اور ابوبکر شہید ہوئے تھے۔ یا حضرات طلحہ اور عبداللہ شہید ہوئے تھے۔ حضرات زید اور حسن کی اولاد تھی۔ ان کے علاوہ کسی کی اولاد نہ تھی۔ حسین الاثرم، عبدالرحمان، ام سلمہ، عمر اور ام عبداللہ طلحہ، عبداللہ الاصغر۔ محمد بن عمر اسلمی نے روایت کیا ہے کہ ان کے ہاں پندرہ صاجزادے اور آٹھ صاجزادیاں پیدا ہوئیں، علی اکبر، علی اصغر، جعفر، فاطمہ، سکینہ، ام الحسن، عبداللہ، قاسم، زید، عبدالرحمان، احمد، اسماعیل، حسین، عقیل اور حسن رضی اللہ عنہم۔

بلاذری نے الانساب میں صرف یہ اولاد پاک لکھی ہے: حسن، زید، حسین الاثرم، عبداللہ، ابوبکر، عبدالرحمان، قاسم، طلحہ اور عمر رضی اللہ عنہم۔ امام طبری نے ذخائر میں ابوبشر سے اور دولابی نے لکھا ہے کہ اولاد پاک میں حسن، عبیداللہ، عمر، زید، ابراہیم شامل تھے۔ ابوبکر بن وراع نے لکھا ہے کہ وہ گیارہ صاجزادے اور صاجزادیاں تھیں عبداللہ، قاسم، حسن، زید، عمر، عبداللہ، عبدالرحمان، احمد، اسماعیل، حسین، عقیل اور ام الحسن رضی اللہ عنہم۔



Marfat.com

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱- ولادت، عمر مبارک، شہادت

آپ کی ولادت ماہ شعبان کی پانچ تاریخ ۴ھ کو ہوئی۔ یا ۶ھ یا ۷ھ کو ہوئی۔ امام جعفر بن محمد نے لکھا ہے کہ حضرت حسن کی ولادت اور امام حسین کے حمل میں صرف ایک طہر تھا۔ حافظ نے لکھا ہے کہ شاید دس ماہ بعد ان کی ولادت ہوئی ہو اور دو ماہ طہر تاخیر سے آیا ہو۔ آپ ﷺ نے لعاب دہن سے گھٹی دی۔ کانوں میں خوشبو لگائی۔ منہ مبارک میں لعاب دہن ڈالا۔ ان کے لیے دعا کی اور ان کا اسم گرامی "حسین" رکھا۔

ایک قول یہ ہے کہ ساتویں روز نام نامی رکھا۔ ان کی طرف سے عقیقہ کیا۔ ان کی شہادت یوم جمعۃ المبارک یوم عاشوراء کو ہوئی ۶۱ھ کو میدان کربلا میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔ یہ زمین عراق میں ہے اکثر علماء کے نزدیک اس وقت عمر مبارک ۵۶ سال تھی۔ یا ۵۸ سال یا ۵۵ سال تھی۔ قاتل کا نام سنان بن انس النخعی تھا۔ اصح قول یہی ہے۔

۲- آپ کا ان کا منہ مبارک سے بوسہ لینا، ان کے لیے دعا کرنا، لب چومنا، آپ کا لعاب چوس لینا اور آپ کے لیے زبان باہر نکالنا

ابو عمر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میری آنکھوں نے دیکھا۔ میرے کانوں نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے۔ ان کے قدم آپ کے قدمین شریفین پر تھے۔ آپ فرما رہے تھے: تم ایک عظیم چشمہ ہو۔ بچے نے اپنے قدم آپ کے سینے پر رکھ دیے۔ آپ نے ان سے فرمایا: منہ کھولو، پھر آپ نے انہیں چوم لیا پھر یہ دعا مانگی: مولا: میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

Marfat.com

ابن ابی خیثمہ اور ضحاک نے (ابن ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور حامیِ بے کساں ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما۔ ہم بنو قینقاع کے بازار کی طرف گئے واپس آئے تو آپ مسجد میں داخل ہو کر بیٹھ گئے۔ فرمایا: لکع کہاں ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے آئے۔ آپ کی گود میں گر پڑے۔ اپنی انگلیاں آپ کی ریش مبارک میں پھیرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان کا منہ کھولا۔ اپنی زبان ان کے منہ میں داخل کر دی پھر عرض کی: مولا! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ اس سے محبت کر جو ان سے محبت کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بھی میں انہیں دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے چھم چھم موتی گرنے لگتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت یعلی عامری سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کھانے کے لیے گئے۔ آپ کو دعوت دی گئی تھی۔ حضرت امام حسین رستے میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ صحابہ کرام سے آگے نکلے۔ آپ نے ہاتھ پھیلا دیے۔ شہزادہ ادھر ادھر دوڑنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ انہیں ہنسانے لگے حتیٰ کہ آپ نے انہیں پکڑ لیا، اپنے منہ مبارک کے نیچے ایک ہاتھ سے پکڑ لیا۔ دوسرا ان کی گدی کے نیچے تھا۔ سر کو بلند کیا اپنا منہ مبارک ان کے منہ پر رکھ دیا۔ ان کا بوسہ لیا۔ فرمایا: حسین مجھ سے ہیں، میں حسین سے ہوں جس نے حسین سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے حسین نواسوں میں سے نواسہ ہے۔

ابن ابی عاصم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ان کا سر اقدس ابن زیاد کے پاس لایا گیا، تو وہ ان کے دانتوں پر چھڑی مارنے لگے۔ ان کے دانت بہت خوبصورت تھے۔ میں نے دل میں کہا: میں تجھے ضرور ذلیل کروں گا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ وہ جگہ چوم رہے تھے۔ جہاں تیری چھڑی لگی ہے۔

قابوس بن ابی ظبیان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! حضور اکرم ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی ٹانگیں کھول لیتے تھے اور ان کا منہ چوم

Marfat.com

لیتے تھے۔

ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی زبان مبارک باہر نکال لیتے تھے شہزادہ آپ کی زبان کی سرخی کو دیکھتا اور دوڑ کر اس کی طرف آتا۔ عیینہ بن بدر ازدی نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ اس شہزادے کے ساتھ اس طرح کرتے ہیں۔ اگر میرا اس طرح بچہ ہو جو چہرہ نکال کر آئے میں اس کا کبھی بوسہ نہ لوں۔ آپ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ ابن ضحاک نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ حضرت امام حسین کا لعاب دہن یوں چوس رہے تھے جیسے انسان کھجور چوستا ہے۔

۳- آپ کے ساتھ ان کی شباہت، ۴- وہ اہل جنت میں سے ہیں

ابن حبان، ابن سعد، ابو یعلی اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جو کسی جنتی شخص کو دیکھنا چاہے یا اہل جنت کے جوانوں کے سردار کو دیکھنا چاہے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

۵- آپ کی کمر انور پر سوار ہو جانا

امام بغوی نے محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ آپ کی کمر پر اچھلنے لگے پیٹ پر چڑھ گئے انہوں نے پیشاب کر دیا۔ ہم اٹھ کر آپ کی طرف گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ آپ نے پانی منگوایا اسے اپنے کپڑوں پر چھڑک دیا۔

۶- حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں

سعید بن منصور اور امام ترمذی نے حضرت یعلی بن مرہ عامری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے پیار کرتا ہے۔

Marfat.com

رب تعالیٰ اس کے ساتھ پیار کرتا ہے حسین نواسوں میں سے نواسہ ہیں۔ امام احمدؒ نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین رضی اللہ عنہما اسباط میں سے دو سبط ہیں۔

طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ان دونوں شہزادوں سے پیار کیا اس نے مجھ سے محبت کی۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

۷- امام مہدی ان کی اولاد میں سے ہوں گے

ابونعیم نے الدلائل میں حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزری، تو فرمایا: تمہارے شکم میں بچہ ہے جب تم اسے جنم دے لو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب بچہ پیدا ہوا میں اسے لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی۔ آپ نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اپنا لعابِ دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا۔ فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔ میں نے حضرت عباس کو بتایا وہ بہت زیادہ لباس پہنتے تھے۔ انہوں نے کپڑے پہنے پھر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے انہیں دیکھا تو کھڑے ہو گئے۔ آپ نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ نے ام فضل کو کیا بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے انہیں یہی بتایا ہے کہ یہ بچہ ابوالخلفاء ہے، حتیٰ کہ اس سے سفاح پیدا ہوگا۔ مہدی پیدا ہوگا۔ وہ پیدا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

۸- آپ کے رونے سے حضور اکرم ﷺ کو اذیت ہوتی تھی

امام بغوی نے یزید بن ابی زیاد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے نکلے حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے دروازے پر سے گزرے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی فرمایا: بیٹی! آپ جانتی نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

Marfat.com

۹۔ حضرت جبرائیل اور بارش کے فرشتے نے آپ کو بتایا کہ یہ شہزادہ شہید ہو جائے گا انہوں نے آپ کو خاکِ کربلا بھی دکھا دی

طبرانی نے الکبیر میں اور ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے بتایا ہے کہ میرا نورِ نظر حسین سرزمین "الطف" میں شہید ہو جائے گا۔ وہ یہ خاک لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ وہیں ان کی قبر انور ہوگی۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ سے اذن طلب کیا کہ وہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوں۔ اس نے اسے اذن دے دیا۔ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ذرا دروازے کی نگرانی کرنا کوئی اندر نہ آئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے۔ وہ اچھل کر داخل ہو گئے، حتیٰ کہ آپ کے کندھوں پر چڑھ گئے۔ فرشتے نے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کی: آپ کی امت انہیں شہید کر دے گی۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ جگہ بھی دکھا سکتا ہوں جس پر یہ شہید ہوں گے۔ اس نے اپنے ہاتھ مارے آپ کو سرخ خاک دکھائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے لی اپنے کپڑے کے کنارے میں باندھ لی۔ ہم سنا کرتے تھے کہ وہ میدان کربلا میں شہید ہوں گے۔ اس روایت کو امام بیہقی نے وہب بن ربیعہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک دن آپ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ بیدار ہوئے تو آپ کو کمزوری محسوس ہو رہی تھی، پھر آپ لیٹ کر سو گئے، پھر جاگے تو کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ یہ پہلی کمزوری سے کم تھی پھر آپ لیٹ گئے۔ آپ جاگے تو آپ کے دست اقدس میں سرخ مٹی تھی آپ اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون سی مٹی ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے بتایا ہے کہ میرا یہ نورِ نظر زمین عراق میں شہید ہوگا۔ میں نے

Marfat.com

کہا: جبرائیل! مجھے اس زمین کی خاک تو دکھاؤ۔ انہوں نے کہا: یہ اس کی خاک ہے۔

بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے پوچھا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ان سے کیسے محبت نہ کروں۔ یہ میرے دل کا ٹکڑا ہیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ کی امت انہیں عنقریب شہید کر دے گی۔ کیا میں آپ کو ان کی قبرانور کی جگہ نہ دکھاؤں؟ انہوں نے مٹھی بھر مٹی دی وہ سرخ خاک تھی۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب وہ دریائے فرات کے کنارے پر پہنچے تو فرمایا: عبداللہ! خیر ہی ہو۔ میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! کیا ہوا؟ فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو آپ کی چشمان مقدس سے آنسو نکل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ کس لیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی حضرت جبرائیل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ امام حسین کو دریائے فرات کے کنارے شہید کر دیا جائے گا۔ انہوں نے مجھے کہا: کیا میں آپ کو اس جگہ کی خاک نہ سونگھاؤں۔ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے مٹھی بھر خاک لی اور مجھے دے دی۔ میں آنکھوں کو آنسو بہانے سے نہ روک سکا۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بچے کو رولایا نہ کرو۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام المؤمنین سے فرمایا: کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ حضرت امام حسین آگئے۔ میں نے انہیں پکڑ لیا گود میں لیا۔ وہ رونے لگے۔ میں نے انہیں چھوڑ دیا حتیٰ کہ وہ آپ کی گود مبارک میں بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیل امین نے عرض کی۔ آپ کی امت آپ کے اس شہزادے کو عنقریب شہید کر دے گی۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ اسے شہید کر دیں گے حالانکہ وہ مؤمن ہوں گے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! انہوں نے

Marfat.com

خاکِ کربلا بھی آپ کو دکھائی۔ دوسری روایت میں ہے: آپ نے فرمایا: جبرائیل! کیا میں درگاہِ خداوندی کی طرف رجوع نہ کروں؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس سے فراغت ہوگئی ہے۔

امام احمد نے ام المومنین عائشہ صدیقہ یا ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حجرہ مقدسہ میں ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا: آپ کا یہ شہزادہ حسین شہید ہو جائے گا۔ اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو وہ خاک دکھاؤں جہاں یہ شہید ہوں گے۔ اس نے سرخ خاک نکال کر دکھائی۔ امام بغوی نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ میرا یہ نورِ نظر یعنی حسین زمین کربلا میں شہید ہو جائے گا۔ جو وہاں موجود ہو وہ ان کی نصرت کرے۔ حضرت انس بن حارث کربلا کی طرف نکلے۔ حضرت امام حسین کے ہمراہ جہاد کیا اور شہید ہو گئے۔

ابن سعد وغیرہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کربلا سے گزرے وہ صفین جا رہے تھے۔ اس جگہ کا نام پوچھا۔ عرض کی گئی: کربلا۔ وہ نیچے اترے۔ وہاں درخت کے پاس نماز پڑھی۔ انہوں نے فرمایا: اس جگہ شہداء شہید ہوں گے۔ وہ شہداء میں سے بہترین ہوں گے۔ وہ حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا کسی چیز سے وہاں نشان لگا دیا گیا۔ اسی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔

۱۰۔ حضرات ام سلمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کے خواب

ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن زید بن جدعان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ فرمایا: امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ بخدا! ان کے ساتھیوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ کے ہاتھ میں خون سے لبریز شیشی تھی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ

Marfat.com

میری امت نے میرے بعد کیا کیا ہے؟ انہوں نے میرے فرزند حسین کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا لہو مبارک ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی جناب میں لے کر جا رہا ہوں۔ انہوں نے وہ دن اور وقت لکھ لیا جس میں وہ خواب دیکھا تھا۔" کچھ دنوں کے بعد خبر آ گئی کہ وہ اسی روز اور اسی وقت میں شہید ہوئے تھے۔

امام ترمذی نے حضرت سلمیٰ سے روایت کیا ہے: انہوں نے فرمایا: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئی وہ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کی: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے سر اقدس اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھا۔

ابن سعد نے حضرت شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے انہیں چیختے ہوئے سنا۔ میں ان کے پاس گیا انہوں نے فرمایا: امام حسین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: انہوں نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ رب تعالیٰ ان کی قبور یا گھروں کو آگ سے بھرے۔ انہوں نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑیں، ہم اٹھ کر آ گئے۔

۱۱- شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر جنات کی نوحہ خوانی

کئی افراد نے بیان کیا ہے کہ اہل کربلا لگاتار امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات کے نوحے سنتے رہتے تھے۔ وہ کہہ رہے ہوتے تھے:

مسح الرسول جبینہ　　فلہ بریق فی الخدود

ابواہ فی علیاء قریش　　وجدہ خیر الجدود

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جبین اطہر کو مس کیا تھا۔ ان کے رخساروں میں بجلی رواں تھی۔ ان کے والدین قریش میں بلند مقام رکھتے تھے اور ان کے نانا جان (صلی اللہ علیہ وسلم) نانوں میں سے بہترین تھے۔

Marfat.com

بعض لوگوں نے انہیں جواب دیا تو انہوں نے کہا:

خرجوا به وفدا اليه فهم له شر الوفود

قتلوا ابن بنت نبيهم سكنوا به دار الخلود

ترجمہ: وہ وفد کی صورت میں ان کے ساتھ نکلے۔ وہ ان کے لیے بدترین وفود تھے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادوں کو شہید کر دیا۔ اسی وجہ سے وہ ابدی مقام (جہنم) کے مکین بن گئے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ جن عورتیں نوحہ کرتے ہوئے کہتی تھیں:

ايها القاتلون ظلما حسينا ابشروا بالعذاب و التنكيل

كل اهل السماء يدعو عليكم و نبي مرسل و قبيل

قد لعنتم على لسان داود و موسى و صاحب الانجيل

ترجمہ: اے وہ بدبختو! جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا تمہیں عذاب اور اذیت کی بشارت ہو۔ تمام اہل آسمان تمہارے لیے بددعا کرتے ہیں۔ نبی مرسل اور پیروکار تمہارے لیے بددعا کرتے ہیں۔ تمہیں حضرت داود علیہ السلام موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا میں نے جنات کا نوحہ نہ سنا تھا مگر اسی رات کو سنا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میرے نور نظر حسین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنی خادمہ سے کہا: باہر نکلو اور دیکھو۔ اس سے سوال کرو۔ اسے بتایا گیا کہ انہیں ذبح کر دیا گیا ہے ایک عورت جن کہہ رہی تھی۔

الا ياعين فاحتلفي بجهدي

و من يبكي على الشهداء بعدي

على رهط تقودهم المنايا

الى متجبر في ملك عبدي

Marfat.com

ترجمہ: ارے اے میری آنکھ! میری کوشش کی طرف بھرپور توجہ دے۔ میرے بعد شہداء پر کون روئے گا۔ اس قبیلے پر جسے اموات اس متکبر کی طرف لے کر جا رہی تھیں جو میرے بندے کی ملکیت میں تھا۔

ابونعیم نے بریدہ بن جابر الحضرمی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں نے جنات کو سنا وہ حضرت امام حسین پر نوحہ خوانی کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے:

انعی حسینا ھبلا — کان حسین جبلا

ترجمہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے ہبل کو بتا دے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ (صبر واستقامت) کا کوہ گراں تھے۔

ابونعیم نے ابوقبیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین شہید ہو گئے۔ دشمنانِ خدا نے ان کا سر جدا کر دیا وہ پہلے مرحلہ پر نبیذ پی رہے تھے۔ وہ سر اقدس سے دور تھے۔ باغ سے لوہے کا قلم نمودار ہوا اس نے خون سے یہ لکھا:

اترجو امة قتلت حسینا — شفاعة جده یوم الحساب

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ روز حشر آپ کے نانا جان کی شفاعت کی امید کر سکتی ہے؟

ابن عساکر نے منہال بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین کے سر اقدس کو دمشق سے گزارا جا رہا تھا تو میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے آگے آگے ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا حتی کہ اس نے یہ آیت طیبہ پڑھی:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ⑨ (الکہف، ۹)

ترجمہ: کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں۔

Marfat.com

رب تعالیٰ نے سر کو بولنے کی توفیق دی۔ اس نے بلند آواز سے کہا: اصحاب کہف سے زیادہ تعجب خیز میرا قتل اور اسے اٹھانا ہے۔

۱۲- جب شہادت کا تعین ہو گیا تو ان کا خطبہ

حضرت زبیر بن بکار سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے محمد بن حسین نے بتایا ہے، انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تو وہ خطبہ دینے کے لیے اٹھے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: جو امر نازل ہو چکا ہے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ دنیا تبدیل ہو چکی ہے یہ عجیب ہو چکی ہے۔ اس کی بھلائی جا چکی ہے۔ اس کی نیکی ختم ہو چکی ہے حتیٰ کہ اس میں اس طرح بچ گیا ہے جیسے رل کے لیے بچا ہوا چرواہوں کے وفود کیا تم حق نہیں دیکھ رہے۔ کیا حق کو دیکھ نہیں رہے کیا اس پر عمل ہو رہا ہے۔ باطل سے رکا نہیں جا رہا۔ مؤمن کو رب تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں ترغیب رکھنی چاہیے۔ میں اسی وقت شہادت کو دیکھ رہا ہوں۔ ظالموں کے ساتھ رہنا ندامت ہے۔ انہوں نے بہت سے امور کا تذکرہ کیا انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے نماز پڑھتے، استغفار کرتے اور آہ و زاری کرتے ہوئے رات بسر کی دشمن کے نگرانوں کے گھوڑے ان کے پیچھے گھوم رہے تھے۔ فلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت امام زین العابدین نے فرمایا: میں شام کو بیٹھا ہوا تھا جس کی صبح کو میرے والد گرامی شہید ہوئے تھے۔ میری پھوپھو جان میرے پہلو میں تھیں۔ انہوں نے میرے والد گرامی کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

یا دھر اف لک من خلیل
کم لک بالاشراق و الاصیل
من صاحب او طالب قتیل
والدھر لا یقنع بالبدیل

Marfat.com

و انما الامر الی الجلیل

و کل حیّ سالک السبیل

ترجمہ: اے زمانہ! تیرے لیے خلیل کی طرف سے اف ہے۔ کتنے ہی سورج طلوع ہونے کے وقت یا غروب ہونے کے وقت تیرے صاحب یا طالب قتیل ہیں زمانہ بدل پر قناعت نہیں کرتا۔ معاملہ جلیل (اللہ رب العزت) کی طرف ہے ہر زندہ راہ کی سمت چلنے والا ہے۔

انہوں نے دو یا تین بار یہی اشعار پڑھے۔ میں جان گیا کہ ان کا ارادہ کیا تھا مجھے آنسوؤں نے گھیر لیا میری پھوپھو اٹھ گئیں وہ ان کے پاس آئیں۔ انہوں نے مجھے کہا: بخدا! شاید آج موت مجھ سے زندگی چھین رہی ہیں۔ میری امی جان کا وصال ہو گیا۔ میرے والد گرامی بھی شہید ہو گئے۔ میرے بھائی حسن بھی شہید ہو گئے۔ اے گزرے ہوؤں کے نائب! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھا۔ فرمایا: بہن! شیطان! تمہارا حلم نہ لے جائے۔ انہوں نے عرض کی: ابو عبد اللہ! میرے والد آپ پر فدا! وہ رونے لگیں۔ آہ و بکا کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ حضرت امام پاک اٹھ کر ان کی طرف گئے۔ ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ فرمایا: میری بہن! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس سے تسلی حاصل کرو۔ جان لو سارے اہل زمین مر جائیں گے۔ اہل آسمان بھی باقی نہ رہیں گے۔ اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ وہ پاک ہے برتر ہے۔ بہنا! میرے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے۔ میری والدہ ماجدہ مجھ سے بہتر تھیں۔ میرے بھائی جان مجھ سے بہتر تھے میرے لیے ان کے لیے اور سارے مسلمانوں کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ میری شہادت کے بعد بے صبری نہ کرنا۔ پھر انہوں نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور میرے پاس لے آئے۔

ابو بکر الانباری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اس وقت اپنا سر اقدس خیمہ سے باہر نکالا جب ان کے برادر محترم حضرت امام حسین شہید ہو گئے۔ انہوں نے باآواز بلند کہا:

Marfat.com

ماذا تقولون ان قال النبی لکم
ما ذا فعلتم و انتم آخر الامم
بعترتی و باھلی بعد مفتقدی
منھم اساری قتلی ضرجوا بدم
ما کان ھذا جزائی اذ نصحت لکم
ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی

ترجمہ: تم اس وقت کیا کہو گے جب حضور نبی اکرم ﷺ نے تمہیں فرمائیں گے: تم نے کیا کیا؟ جبکہ تم آخری امت تھے۔ تم نے میری اولاد پاک اور اہل بیت کے ساتھ کیا۔ جبکہ میرا وصال ہو چکا تھا۔ ان میں سے کچھ قیدی بنے کچھ شہید ہوئے۔ انہیں لہو میں لت پت کر دیا گیا تھا۔ جبکہ میں نے تمہیں نصیحت کر دی تھی۔ کیا یہی میری جزاء ہے کہ تم میرے رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرو۔

حضرت امام حسین کے کلام میں سے ہے: جان لو! کہ لوگوں کی تمہاری طرف احتیاجات تمہارے لیے نعمتیں ہیں۔ نعمتوں سے اکتانہ جایا کرو، ورنہ یہ انتقام بن جائیں گی۔ جان لو! نیکی تعریف کماتی ہے۔ اجر لاتی ہے۔ اگر تم نیکی کو ایک مرد کی صورت میں دیکھتے تو ایسا مرد دیکھتے جو حسین و جمیل ہوتا جو دیکھنے والوں کو خوش کر دیتا۔ عالمین سے فائق ہوتا۔ اگر تم ملامت کو مرد کی شکل میں دیکھتے تو اسے بدشکل اور قبیح دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے۔ آنکھیں اسے دیکھ نہ سکتیں۔ جان لو! جس نے سخاوت کی۔ وہ سردار بن گیا۔ جس نے بخل سے کام لیا۔ وہ ذلیل ہو گیا۔ جس نے اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی جلدی کی وہ کل جب اس کے پاس آئے گا تو اسے پالے گا۔ عبدالملک بن مروان نے حجاج کی طرف لکھا: آل ابی طالب کا خون بہانے سے رک جانا۔ میں نے بنو حرب کو دیکھا جب انہوں نے حضرت امام حسین کو شہید کیا۔ رب تعالیٰ نے ان سے ملک چھین لیا۔

Marfat.com

۱۴۳۔ سرزمین عراق کی طرف جانا

حضرات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے آپ کو جانے سے روکا۔ بہت سے سرکردہ کوفیوں نے آپ کو آنے کے لیے خطوط لکھے کہ وہ آپ کی مدد کریں گے، مگر انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

ابن حبان اور طیالسی نے مسند میں امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو علم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ عراق تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ سے دو یا تین راتوں کی مسافت پر انہیں ملے۔ پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: عراق۔ ان کے ہمراہ خطوط کے طومار تھے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: ان کے پاس نہ تشریف لے جائیں۔ حضرت امام حسین نے کہا: یہ ان کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے کہا: رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ دنیا اور آخرت میں اختیار دیا آپ نے آخرت کو پسند کیا۔ آپ حضور اکرم ﷺ کے پارۂ جگر ہیں۔ بخدا! کوئی اسے تم سے دور نہیں کر سکتا۔ صرف اس چیز کے لیے اسے تم سے دور کیا جا سکتا ہے جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ واپس لوٹ چلیں، مگر آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا: یہ ان کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں گلے لگایا اور کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے عرض کی تھی وہ تو واقع ہو چکی تھی کیونکہ خلافت اب ملوکیت بن چکی تھی۔ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو ملوکیت اور دنیا سے بچا لیا تھا۔

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سفر کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی: اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ مجھ پر اور آپ پر عیب لگایا جائے گا تو میں اپنے ہاتھ سے آپ کا سرِ اقدس پکڑ لیتا۔ آپ نے فرمایا: فلاں فلاں جگہ میرا شہید ہو جانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں مکہ مکرمہ کی حرمت کو حلال کروں۔ اس سے میرے نفس کو تسلی ہوتی ہے۔

بشر بن غالب نے کہا کہ حضرت ابن زبیر نے حضرت امام حسین سے عرض کی: آپ

Marfat.com

اس قوم کے پاس جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد گرامی کو شہید کیا۔ بھائی کو طعن کیا۔ انہوں نے فرمایا: میرا فلاں فلاں جگہ شہید ہو جانا مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں حرم کعبہ کو حلال کروں۔

۱۴۔ شہادت گاہ میں کرامات

ملا عمر نے بنو کلب کے ایک شخص سے روایت کیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند کہا: پانی پلاؤ۔ انہیں ایک شخص نے تیر مارا جوان کے لبوں پر لگا۔ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ تجھے سیراب نہ کرے۔ وہ شخص اتنا پیاسا ہوا کہ اس نے خود کو فرات میں گرا لیا۔ اتنا پانی پیا کہ وہ مر گیا۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عباس بن ہشام سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک شخص کو زرعہ کہا جاتا تھا۔ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھا۔ اس نے آپ پر تیر مارا جو آپ کے حلق پر لگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پانی مانگا اس نے تیر پھینکا۔ آپ کے اور پانی کے مابین حائل ہو گیا۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے پیاسا رکھ۔ مجھے اس شخص نے بتایا جو اس کی موت کے وقت وہاں تھا کہ وہ اپنے پیٹ کی پیاس کی وجہ سے چلا رہا تھا۔ وہاں گرمی تھی کمرے میں سردی تھی۔ اس کے سامنے پنکھے اور برف تھی۔ ان کے پیچھے چولہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ مجھے پلاؤ۔ مجھے پیاس نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے پاس شہد لایا جاتا اس میں ستو ہوتے۔ پانی اور دودھ لایا جاتا۔ اگر اسے پانچ افراد پی لیتے وہ انہیں کافی ہو جاتا وہ اسے پیتا اس کی پیاس لوٹ آتی۔ وہ کہتا: مجھے پلاؤ۔ مجھے پیاس نے برباد کر دیا ہے۔ اس کا پیٹ اس طرح پھٹ گیا جیسے اونٹ پھٹتا ہے۔ امام بغوی نے علقمہ بن وائل یا وائل بن علقمہ سے روایت کیا ہے۔ یہ وہاں تھے۔ انہوں نے کہا: ایک شخص اٹھا۔ اس نے پوچھا: کیا تم میں حسین ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: آگ کی بشارت ہو۔ آپ نے کہا: رب رحیم اور شفیع مطاع کی قسم! تمہیں بشارت ہو۔ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں جویرہ ہوں۔ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! اسے آگ کی طرف لے جا۔ بخدا! اس کی سواری اسے لے کر

Marfat.com

بھاگ نکلی۔ اس کی ٹانگ رکاب میں پھنس گئی۔ بخدا! اس کی صرف ٹانگ بچی۔

ابو معشر نے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل جب ابن زیاد کے پاس گیا۔ اس نے قتل کی کیفیت بیان کی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا کیونکہ اس نے آپ سے گستاخی کرتے ہوئے کہا تھا: آپ کا چہرہ سیاہ ہو جائے۔ ملا عمر نے حضرت سفیان سے اور انہوں نے اپنی دادی جان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دو ایسے افراد دیکھے جو شہادت حسین کے وقت وہاں موجود تھے۔ ایک کا ذکر لمبا ہو گیا وہ اسے لپیٹتا تھا۔ دوسرا مشکیزے کی طرف جاتا وہ اسے پی کر بھی سیراب نہ ہوتا تھا۔

سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم میں سے دو افراد نے حضرت امام حسین کی شہادت میں شرکت کی۔ ایک کو پیاس میں مبتلاء کر دیا گیا۔ اگر وہ مشکیزہ پی لیتا وہ سیراب نہ ہوتا تھا۔ دوسرے کا ذکر لمبا ہو گیا جب وہ گھوڑے پر سوار ہوتا وہ اس کی گردن کے ارد گرد لپیٹ لیتا تھا۔ ان کی دادی جان نے بیان کیا ہے کہ قاتلین حسین میں سے ایک شخص ورس (ایک خاص قسم کی گھاس جسے رنگائی میں کام لایا جاتا ہے) اٹھائے ہوئے تھا۔ اس کا ورس راکھ بن گیا۔

امام احمد نے المناقب میں ابو رجاء سے روایت کیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے: نہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور نہ ہی اہل بیت کو برے الفاظ سے یاد کیا کرو۔ بنو ہجیم کا ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا۔ وہ کوفہ سے آیا تھا۔ اس نے کہا: کیا تم اس فاسق بن فاسق کو نہیں دیکھتے؟ رب تعالیٰ اسے قتل کرے، یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ۔ رب تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں دو شرارے پھینکے۔ اس کی نظر ختم ہو گئی۔ منصور بن عمار نے ابو قبیل سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور امام حسین شہید ہو گئے۔ ان کا سر اقدس یزید کے پاس بھیجا گیا۔ قافلہ والے پہلے مرحلہ پر اترے۔ وہ شراب پینے لگے وہ سر اقدس کو کھرچنے لگے۔ باغ سے لوہے کا قلم نکلا۔ اس نے خون سے یہ سطر لکھ دی:

اترجو امة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب

Marfat.com

ترجمہ: کیا وہ امت جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اُن کے جد امجد کی شفاعت کی روزِ جزاء کو امید رکھتی ہے؟

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ جہاد کے لیے روم کے شہروں کی طرف گیا۔ انہوں نے ان کے کنیسا میں یہ شعر لکھا ہوا دیکھا۔ انہوں نے پوچھا: اسے کس نے لکھا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے تین سو سال پہلے یہاں لکھا گیا تھا۔ ابو نعیم نے الدلائل میں نضر یہ ازدیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: جب حضرت امام حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون کی بارش نازل ہوئی۔ ہمارے چہرے اور اعضاء خون آلود ہو گئے۔ امام بغوی نے مروان مولی ہند بنت مہلب سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: مجھے ایوب بن عبید اللہ بن زیاد نے بیان کیا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لایا گیا تو میں نے دار الامارہ سے خون بہتا ہوا دیکھا۔ حضرت جعفر بن سلیمان سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو مجھے میری خالہ حضرت ام سلمہ نے بیان کیا کہ اس وقت گھروں اور دیواروں پر خون کی بارش ہوئی۔ یہ بارش خراسان، شام اور کوفہ میں ہوئی تھی۔

سدی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت امام حسین شہید ہوئے تو ہم پر خون کی بارش ہوئی۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو شام میں جس پتھر کو اٹھایا جاتا نیچے سے خون نکلتا۔ امام ترمذی نے عمارہ بن عمیر سے صحیح روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا: جب سر حسین رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ کے پاس لایا گیا اسے مسجد کے صحن میں رکھا گیا۔ میں ان کی طرف گیا۔ انہوں نے کہا: وہ آ گیا۔ وہ آ گیا۔ اچانک ایک سانپ آیا۔ وہ لوگوں کے سروں کو روندتا ہوا آیا۔ عبید اللہ اور اس کے ساتھیوں کے نتھنوں میں داخل ہو گیا۔ وہیں کچھ دیر ٹھہرا رہا پھر غائب ہو گیا دو یا تین دفعہ اسی طرح ہوا۔

۱۵۔ آپ کے بدلے میں کتنے افراد قتل ہوئے

عمر الملا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خون

Marfat.com

کے بدلے میں ستر ہزار افراد قتل ہوئے اور وہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے ستر ہزار ستر ہزار افراد قتل کرائے گا۔

۱۶-اولاد پاک

ابن جوزی نے یہ اولاد پاک ذکر کی ہے: علی الاکبر، علی الاصغر۔ (یعنی زین العابدین سے آپ کی نسل چلی) جعفر، فاطمہ، عبدالملک، سکینہ، محمد رضی اللہ عنہم۔ بلاذری نے جعفر کو ساقط کیا ہے محب الطبری نے ذخائر میں لکھا ہے کہ آپ کے ہاں چھ بچے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ علی ابوبکر یہ کربلا میں شہید ہو گئے تھے، علی زین العابدین، علی الاصغر، محمد، عبداللہ، یہ بھی آپ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے جعفر، سکینہ، فاطمہ رضی اللہ عنہم محب الطبری نے علی اصغر کو زین العابدین بنایا ہے۔ یہ درست نہیں۔

تنبیہ

انساب بلاذری کے میرے نسخے میں، یہ صحیح نسخہ ہے۔ اس کا کئی بار مقابلہ کیا گیا ہے کہ المدائنی نے لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے: حسین، باقر، عباس، عثمان، محمد۔ یہ حضرت علی کی اولاد میں سے تھے۔ علی بن حسین، ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں سے تھے۔ اسی طرح ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں سے تھے۔ اسی طرح ابوبکر، عبداللہ، قاسم یہ امام حسین کی اولاد میں تھے۔ بلاشبہ یہ کاتب کی غلطی ہے۔ دراصل یہ بنو حسن تھے۔

۱۷-آپ کے کچھ اشعار

انہوں نے رب تعالیٰ پر اعتماد اور خلق میں طمع کرتے ہوئے لکھا:

لا تخضعن لمخلوق علی طمع فان ذلك وهن ذلك فی الدین

او سترزق الله مما فی خزائنه فان ذلك بين الكاف و النون

ترجمہ: مخلوق کی طرف طمع کرتے ہوئے نہ جھکو یہ دین میں کمزوری ہے۔ رب تعالیٰ سے وہ رزق طلب کرو جو اس کے خزانوں میں ہے یہ کاف اور نون کے مابین ہے۔

Marfat.com

چچے، پھوپھیاں اور
ماموں اور ان کی اولاد

Marfat.com

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں اور پھوپھیوں کا اجمالاً تذکرہ

حضرت عبد المطلب کی اولاد کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد تیرہ ہے۔ ایک قول کے مطابق بارہ ہے۔ ایک قول کے مطابق نو ہے۔ جس نے تیرہ کا قول کیا ہے اس نے ان کے نام یہ بتائے ہیں: حارث، ابو طالب، زبیر، عبد الکعبہ، حمزہ، عباس، مقوم، حجل (ان کا نام مغیرہ ہے) ضرار، قثم، ابولہب، الغیداق اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔ (جس نے ان کی تعداد بارہ بیان کی ہے انہوں نے عبد الکعبہ کو ساقط کر دیا ہے انہوں نے اسے مقوم ہی شمار کیا ہے۔ اس نے حجل اور غیداق کو ایک ہی شمار کیا ہے۔ جس نے یہ تعداد نو لکھی ہے اس نے قثم کو ساقط کر دیا ہے۔ اس نے آپ کے والد محترم کا بھی تذکرہ نہیں کیا۔ ابن اسحاق اور ابن قتیبہ نے ان کے علاوہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ حافظ عبد الغنی نے ان کی تعداد گیارہ بتائی ہے۔ انہوں نے آپ کے والد گرامی کا بھی تذکرہ کیا ہے حارث ان کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ چشمہ زمزم کی کھدائی کے وقت یہی ان کے ساتھ تھے۔ یہ اپنے باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے انہوں نے اسلام کو نہیں پایا تھا۔ ان کی والدہ صفیہ بنت جندب بنو ہاشم کی خواتین میں سے تھیں۔ قثم، قاثم سے معدول ہے۔ اس کا معنی عطا کرنے والا ہے۔

علامہ بلاذری نے لکھا ہے: یہ بچپن میں ہی مر گئے تھے۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے اسلام نہ پایا تھا۔ ابن زبیر نے اسی طرح ذکر کیا ہے عبد الغنی نے اسی کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن کلبی نے لکھا ہے عباس اور زبیر جڑواں تھے، بعض نے زُبیر پڑھا ہے بلاذری کے ایک نسخہ میں جسے میں نے اصول صحیحہ پر تین بار پڑھا ہے اس میں یہ زبیر ہے۔ اس سے میں خوش ہو گیا ابن ماکولا نے لکھا ہے کہ مؤرخین نے اس کے تتمہ میں اس کا تذکرہ نہیں کیا شیخ الاسلام نے وسعت علمی کے باوجود اس کا تذکرہ التبصیر میں نہیں کیا۔ الحمد للہ! ان کی کنیت ابو

Marfat.com

الحارث تھی۔ یہ قریش کے فیصلے کرنے والوں میں سے ایک تھے یہ حضرت عبداللہ سے بڑے تھے۔ ابوطالب سے بھی بڑے تھے یہ نغز گو شاعر تھے۔ یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے رئیس تھے اور حرب الفجار میں فیصلے کرتے تھے۔ صاحب نظر و فکر تھے انہوں نے اسلام کو نہ پایا تھا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو یعلی یا ابو عمارہ تھی۔ یہ دونوں ان کے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا۔ یہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ حضرت حمزہ آپ سے چار سال بڑے تھے۔ حاکم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ امتاع میں اس پر دو اشکال وارد کیے گئے۔

ا۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرات حمزہ اور عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ آپ نے بھی ان کے ساتھ ہی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔ صحیح مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ قریش میں دلچسپی لے رہے ہیں مگر ہمیں چھوڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نور نظر! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے حلال نہیں ہیں۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی نور نظر ہیں۔ اس میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حمزہ جب حضور اکرم ﷺ سے چار سال بڑے تھے تو پھر یہ کیسے صحیح ہے کہ ثویبہ نے ان دونوں کو اکٹھا دودھ پلایا۔ یہ حدیث صحیح ہے یہ کسی اور پر مقدم ہے الا یہ کہ اس نے ان کو علیحدہ علیحدہ اوقات میں دودھ پلایا ہو۔ بلاذری کا قول اسی کی تائید کرتا ہے۔ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ اس نے کئی ایام تک آپ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد آپ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ افروز ہو گئے تھے۔ ان کے اس لخت جگر کے ساتھ دودھ پیا جس کا نام مسروح تھا۔ انہوں نے اس سے قبل حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت ابوسلمہ کو دودھ پلایا ہو۔ اس سے یہ اشکال حل ہو جاتا ہے۔

۲۔ مشہور ہے کہ جناب عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر رب تعالیٰ نے انہیں بیٹے عطا کیے تو وہ ان میں سے ایک کو خانہ کعبہ کے پاس ذبح کریں گے، لیکن یہ اشکال اس

Marfat.com

سے دور ہو جاتا ہے جو بلاذری نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے محمد بن عمر اسلمیؒ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے پوچھا کہ جناب عبدالمطلب نے چشمہ زمزم کب کھودا تھا؟ انہوں نے کہا: اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ میں نے پوچھا: انہوں نے اپنا لخت جگر کب ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: اس سے تیس سال بعد۔ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! حضرت حمزہ کی ولادت سے بھی قبل۔ حضرت حمزہ کے سر پر غزوہ احد میں شہادت کا تاج سجایا گیا تھا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۴ رسال تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔ ان کے دس بیٹے تھے سب کو صحابیت کا شرف ملا۔ تین بیٹیاں تھیں۔ حضرت فضل سب سے بڑے تھے۔ انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ یہی حبر تھے۔ عبیداللہ یہ سخی تھے۔ قثم، معبد، ام حبیب ان کی والدہ ایک تھیں۔ عبدالرحمٰن، کثیر، تمام، ان کی والدہ رومیہ تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ ہم نے کسی کے فرزندوں کی قبریں اتنی دور نہیں دیکھی جتنی دور ام فضل رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کی تھیں۔ ام فضل کا نام لبابہ بنت حارث الکبریٰ تھا۔ حضرت فضل شام میں یرموک کے مقام پر واصل باللہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ کا وصال طائف میں ہوا۔ عبیداللہ کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ قثم کی قبر سمرقند میں ہے۔ معبد کی قبر افریقہ میں ہے۔ حضرت عباس بنو ہاشم میں سے باثروت تھے۔ بنو ہاشم کے عریاں کو وہ لباس دیتے تھے۔ ان کے بھوکوں کے لیے انہوں نے ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ ان کے جاہلوں کے لیے پیغام بیداری تھے۔ وہ پڑوسی کو روکتے تھے مال خرچ کرتے تھے۔ مصائب میں عطا کرتے تھے جاہلیت میں ابوسفیان ان کا دوست تھا۔ حضرت عباس آپ ﷺ کے ہمراہ عقبہ میں تھے تاکہ انصار کے ساتھ معاہدہ کریں۔ اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا، پھر اسلام لے آئے تھے۔ ان کے قبول اسلام کے وقت میں اختلاف ہے روایت ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر سے قبل اسلام قبول کیا تھا لیکن وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے۔ دوسرے قول کے مطابق واقعہ خیبر کے بعد اسلام قبول کیا

Marfat.com

تھا۔ فتح مکہ میں آپ کے ساتھ تھے۔ حنین اور طائف میں بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ یوم حنین میں آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔

ابوطالب، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جڑواں بھائی تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے جد امجد کے بعد آپ کی انہوں نے ہی کفالت کی تھی۔ انہوں نے آپ کی نصرت کی تھی۔ وہ آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے لیکن عار کی وجہ سے یہ دین قبول نہ کیا۔ رب تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔ انہوں نے نبوت کے دسویں سال نصف شوال کو انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر اسی سال سے زائد تھی۔ یا اس سے بھی زائد تھی۔ ان کے ہاں چار بچے اور دو بچیاں پیدا ہوئیں۔ طالب، یہ حالت کفر میں مرا تھا۔ یہ ان کی اولاد میں سے سب سے بڑا تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ حضرات علی، جعفر اور عقیل رضی اللہ عنہم۔ حضرت ام ہانی، ان کی کنیت ان کے بیٹے پر تھی۔ ان کا نام فاختہ تھا۔ یا عاتکہ تھا اور جمانہ۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان سب سے چھوٹے تھے۔ حضرت جعفر ان سے دس سال بڑے تھے۔ حضرت عقیل ان سے دس سال بڑے تھے۔ طالب ان سے دس سال بڑا تھا۔

ابولہب اس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ اس کے مرنے کا واقعہ غزوہ بدر کے آخر میں گذر چکا ہے۔ اس کی اولاد میں سے عتبہ اور معتب تھے۔ یہ یوم حنین کو آپ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ حضرت معتب کی آنکھ پر زخم آیا۔ فتح مکہ کے روز انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آخری لڑکا عتیبہ تھا۔ یہ حالت کفر میں مرا تھا۔ اس پر رب تعالیٰ نے شیر کو مسلط فرما دیا تھا۔ عبدالکعبہ۔ اس نے اسلام نہ پایا تھا۔ بلاذری نے درج صغیر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی اولاد نہ تھی یہ حضرت عبداللہ کا سگا بھائی تھا۔ حجل۔ اس کا نام مغیرہ تھا۔ یا مصعب یا عمیر تھا۔ ضرار۔ یہ ان دنوں میں مرا تھا جب آپ پر وحی کا نزول ہوا تھا۔ یہ جمال اور سخاوت میں سارے قریش سے بڑھ کر تھے۔ ان کی نسل نہیں چلی۔ یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے۔ الغیداق۔ یہ ان کا لقب تھا۔ انہیں سخاوت کی وجہ سے الغیداق کہا جاتا تھا۔ یہ مال و دولت میں سارے قریش سے بڑھ کر تھے۔ ابن سعد نے ان کا نام مصعب لکھا ہے۔ دمیاطی نے نوفل لکھا ہے ان کی

Marfat.com

ماں ممنعہ بنت عمرو تھی۔ المقوم۔ اس کی کنیت ابو بکر تھی، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

المدد ضرارًا ان عددت فزائدا — و اللیث حمزۃ و اعدد العباسا
و اعدد زبیرا والمقوم بعدہ — و الصمت حجلا و الفتی الرآسا
و ابا عبیدہ فاعددنہ ثامنا — و القرم عبدا مناف العباسا
و الغرم عبدا ما یعد حجاجا — سادوا علی رغم العدو الناسا
و الحارث الفیاض ولیّ ماجدا — ایام نازعہ الھمام لکاسا
ما للانام عمومہ کعمومتی — انّی و ھم خیر الاناس اناسا

ترجمہ: تم ضرار کو شمار کر لو اگر شمار کرنا چاہو۔ پس زائد، لیث اور حضرت حمزہ ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی شمار کر لو۔ حضرت زبیر کو بھی شامل کر لو ان کے بعد مقوم کو بھی۔ خاموش تحمل بھی ہیں اور نوجوان الرّاس اور ابو عبید ہیں۔ انہیں آٹھواں شمار کر لو۔ عبد مناف کے سردار عباس ہیں۔ العرم کے شمار سے بھی انکار نہیں کیا جائے گا وہ دشمن کے نہ چاہتے ہوئے بھی سردار بن گئے۔ حارث فیاض بھی ہیں جو بزرگی کے والی بنے اس وقت ہمام نے ان کے ساتھ نزاع کیا وہ سر کے بل گر پڑا لوگوں میں سے کس کے چچا میرے چچاؤں کی طرح ہیں کیسے ہو سکتا ہے وہ انسان ہونے میں سارے لوگوں سے بہترین ہیں۔

عاتکہ یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھی۔ ابو عبداللہ نے لکھا ہے بقول اکثر علماء کے، اس نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ ابن فتحون نے الاستیعاب کے تتمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان کے اس شعر سے ان کے اسلام پر استدلال کیا ہے۔ جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی تعریف میں کہا تھا۔ آپ کے وصفِ نبوت کی تعریف کی تھی۔ دار قطنی نے لکھا ہے: یہ اشعار کہتی تھیں جن میں آپ کی تصدیق کرتی تھیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وہ مشہور خواب انہوں نے ہی دیکھا تھا۔ یہ ابو امیہ بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عبداللہ اور زہیر پیدا ہوئے۔ یہ تمام

Marfat.com

ابو جہل کے چچا زاد اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ یہ ان کے باپ کی طرف سے بھائی تھے۔ حضرت عبداللہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اسلام لانے سے قبل انہیں اسلام سے شدید عداوت تھی۔ انہوں نے ہی کہا تھا:

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿٩٠﴾ (بنی اسرائیل، ۹۰)

ترجمہ: ہم آپ کے لیے ایمان نہ لائیں گے حتیٰ کہ آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ رواں فرمادیں۔

یہ ہجرت کرنے کے لیے نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فتح مکہ کے لیے آرہے تھے۔ انہوں نے سقیا اور فرع کے مابین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا، حتیٰ کہ یہ اپنی بہن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے، اور سفارش کے لیے عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی سفارش کو قبول کر لیا۔ انہوں نے اپنا اسلام بہت عمدہ کیا۔ فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں شرکت کی۔ طائف کے دن انہیں تیر لگا جو شہادت کا سبب بنا۔ زہیر بن امیہ اور امیمہ کے اسلام میں اختلاف ہے ابن اسحاق نے اس کی نفی کی ہے ابن سعد کے علاوہ کسی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا انہوں نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خیبر کی چالیس وسق کھجوریں دی تھیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ وہ جحش بن رئاب کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عبداللہ، عبیداللہ، ابو احمد، زینب اور حمنہ پیدا ہوئیں۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تھا تینوں بیٹوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی لیکن عبیداللہ وہاں نصرانی بن گیا اس کی زوجہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا اس سے جدا ہو گئیں۔

ان کی تمام بیٹیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ بیضاء بہت زیادہ پاکدامن تھیں۔ ناقابل بیان حد تک عمدہ خاتون تھیں یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جڑواں تھیں۔ ام حکیم یہ کریز بن ربیعہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں عامر پیدا ہوئے کچھ بیٹیوں کی نہ تو تعداد کا تذکرہ کیا گیا ہے نہ ہی ناموں کا اور نہ ہی ان کے اسلام کا۔ حضرت عامر نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کر لیا تھا۔

Marfat.com

یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ یہ اس عبداللہ کے والد ہیں جنہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عراق اور خراسان کا والی بنایا تھا اس وقت ان کی عمر چوبیس برس تھی۔

برہ: یہ ابی رہم بن عبدالعزیٰ کی زوجیت میں تھیں بعد میں ان کا نکاح عبداللہ بن ہلال مخزومی سے ہوا ان کے ہاں وہ حضرت ابو سلمہ پیدا ہوئے جن کے ہاں حضرت ام سلمہ تھیں پھر انہیں حضور اکرم ﷺ کے حبالہ عقد میں آنے کا شرف ملا۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ پہلے اسلم پھر ابورہم کی زوجیت میں آئیں۔ حضرت ابو سلمہ نے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے دو ہجرتیں کی تھیں۔ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی غزوہ احد میں زخم آیا جو پہلے مندمل ہو گیا تھا پھر وہ پھٹ گیا اور اس سے ان کا وصال ہو گیا۔ ان کے بعد آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح فرمایا۔

صفیہ: یہ حضرت زبیر بن عوام کی والدہ ماجدہ تھیں۔ یہ حضرت حمزہ کی سگی بہن تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اپنے نور نظر حضرت زبیر کے ہمراہ ہجرت بھی کی آپ سے روایت بھی کی غزوہ خندق میں شرکت بھی کی۔ ایک یہودی کو واصل جہنم بھی کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا حصہ بھی نکالا۔ یہ جاہلیت میں حارث بن حرب کی زوجیت میں تھیں۔ وہ مر گیا تو حضرت ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد کی زوجیت میں آ گئیں۔ ان کے ہاں حضرت زبیر، حضرت سائب اور عبدالکعبہ پیدا ہوئے۔ حضرت زبیر اور حضرت سائب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت زبیر جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت صفیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں وصال کیا تھا۔ اس وقت ۲۰ھ تھی۔ عمر مبارک ۷۳ سال تھی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

جمانہ، اروی: ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ کی پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ نے ہی اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت اروی کی داستان سے ان کا تعاقب کیا گیا ہے۔ عقیلی نے انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے۔ محمد بن عمر نے ان کے اسلام کا قصہ لکھا ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت اروی نے اسلام قبول کیا تھا اور ہجرت بھی کی تھی۔ زاد المعاد میں ہے کہ بعض نے

Marfat.com

ان کے اسلام کو صحیح کہا ہے۔ ابن سعد نے ان کے وہ اشعار بھی رقم کئے ہیں جو انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت کہے تھے۔ وہ عمدہ اشعار یہ ہیں۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا
علی حدث بنا برّا و تك جافیا

ترجمہ: یارسول اللہ! ﷺ آپ ہماری امید تھے آپ ہمارے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے آپ ہم سے اعراض نہیں کرتے تھے۔

افاطم صلی رب محمد
علی حدث امسی یثرب ثاویا

ترجمہ: اے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کا رب تعالیٰ اس قبر انور پر درود شریف بھیجے جس میں آپ وقت شام جلوہ افروز ہو گئے۔

ابا حسن فارقته و ترکته
سبك بحزن آخر الدھر شا حبا

ترجمہ: اے ابوالحسن! رضی اللہ عنہ تم آپ ﷺ سے جدا کئے گئے اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیا آخر زمان آپ ﷺ پر غم کی وجہ سے زار زار روؤ۔

فدی لرسول ما امی و خالتی
و عمی و نفسی قصرۃ ثم خالیا

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ پر میری ماں اور خالہ، میرا چچا، میرا نفس، چچازاد بھائی اور میرا ماموں فدا ہو۔

صبرت و بلغت الرسالۃ صادقا
و قمت صلیب الدین ابلج صافیا

ترجمہ: آپ نے صبر کیا رب تعالیٰ کا پیغام احسن انداز میں پہنچا دیا۔ دین کے ستون کو سیدھا کیا۔ وہ مکمل صاف اور شفاف ہو گیا۔

Marfat.com

فلو ان رب الناس ابقاك بيننا
سعدنا ولكن امرنا كان ماضيا

ترجمہ: اگر لوگوں کا رب تعالیٰ آپ ﷺ کو ہم میں باقی رکھتا تو ہم سعادت مند ہوتے لیکن ہمارا امر تو طے ہو چکا ہے۔

عليك من ما السلام تحية
وادخلت جنات من العدن راضيا

ترجمہ: آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اور تحیہ۔ آپ کو جنات عدن میں اس طرح داخل کر دیا گیا کہ رضا کا تاج آپ ﷺ کے سر پر تھا۔

كنت بنا رؤفا رحيما بيننا
لبيك عليك اليوم من كان باكيا

ترجمہ: آپ ﷺ ہم پر رؤف اور رحیم تھے رونے والے کو آج آپ پر رو لینا چاہیے۔

لعمرك ما ابكي النبي لموته
ولكن لهترج كان بعدك آيتا

ترجمہ: تمہاری حیاتی کی قسم! میں آپ پر آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے نہیں رو رہی بلکہ اس مصیبت کی وجہ سے جو آپ ﷺ کے بعد آنے والی ہے

كان على قلبي لذكر محمد
وما حفت من بعد النبي المكاويا

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کے ذکر پاک کی وجہ سے میرے دل پر داغ ہیں آپ ﷺ کے بعد مجھے کوئی خدشہ نہیں ہے۔

انہوں نے ہی واقعہ بدر سے پہلے خواب دیکھا تھا اسے طبرانی نے حسن سند کے ساتھ مصعب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے یہ عمر بن قصی کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں طیب پیدا ہوئے بعد میں ان سے نکاح کلدہ بن عبد مناف نے کر لیا طبب نے اسلام قبول کر لیا

Marfat.com

تھا۔ یہی اپنی والدہ کے اسلام لانے کا سبب بنے تھے۔ ابن عمر نے لکھا ہے کہ حضرت طیب نے دار ارقم میں اسلام قبول کر لیا تھا، پھر والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کہا: میں نے محمد عربی ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا: بخدا! یہ حق ہے کہ تم اپنے ماموں کے بیٹے کا بوجھ اٹھانے لگے ہو۔ بخدا! اگر ہم لوگوں کی طرح طاقتور ہوتے تو ان سے لوگوں کو دور کرتے۔ ان کا دفاع کرتے۔ حضرت طلیب ؓ نے کہا: تم ایمان کیوں نہیں لاتیں اور آپ ﷺ کی اتباع کیوں نہیں کر لیتیں۔ تمہارے بھائی حضرت حمزہ نے اسلام قبول کر لیا ہے انہوں نے کہا: میں دیکھوں گی کہ میری بہنیں کیا کرتی ہیں پھر میں ان میں سے ایک بن جاؤں گی۔ میں نے عرض کی: میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ آپ ﷺ کو سلام کرو۔ آپ ﷺ کی تصدیق کرو لا الہ الا اللہ کی گواہی دو۔ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں محمد عربی ﷺ اس کے رسول ہیں، پھر یہ اپنی زبان سے آپ ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں۔ لوگوں کو آپ ﷺ کی نصرت اور آپ ﷺ کے معاملہ پر ابھارتی تھیں۔ حضرت طلیب ؓ نے پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی ان کی اولاد نہ تھی اجنادین یا یرموک کی جنگ میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔ جناب عبدالمطلب کے بیٹوں اور بیٹیوں کی مائیں مختلف تھیں۔ حضرت حمزہ، مقوم، حجل، صفیہ اور عوام کی والدہ ہالہ بنت وھیب تھیں۔ حضرت عباس، ضرار، قثم نتلہ بنت جناب سے تھے۔ یہ پہلی عربیہ خاتون تھیں جنہوں نے سب سے پہلے بیت اللہ کو دیباج اور مختلف کپڑوں سے بنا ہوا غلاف چڑھایا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عباس گم ہو گئے۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر وہ مل گئے تو وہ بیت اللہ کو غلاف چڑھائیں گی۔ وہ مل گئے تو انہوں نے غلاف چڑھایا۔ حارث، اروی اور قثم صفیہ بنت جندب سے تھے۔ ابولہب لبنیٰ بنت ھاجر سے تھا۔ حضرت عبداللہ، ابو طالب، زبیر، عبدالکعبہ، عاتکہ، برہ اور بیضاء فاطمہ بنت عمرو سے تھے۔ الغیداق ممنعہ بنت عمرو سے تھے۔ بیٹوں میں سے صرف چار کی نسل چلی۔ حارث،

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ، ابوطالب اور ابولہب۔ چار کے علاوہ اسلام کو کسی نے نہ پایا۔ وہ ابوطالب، ابولہب، حمزہ اور عباس ہیں پھوپھیوں میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بلاشک وشبہ اسلام قبول کرلیا تھا جب کہ عاتکہ اور اروی کے متعلق اختلاف ہے۔ عقیلی نے ان کے اسلام کا تذکرہ کیا ہے اور انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے۔ دارقطنی نے عاتکہ کا بھائی اور بہنوں میں ذکر کیا لیکن اروی کا ذکر نہ کیا۔ چچاؤں کی اولاد کل تعداد پچیس تھی۔ صرف دو نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ طالب اور عتیبہ نے۔ باقیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ انہیں صحابی ہونے کا بھی شرف ملا۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔ ابوطالب کے چار بیٹے تھے۔ طالب حالت کفر میں مرا۔ جب کہ حضرت عقیل، جعفر اور علی رضی اللہ عنہم کو اسلام لانے کی سعادت ملی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے دس فرزند تھے۔ فضل، عبداللہ، عبیداللہ، قثم، عبدالرحمٰن معبد کثیر اور تمام رضی اللہ عنہم ایک ماں سے تھے جب کہ حارث کی والدہ ھذیلہ تھیں۔ آمنہ، ام کلثوم اور صفیہ دیگر زوجہ کے تھے۔ ہشام نے الکلبی میں صبیح اور شہر کا اضافہ کیا ہے لیکن ان کی اتباع کسی نے نہیں کی۔ ابراہیم مزنی نے لبابہ، آمنہ، معقل، عون، ام حبیب کا اضافہ کیا ہے۔ ان کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث تھیں۔ حارث کی اولاد پانچ افراد پر مشتمل تھی۔ ابوسفیان، نوفل، ربیعہ، مغیرہ اور عبدشمس زبیر کی اولاد بھی تین افراد پر مشتمل تھی۔ عبداللہ، ضباعہ اور ام الحکم حضرت عبداللہ نے غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ شرکت کی۔ یہ مشہور شہ سوار تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنا چچازاد اور محبوب فرماتے تھے۔ یا ابن ابی اور جبی فرماتے تھے ابوعمرو نے لکھا ہے کہ مجھے ان کی کوئی روایت یاد نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی۔ اجنادین کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ انہوں نے جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے تھے ان کی اولاد نہ تھی۔ حضرت حمزہ کے دو فرزند تھے: عمارہ، یعلی۔ مصعب نے لکھا ہے کہ اس کے ہاں پانچ فرزند ہوئے لیکن ان کی اولاد نہ چلی۔ زبیر بن بکار نے لکھا ہے کہ یعلی سے اولاد چلی تھی۔ ان کے ہاں پانچ فرزند ہوئے مگر آگے نسل نہ چلی ابولہب کے تین فرزند تھے عتبہ، معتب اور عتیبہ۔ عتیبہ حالت کفر میں مرا تھا۔

دس بیٹیاں تھیں۔ جناب ابوطالب کی دو بیٹیاں تھیں۔ ام ہانی اور جمانہ۔ حضرت عباس

Marfat.com

ؓ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ام حبیبہ، صفیہ اور امیمہ۔ حارث کی ایک بیٹی تھی اروی۔ زبیر کی دو بیٹیاں تھیں ضباعہ اور ام ہانی۔ حضرت زبیر کی والدہ حضرت صفیہ تھیں۔ ان کا تذکرہ صاحب عیون نے کیا ہے۔ انہیں صحابیات میں شمار کیا ہے ابولہب کی تین بیٹیاں تھیں ذرہ، خالدہ اور عزہ۔ حضرت حمزہ ؓ کی ایک بیٹی امامہ تھیں یا انہیں امتہ اللہ کہا جاتا تھا امام واقدی نے انہیں عمارۃ لکھا ہے۔

خطیب نے لکھا ہے کہ اس قول میں واقدی منفرد ہیں۔ عمارہ ان کے باپ کی بیٹی تھیں عیون میں ہے کہ حضرت حمزہ ؓ کی ایک اور بھی بیٹی تھیں ام الفضل کہا جاتا تھا ایک بیٹی فاطمہ تھی بعض لوگ انہیں ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ یہی فاطمہ ان فواطم میں سے ایک ہے جن کے متعلق آپ نے حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ کو استبرق کا حلہ پیش کیا گیا تھا کہ انہیں فواطم کے لئے دوپٹے بنادو۔ انہوں نے اسے چار حصوں میں منقسم کیا تھا۔

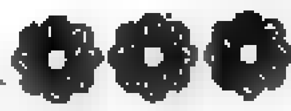
ایک حضرت فاطمہ بنت اسد کے لیے، ایک سیدہ خاتون جنت ؓ کے لئے، ایک فاطمہ بنت حمزہ کے لئے۔ ایک فاطمہ بنت عتبہ کے لئے ؓ۔

پھوپھیوں کی اولاد گیارہ مردوں اور تین عورتوں پر مشتمل ہے مردوں میں سے عامر بن بیضاء بن کریز ہیں۔ عبداللہ اور زبیر یہ عاتکہ کے فرزند تھے۔ عبداللہ، عبیداللہ، ابوامیہ اور طلیب اروی سے تھے۔ زبیر، سائب اور عبدالکعبہ حضرت صفیہ سے تھے عبداللہ بن جحش کے علاوہ سب نے اسلام قبول کیا اور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے عورتوں میں زینب، حمنہ اور ام حبیبہ امیہ بن جحش کی بیٹیاں تھیں لیکن ام حکیم کی بیٹیوں کی تعداد، نام اور اسلام کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ اسود بن عبدیغوث بن وہب آپ کا ماموں تھا۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ یہ آپ کا ماموں تھا یہ مستہزئین میں سے تھا عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے اسود کو گردن سے پکڑا اس کی کمر جھک گئی حتیٰ کہ وہ پھول گیا۔ آپ نے فرمایا: میرا ماموں! میرا ماموں! انہوں نے فرمایا: محمد عربی ﷺ اسے چھوڑ دیں۔

خرائطی نے محمد بن عمیر بن وہب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے ماموں

Marfat.com

تھے وہ آئے تو آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں آپ کی چادر پر بیٹھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ماموں وارث ہوتا ہے۔ ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے ماموں اسود بن وھب سے کہا: میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ رب تعالیٰ انہیں اس کو سکھلاتا ہے جس کے ساتھ اس نے بھلائی کا ارادہ کیا ہو پھر اسے بھلاتا نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو: اللھم انی ضعیف فقونی رضاك ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی و اجعل الاسلام منتھی رضائی۔ ابن مندہ نے اسود بن وھب سے روایت کیا ہے یہ آپ کے ماموں تھے آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی چیز کے بارے نہ بتاؤں جس کے ساتھ رب تعالیٰ تمہیں نفع دے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا: سود کے کئی دروازے ہیں اس کا ایک دروازہ گناہوں کے برابر ہے کم درجے کا گناہ مرد کا اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنے کے برابر ہے۔ اربی ربا یہ مرد اپنے بھائی کے سامان میں حق کے بغیر پالے۔ ابن شاہین نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ کے ماموں اسود بن وھب نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ فرمایا: ماموں! داخل ہو جاؤ۔ آپ نے ان کے لیے اپنی چادر مبارک پھیلا دی۔ خرائطی نے مکارم اخلاق میں ضعیف سند کے ساتھ محمد بن عمیر بن وھب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسود بن وھب آئے آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے چادر پھیلا دی۔ انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ کی چادر پر بیٹھ جاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ماموں باپ ہی ہوتا ہے۔



Marfat.com

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱-اسلام قبول کرنے کا وقت

انہوں نے بعثت کے دوسرے سال اسلام قبول کر لیا تھا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ انہوں نے چھٹے سال اسلام قبول کیا تھا اس وقت آپ ﷺ دارارقم میں تشریف لے گئے تھے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مارا گیا۔ جب کفار نے آپ ﷺ پر غلبہ پایا تھا۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے تین روز قبل اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے اسلام کا سبب، غزوہ احد میں بہادری اور شہادت کا ذکر خیر پہلے گزر چکا ہے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ نے آپ کے لئے جھنڈا باندھا تھا۔ اسلام کو ان کی وجہ سے تقویت ملی۔ قریش کے مظالم آپ پر کم ہو گئے۔ یہ ان کا خوف ہی تھا۔ انہیں علم تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں روک دیں گے۔ یہ آپ ﷺ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی۔ ان میں سے ہر ایک کی والدہ ماجدہ دوسرے کی ماں کی چچازاد تھیں۔

۲-آپ اسد اللہ اور اسد رسول اللہ ﷺ تھے

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ عمر بن اسحاق نے کہا: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے قتال کر رہے تھے ان کے پاس دو تلواریں تھیں وہ کہہ رہے تھے: میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا شیر ہوں۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور امام بغوی نے معجم میں روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات بابرکات کی قسم جس کے دست تصرف میں میری جان ہے ساتویں آسمان پر لکھا ہے کہ حمزہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے شیر ہیں۔ حاکم اور ابن ہشام نے محمد بن عمر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں سے روایت کیا ہے کہ حضور سیاح لامکان ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ ساتویں آسمان پر لکھا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے شیر ہیں۔

۳-آپ کے چچاؤں میں سے بہترین ہیں

ابن عساکر اور ابونعیم نے حضرت عباس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے چچاؤں میں سے بہترین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ دیلمی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بھائیوں میں سے بہترین علی اور چچاؤں میں سے بہترین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

۴-وہ سیدالشہدا ہیں

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس سے، طبرانی نے الکبیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے، خلعی نے حضرت ابن مسعود سے، دیلمی، حاکم، خطیب اور ضیاء نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: روز حشر حضرت حمزہ سید الشھداء یا خیر الشھداء ہوں گے اور وہ شخص بھی ان کے ہمراہ ہوگا جو ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا۔ اسے حکم دیا اسے روکا۔ اس نے اسے شہید کر دیا۔

۵-آپ ﷺ کی ان کے لئے جنت کی گواہی

ابن عمر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں آج رات جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں حضرت حمزہ کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ دیکھا رضی اللہ عنہم۔

۶-جو آیات ان کے متعلق اتریں

سدی نے رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حضرت حمزہ کے بارے نازل ہوئی:

Marfat.com

اَفَمَنۡ وَّعَدۡنٰهُ وَعۡدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيۡهِ (القصص:۶۱)

ترجمہ: کیا وہ شخص جس کے ساتھ ہم نے عمدہ وعدہ کیا ہو پس وہ اس کے ساتھ ملاقات کرنے والا ہو۔

سلفی نے بریدہ سے روایت کیا ہے کہ اس فرمان الٰہی کے متعلق حضرت حمزہ نے فرمایا کہ یہ میرے متعلق اترا ہے۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ (الفجر:۲۷)

ترجمہ: اے نفس مطمئنہ۔

۷-ان کی شہادت پر آپ ﷺ کا غم واندوہ

ابن جوزی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حمزہ شہید ہوئے تو آپ ان پر کھڑے ہو گئے جس عضو کو بھی دیکھتے اسے دیکھ کر آپ ﷺ کو بہت اذیت ہوتی۔

۸-ملائکہ کا غسل دینا

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور حضرت حمزہ بن راہب شہید ہوئے یہ جنبی حالت میں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے فرشتے دیکھے جو انہیں غسل دے رہے تھے۔ حاکم نے حضرت ابن عباس سے صحیح الاسناد روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا۔

۹-کفن

ابویعلی نے صحیح کے راویوں سے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: غزوۂ احد کے روز آپ ﷺ حضرت حمزہ کے پاس سے گزرے ان کا ناک کاٹا جاچکا تھا ان کا مثلہ ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے حضرت صفیہ سے خدشہ نہ ہوتا تو میں انہیں چھوڑ دیتا حتیٰ کہ روز حشر درندوں اور پرندوں کے پیٹوں سے اٹھتے۔ ایک چادر میں انہیں کفن دیا گیا

Marfat.com

جب ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر ننگا ہو جاتا۔

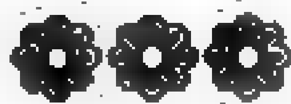
طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت حمزہ کی شہادت ہوئی تو ان پر چادر تھی۔ اس میں انہیں قبر انور میں داخل کیا گیا جب اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں عریاں ہو جاتے جب پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر عریاں ہو جاتا۔ اس کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے سر کو ڈھانپ دیا جائے اور علجان کی بوٹی کو ان کے پاؤں پر ڈال دیا گیا۔

۱۰- عمر مبارک

اس وقت ان کی عمر مبارک ۵۹ سال تھی انہیں اور ان کے بھانجے عبداللہ بن جحش کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ انہوں نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی۔

۱۱- اولاد پاک

ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ حضرت عمارہ۔ ان کی والدہ خولہ بنت قیس تھیں۔ حضرت یعلی، جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر چند سال تھی ان میں سے کسی سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ بچی کا نام امامہ تھا جیسے ابن جوزی نے ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ کا نام زینب بنت عمیس تھا۔ اس کو آغوش میں لینے کے بارے میں حضرات علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم نے اپنا دعوی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ میری چچا زاد ہیں۔ حضرت جعفر نے عرض کی: یہ میری چچا زاد ہیں اور ان کی خالہ میرے گھر میں ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہیں۔ آپ نے ان کی خالہ کے لئے ان کا فیصلہ کیا تھا۔ فرمایا تھا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ بخاری نے روایت کیا ہے کہ یہ قریش میں سے سب سے زیادہ باجمال تھیں۔



Marfat.com

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱- ولادت، نام، کنیت اور حلیہ

یہ واقعہء فیل سے تین سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو یا تین سال بڑے تھے۔ ابن ابی العاصم نے ابورزین سے، بغوی نے اپنی معجم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ وہ بہت زیادہ خوبصورت اور سفید رنگت کے تھے۔ ان کی دو نرم مینڈھیاں تھیں۔ قامت معتدل تھی دوسری روایت میں ہے کہ قد کے دراز تھے۔

ابن ابی عاصم اور ابن عمر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انصار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس وقت قمیض پہنانے کا ارادہ کیا جب غزوہء بدر میں وہ قیدی بن کر آئے تھے انہیں عبداللہ بن ابی کی قمیض ہی پوری آئی۔ وہی انہیں پہنا دی گئی جب ابن ابی مرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قمیض پہنا دی۔ اس پر اپنا لعاب دہن بھی لگایا حضرت سفیان کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ یہ حضرت عباس کی قمیض کا بدلہ تھا۔ یہ قریش میں رئیس تھے۔ مسجد حرام کو آباد کرنا انہی کے ذمہ تھا۔ وہ کسی کو اس میں گالیاں نہ نکالنے دیتے تھے۔ برے الفاظ نہ نکالنے دیتے تھے اس پر قریش کا اتفاق و اجماع تھا۔ وہ ان کی مدد کرتے تھے انہوں نے اس کو تسلیم کیا تھا۔ حضرت عباس سخی تھے۔ بہت سے لوگوں کو کھلاتے تھے۔ وہ صلہ رحمی کرتے تھے۔ عمدہ رائے رکھتے تھے۔

۲- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی شفقت

امام مسلم وغیرہ نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے

Marfat.com

روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے سب کی خیریت دریافت کی جب میرے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کی: میں محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم ہوں۔ اس وقت وہ نابینا ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنا دست شفقت میری طرف بڑھایا میرے سر پر ہاتھ رکھا۔ میری قمیض کا اوپر کا بٹن کھولا پھر نیچے والا بٹن کھولا اپنا ہاتھ میرے سینے کے درمیان رکھ دیا میں ان دنوں نوجوان تھا۔

انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے! تمہیں خوش آمدید! مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ میں نے ان سے کچھ سوالات کیے وہ اس وقت نابینا تھے۔ نماز کا وقت آ گیا وہ ایک چادر اوڑھ کر کھڑے ہو گئے جب اس کے پلو اپنے کندھے پر رکھتے تو وہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے نیچے گر جاتا ان کی بائیں طرف کھونٹی پر چادر لٹک رہی تھی انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی تو میں نے عرض کی کہ آپ ہمیں حضور اکرم ﷺ کے حج کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے اپنے دست اقدس سے نو کا اشارہ کیا پھر فرمایا: آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں نو سال تک اقامت گزیں رہے آپ ﷺ نے کوئی حج نہ کیا۔ دسویں سال لوگوں میں حج کا اعلان کیا گیا کہ آپ ﷺ حج کے لئے تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں بہت سے لوگ آ گئے وہ سب آپ ﷺ کی اتباع کرنا چاہتے تھے وہ آپ ﷺ کے عمل کی طرح عمل کرنا چاہتے تھے ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جب ہم ذوالحلیفہ پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور عرض کی۔ اب میں کیا کروں؟ آپ نے انہیں فرمایا: غسل کرو۔ کپڑے کا لنگوٹ باندھ کر احرام باندھ لو۔ آپ ﷺ نے مسجد میں نماز ادا فرمائی پھر اونٹنی مبارکہ قصواء پر سوار ہوئے حتیٰ کہ وہ بیداء پر سیدھی ہو گئی میں نے تا حد نظر اپنے سامنے دیکھا تو مجھے سوار اور پیدل لوگ نظر آئے میرے دائیں، بائیں اور پیچھے لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم تھا آپ ﷺ ہمارے سامنے تھے آپ ﷺ پر نزول قرآن ہو رہا تھا۔ اس کی تاویل آپ ﷺ ہی جانتے تھے۔ آپ ﷺ جو عمل کرتے ہم بھی اس طرح کرتے۔ آپ ﷺ نے توحید کے ساتھ یہ تلبیہ کہا:

Marfat.com

لبيك اللهم لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد و النعمة لك والملك لا شريك لك۔

لوگوں نے بھی اسی طرح تلبیہ کہا آپ ﷺ نے اس تلبیہ پر کچھ زیادتی نہ کی آپ ﷺ اسی طرح تلبیہ کہتے رہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم صرف حج کی نیت کر رہے تھے حتیٰ کہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ بیت اللہ پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر اسود کو استلام کیا پہلے تین چکروں میں رمل کیا بقیہ چار میں عام چال چلے۔ آپ مقام ابراہیمی پر آئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ (البقرہ:۱۲۵)

ترجمہ: اور (انہیں حکم دیا کہ) بنالو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔

مقام ابراہیمی کو اپنے اور بیت اللہ کے مابین رکھا۔ دو رکعتیں پڑھیں ایک میں سورۃ الکافرون اور دوسری میں سورۃ الاخلاص پڑھی۔

آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے۔ استلام کیا بیت اللہ سے باہر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں یہ آیت طیبہ پڑھی:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ (البقرہ:۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

فرمایا: میں سعی کا آغاز وہیں سے کروں گا جن کے ذکر سے رب تعالیٰ نے ابتداء کی ہے۔ آپ ﷺ نے کوہ صفا سے آغاز کیا اس کے اوپر چڑھے حتیٰ کہ بیت اللہ نظر آنے لگا۔ قبلہ رخ ہو کر اس کی توحید اور عظمت بیان کی اور فرمایا: رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ وہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس کا ملک ہے اس کے لئے حمد ہے وہ ہر شے پر قادر ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کر لیا اپنے بندۂ خاص کی مدد کی۔ تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا کی پھر یہی کلمات تین بار دہرائے پھر مروہ کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ قدم مبارک وادی میں پہنچ گئے آپ ﷺ دوڑے جب ہم چڑھے تو آپ چلنے لگے حتیٰ کہ آپ ﷺ مروہ تک پہنچ گئے آپ ﷺ نے مروہ پر بھی اسی طرح

Marfat.com

کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔

جب مروہ پر آخری چکر لگایا فرمایا: اگر میں اس امر کی طرف پہلے متوجہ ہو جاتا جس کی طرف بعد میں توجہ کی تھی تو اپنے ساتھ ھدی نہ لاتا میں اسے عمرہ بنا دیتا جس کے پاس ھدی نہیں وہ احرام کھول دے اسے عمرہ بنا دے۔ حضرت سراقہ بن مالک جعشم اٹھے۔ عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ حکم اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا: ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عمرہ حج میں داخل ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے ان کے ہمراہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ تھے انہوں نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دیکھا وہ بھی لوگوں کے ساتھ احرام اتار چکی تھیں۔ انہوں نے رنگدار کپڑے پہنے ہوئے تھے آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ عراق میں یہ کہہ رہے تھے کہ میں حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے احرام کھولنے کی شکایت لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: میں نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا انہوں نے سچ کہا ہے۔ جب آپ نے حج کی نیت کی تھی تو کیا کہا تھا؟ انہوں نے عرض کی: میں نے کہا تھا کہ میں اسی نیت کے ساتھ احرام باندھتا ہوں جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس قربانی کا جانور ہے تم حلال نہ ہونا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اونٹ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے وہ کل ایک سو ہو گئے تھے۔ سارے لوگوں نے احرام کھول دیے۔ انہوں نے بال کٹوا دیے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان لوگوں نے احرام نہ کھولے جن کے پاس قربانی کے جانور تھے جب آٹھویں ذوالحجہ آئی تو ان لوگوں نے منیٰ جا کر احرام باندھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوار ہوئے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کیں پھر کچھ دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ نمرہ میں نصب کرنے کا حکم دیا آپ روانہ ہوئے قریش کو یقین

Marfat.com

تھا کہ آپ ﷺ مشعر حرام میں قیام کریں گے جیسے کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ وہاں سے گزر کر عرفات پہنچے وہاں خیمہ ایستادہ دیکھا اس میں قیام فرمایا جب سورج ڈھل گیا تو ناقہ مبارکہ قصواء کو تیار کرنے کا حکم دیا آپ ﷺ بطن وادی میں آئے لوگوں کو خطبہ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری جانیں اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اس ماہ مقدس شہر مبارک اور آج کے دن کی حرمت ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے قدموں کے نیچے ہے۔ زمانہ جاہلیت کے خون میرے قدموں کے نیچے ہیں میں سب سے پہلے جس خون کو معاف کرتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا ہے وہ بنوسعد میں دودھ پیتا تھا جس کو ھذیل نے قتل کر دیا تھا اس طرح زمانہ جاہلیت کے سارے سود میرے قدموں کے نیچے ہیں میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سود کو چھوڑنے کا اعلان کرتا ہوں۔

وہ حضرت عباس کا سود ہے ان کا سارا سود چھوڑ دیا گیا ہے تم عورتوں کے متعلق رب تعالیٰ سے ڈرو۔ تم نے انہیں رب تعالیٰ کی امان کے ساتھ لیا ہے اس کے حکم (نکاح) کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی سزا دو جس سے انہیں چوٹ نہ لگے ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق انہیں خوراک دو۔ لباس دو میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا تو تم گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز قرآن پاک ہے۔

اگر تم سے روز حشر میرے بارے میں پوچھا گیا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ حق رسالت ادا کر دیا ہے۔ اپنی امت کے ساتھ خیر خواہی کی ہے، پھر آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور تین بار فرمایا: میرے مولا! گواہ بن جا۔ پھر اذان اور اقامت ہوئی۔ آپ ﷺ نے نماز ظہر ادا کی پھر اقامت ہوئی آپ ﷺ نے نماز عصر پڑھی ان

Marfat.com

دونوں کے مابین کوئی نماز نہ پڑھی۔ آپ ﷺ سوار ہو کر موقف تشریف لے گئے۔

اپنی ناقہ مبارکہ کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا ایک پگڈنڈی کو اپنے سامنے کر دیا۔ قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تھوڑی تھوڑی زردی جاتی رہی سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی۔ حضرت اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور واپس تشریف لائے۔ قصواء کی نکیل اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے کے ساتھ لگ رہا تھا آپ ﷺ اپنے دست اقدس کے ساتھ لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کی تلقین کر رہے تھے جب رستے میں کوئی پہاڑی آ جاتی آپ ﷺ نکیل ڈھیلی کر لیتے تا کہ وہ آسانی سے چل سکے حتیٰ کہ آپ ﷺ مزدلفہ پہنچ گئے وہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھی۔ ان دونوں فرضوں کے مابین نفل نہ پڑھے آپ ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہو گئی۔ جب روشنی پھیل گئی تو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نماز صبح پڑھی پھر قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام پہنچے قبلہ کی طرف منہ کیا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ پڑھا روشنی اچھی طرح پھیلنے تک وہیں رہے طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے لوٹے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ان کے بال خوبصورت تھے رنگ گورا تھا وہ ایک خوبصورت جوان تھے جب آپ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتوں کی ایک جماعت بھی جا رہی تھی ایک ایک اونٹ پر ایک ایک عورت سوار تھی۔ حضرت فضل ان کی طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا وہ دوسری طرف دیکھنے لگے آپ ﷺ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا آپ ﷺ وادی محسر میں پہنچ گئے آپ ﷺ نے اونٹنی کو تیز چلایا اور بڑے جمرہ کی طرف جانے والی درمیانی راہ لی۔ درخت کے قریب جو جمرہ ہے اس کے پاس پہنچے۔ سات کنکریاں ماریں ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا یہ وہ کنکریاں تھیں جنہیں چٹکی سے پکڑ کر پھینکا جاتا ہے آپ ﷺ نے وادی کے درمیان سے کنکریاں ماریں پھر آپ ﷺ منیٰ کی طرف گئے وہاں تریسٹھ اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا بقیہ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ھدی میں انہیں بھی شریک کر

Marfat.com

لیا تھا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر ہر جانور کا ایک ایک ٹکڑا لے کر ہنڈیا میں پکایا جائے آپ ﷺ نے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو کھایا اس کا شوربہ پیا آپ سوار ہوئے طواف افادہ فرمایا۔ نماز ظہر مکہ مکرمہ میں ادا کی آپ ﷺ بنو عبدالمطلب کے پاس سے گزرے وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: بنو عبدالمطلب! پانی بھرو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی پانی نکالتا۔ انہوں نے ایک ڈول آپ ﷺ کو پیش کیا آپ ﷺ نے اس سے نوش فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن جمیل نے منع کیا خالد بن ولید اور عباس رضی اللہ عنہما نے روکا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل اس لئے انتقام لے رہا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ نے اسے اپنے فضل سے غنی کر دیا جہاں تک خالد کا تعلق ہے تم ان پر ظلم کر رہے ہو۔ انہوں نے اپنی زرہیں روک رکھی ہیں راہ خدا میں انہیں تیار کر رکھا ہے۔ حضرت عباس مجھ پر ہیں اس کے ہمراہ اس کے مثل بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: عمر! کیا تمہیں علم نہیں کہ انسان کا چچا اس کے باپ کی طرح ہوتا ہے۔

۳- عقبہ کی شب حضرت عباس کا آپ کے ہمراہ ہونا

ابن اسحاق، ابن قتیبہ، ابن سعد اور ابو عمرو نے روایت کیا ہے کہ اہل عقبہ میں کچھ لوگ آئے وہ آپ ﷺ سے کچھ عرض کر رہے تھے۔ ان سے کہا گیا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر۔ وہ وہاں آ گئے حضرت عباس نے کہا: تمہاری قوم میں ہی تمہارے مخالف لوگ ہیں اپنا امر مخفی رکھو حتیٰ کہ حاجی منتشر ہو جائیں ہم اور تم ملاقات کر لیں گے۔ ہم تمہارے لئے اس امر کی وضاحت کریں گے کسی واضح معاملہ کو اپنا لینا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس رات کا وعدہ کیا جس کی صبح خوب روشن تھی کہ گھاٹی کے نیچے آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ سوئے ہوئے کو نہ جگائیں غائب کا انتظار نہ کریں اس رات وہ قوم چپکے سے نکلی۔

حضور اکرم ﷺ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عباس تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا۔ آپ ﷺ سارے معاملات میں انہی پر اعتماد کرتے تھے۔ جب یہ جمع ہو

Marfat.com

گئے تو سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بات چیت کی۔طویل اور بلاغت سے لبریز گفتگو کی۔حضرت براء بن معرور نے کہا: جو کچھ تم نے کہا ہم نے سن لیا ہے۔بخدا! اگر ہمارے نفوس میں اس کے علاوہ کچھ ہوتا جس کا تم نے تذکرہ کیا ہے تو ہم ضرور کہتے لیکن ہم وفاء اور صدق چاہتے ہیں ہم آپ ﷺ پر اپنی جانیں بھی قربان کر دیں گے۔انہوں نے اس رات انصار کی بیعت کو مؤکد کیا تھا۔امام شعبی کی روایت میں ہے۔آپ ﷺ ان ستر افراد کی طرف تشریف لے گئے جنہوں نے عقبہ کے پاس اسلام قبول کیا تھا۔اس وقت حضرت عباس بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔

۴۔فتح خیبر کے وقت ان کا سرور

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو حضرت حجاج بن علاط نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں میرا مال ہے۔وہاں میرے اہل خانہ بھی ہیں۔میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔کیا آپ ﷺ سے اجازت ہے کہ میں کچھ خلاف واقع کہہ لوں؟ آپ ﷺ نے انہیں کچھ خلاف واقع کہنے کی اجازت دے دی۔وہ پہلے اپنی زوجہ کے پاس گئے۔انہوں نے کہا: جو مال تمہارے پاس ہے اسے جمع کرو میں محمد عربی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے اموال غنیمت خریدنا چاہتا ہوں۔ان کا مال مباح ہو گیا ہے۔ان کے اموال مفتوح ہو گئے ہیں۔یہ خبر مکہ مکرمہ میں پھیل گئی۔اسے سن کر مسلمان مغموم ہو گئے۔مشرکین نے فرحت و انبساط کا اظہار کیا۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔گویا کہ وہ اس محفل میں منجمد ہو گئے۔وہ اٹھنے کی طاقت بھی نہ رکھتے تھے۔معمر نے کہا ہے: حضرت عباس نے اپنا بیٹا قثم لیا۔یہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔وہ نیچے لیٹ گئے۔انہیں اپنے سینے پر رکھا وہ کہہ رہے تھے: میرا محبوب قثم ہے۔یہ اونچی ناک والے کے مشابہ ہیں۔جو یہ گمان کرتا ہے۔اس کی ناک خاک آلود ہو۔

انہوں نے اپنا غلام حضرت حجاج کے پاس بھیجا اور کہا: جو کچھ تم لے کر آئے ہو اس سے تمہارے لئے ہلاکت ہو۔انہوں نے اس غلام سے کہا: ابوالفضل کو میرا اسلام دینا اور انہیں

Marfat.com

کہنا: تمہیں بشارت ہو؟ میں کسی تنہا کمرہ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں میرے پاس ایسی خبر ہے جو انہیں خوش کر دے گی۔ ان کا غلام دروازے تک پہنچا۔ اس نے کہا: ابوالفضل آپ کو بشارت ہو۔ ایسی خبر ہے جو آپ کو خوش کر دے گی۔ حضرت عباس خوشی سے اچھل پڑے۔ غلام کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا پھر حضرت حجاج حضرت عباس کے پاس آئے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے۔ ان کے اموال کو بطور مال غنیمت حاصل کر لیا ہے۔ ان کے اموال میں مسلمانوں کے حصے بن گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے صفیہ بنت حیی کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیا ہے کہ آپ ﷺ انہیں آزاد کر دیں اور وہ آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ بن جائیں یا اپنے اہل کے پاس چلی جائیں۔ انہوں نے آزاد ہو کر آپ ﷺ کی زوجہ بننے کو ترجیح دی ہے۔ میں تو اس مال کے لیے یہاں آیا ہوں جو یہاں ہے میں اسے جمع کر کے لے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا تو آپ ﷺ نے مجھے کچھ خلاف واقع کہنے کا اذن دے دیا۔ تین روز تک میرا یہ راز مخفی رکھنا پھر جو پسند آئے کہہ لینا۔ ان کی بیوی نے اپنے زیورات جمع کئے۔ ساز و سامان جمع کیا اور انہیں پیش کر دیا۔ وہ عازم سفر ہو گئے جب تین روز گزر گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حجاج کی زوجہ کے پاس آئے۔ ان سے پوچھا: تمہارے خاوند نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا: وہ تو چلے گئے ہیں۔ اس نے کہا: ابوالفضل! رب تعالیٰ آپ کو غمزدہ نہ کرے۔ جو خبر پہنچی ہے وہ ہم پر بڑی شاق گزری ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں! رب تعالیٰ مجھے مغموم نہ کرے، لیکن الحمدللہ! وہی خبر آئی ہے جو مجھے پسند ہے۔ حجاج نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے لئے خیبر کو فتح کرا دیا ہے۔ اس میں حصے رواں ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے۔ اگر تجھے اپنے خاوند سے کچھ کام ہو تو اسے جا ملو۔ اس عورت نے کہا: بخدا! میرا گمان ہے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! میں ہی سچا ہوں۔ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے تجھے بتایا ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کی محافل میں آئے۔ وہ کہہ رہے تھے: ابوالفضل! آپ کو بھلائی ہی پہنچے۔

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: بخدا! مجھے بھلائی ہی پہنچی ہے۔ حجاج نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے خیبر کو فتح کرایا ہے۔ اس میں رب تعالیٰ کے حصے رواں ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو منتخب کرلیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا تھا: کہ میں تین روز تک اس خبر کو مخفی رکھوں۔ وہ اپنا مال لینے آئے تھے، پھر وہ چلے گئے ہیں۔ رب تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کردی جو مسلمانوں کو تھی۔ اس سے مشرکین کو تکلیف ہوئی۔ مسلمان غمزدہ ہو کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ انہوں نے انہیں صحیح واقعہ بتایا جسے سن کر مسلمان خوش ہو گئے۔ مشرکین رسوا ہو گئے۔

۵- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وجہ سے آپ کو رنج والم

ابوعمر اور ابن جوزی نے حضرت سوید بن الاصم سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی بنے تو آپ ﷺ نے ساری رات جاگ کر گزار دی۔ کسی صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ کیوں جاگ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس کی کراہنے کی وجہ سے۔ وہ شخص اٹھا۔ انہوں نے ان کی بیڑیاں ڈھیلی کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سارے قیدیوں کو اسی طرح کر دیہ اس عدل و احسان کی وجہ سے تھا جس کا حکم آپ ﷺ کو دیا گیا تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ (النحل:۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور بھلائی کرو (ہر ایک کے ساتھ)۔

۶- حضرت عباس کا اسلام

مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت عباس نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا وہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے وہ مجبوراً مشرکین کے ہمراہ غزوہ بدر میں نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو حضرت عباس سے ملے تو وہ انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ مجبوراً نکلے ہیں۔ ابوالیسر کعب بن

Marfat.com

عمرو نے انہیں قید کیا تھا۔ انہوں نے اپنا فدیہ ادا کیا پھر مکہ مکرمہ آ گئے پھر ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ آ گئے تھے۔ (ابوسعد)

دوسرا قول یہ ہے کہ انہوں نے غزوۂ بدر کے روز اسلام قبول کیا تھا۔ فتح مکہ کے روز ابراء کے مقام پر آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کے ہمراہ رہے۔ انہیں پر ہجرت ختم ہو گئی۔ ابوعمر نے لکھا ہے: فتح خیبر سے قبل انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا وہ اپنا اسلام چھپائے ہوئے تھے۔ وہ مسلمانوں کی فتوحات کی وجہ سے خوش ہوئے فتح مکہ کے روز اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے غزوۂ حنین، طائف اور تبوک میں شرکت کی۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے غزوۂ بدر سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ مشرکین کی خبریں آپ ﷺ تک پہنچاتے تھے۔ مکہ مکرمہ میں مسلمان ان کی وجہ سے قوی تھے۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف لکھوا بھیجا: مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام بہتر ہے۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابورافع نے آپ ﷺ کو حضرت عباس کے بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔

۷۔ حضرت عباس کی تعظیم اور ان کے ساتھ لطف و مہربانی

ابوعمرو نے لکھا ہے: حضور اکرم ﷺ حضرت عباس کے اسلام لانے کے بعد ان کی عزت و توقیر کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: یہ میرے چچا اور میرے باپ کی مانند ہیں۔ امام بغوی نے حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عباس کی اتنی تعظیم کرتے تھے جو مجھے تعجب میں ڈال دیتی تھی۔ ابوالقاسم السہیلی نے لکھا ہے امام جعفر بن محمد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے کاتب تھے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ آتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے تو وہ اس جگہ بیٹھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

ہے کہ حضور اکرم ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ حضرت عباس پر لطف و کرم فرماتے تھے۔ ان کے غلام حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اس طرح احترام کرتے تھے جیسے ایک بیٹا اپنے والد کا احترام کرتا ہے۔

یہ وہ خصوصیت ہے جو سارے لوگوں کو چھوڑ کر رب تعالیٰ نے حضرت عباس کے ساتھ مختص کی تھی۔

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام الفضل سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا، پھر فرمایا: یہ میرے چچا ہیں جو چاہے اپنے چچا پر فخر کرلے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں یوں کیوں نہ کہوں: آپ میرے چچا ہیں۔ میرے آباء کا بقیہ ہیں۔ چچا باپ ہی ہوتا ہے۔ ابن حبان نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ کسی لشکر میں موجود تھے۔ حضرت عباس آگئے۔ آپ نے فرمایا: عباس! تمہارے نبی کریم ﷺ کے چچا قریش میں سے زیادہ سخی اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے۔

۸۔ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے، جو انہیں اذیت دیتا اسے جھڑکنا اور آپ ﷺ کی وصیت

امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حسن روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے صدقات کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ ہم حضرت عباس سے دو سال کی زکوٰۃ لے لیتے تھے۔ امام بغوی نے اپنی معجم میں ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو یاد ہے جب آپ نے حضرت عباس کا شکوہ کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں علم نہیں کہ چچا باپ کی مانند ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں مرسل سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس میرے چچا ہیں۔ میرے باپ کی مثل ہیں۔ جس نے

Marfat.com

انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ امام ترمذی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، ابن ابی الدنیا نے مناقب عباس میں، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن نجار اور خطیب نے مطلب سے، ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث نے کہا: حضرت عباس آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: جس نے حضرت عباس کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔ چچا باپ کی مثل ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہے کہ حضرت عباس کے بارے میں میری حفاظت کرو۔ یہ میرے آباء میں سے بقیہ ہیں۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔"

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حسن سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس حضور اکرم ﷺ کے چچا ہیں۔ چچا باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔ ابوبکر الشافعی نے الغیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس میرے چچا ہیں میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت ابن العباس سے، عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس کے متعلق مجھے اذیت نہ دیا کرو۔ کسی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہی ہوتا ہے۔ یا وہ میرے آباء میں سے بقیہ ہیں کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کو اذیت نہ دو ورنہ تم مجھے اذیت دو گے۔ جس نے عباس کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔ امام ترمذی نے سند حسن وغریب، حاکم اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے، ابوداؤد طیالسی، امام احمد، ابوداؤد اور ضیاء نے حضرت براء سے، ابن سعد نے ابی مجلز سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس مجھ سے اور میں عباس سے ہوں۔ ابوعوانہ نے لکھا ہے کہ اس روایت کی صحت میں اختلاف ہے۔

ابن مندہ نے لکھا ہے کہ اس کی اسناد متصل اور مشہور ہیں۔ جماعت کی شرط پر یہ ثابت

Marfat.com

ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہے: عباس میرے والد گرامی کی مثل ہیں جس نے عباس کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی۔ خلیلی نے ان سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: عباس میرے وصی اور وارث ہیں حضرت علی مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ حاکم نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس مجھ سے اور میں ان سے ہوں۔ ہمارے اموات کو اذیت نہ دو اس سے تم ہمارے زندہ کو تکلیف دو گے۔ ابن قانع نے حنظلہ الکاتب سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں میں حضرت عباس کا فرزند دلبند ہوں۔ اسے جان لو وہ میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔ میں ان کا پیش رو ہوں۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کے متعلق میری حفاظت کیا کرو۔ وہ میرے آباء کا بقیہ ہیں۔ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے بلاغاً روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے چچا کے بارے میں میری حفاظت کیا کرو۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کرو۔ وہ میرے چچا اور میرے والد گرامی کی مثل ہیں۔ طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھلائی کیا کرو۔ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔

۹- خلافت ان کی اولاد میں ہوگی۔ ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: پیر کی صبح کو تم اور تمہاری اولاد میرے پاس آجائے حتیٰ کہ میں تمہارے لئے دعا کروں۔ ہیثم بن کلیب اور ابن عساکر نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی: مولا! عباس اور اولاد عباس کی نصرت فرما۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ دعا مانگی

Marfat.com

پھر فرمایا: چچا جان! کیا آپ نہیں جانتے کہ مہدی آپ کی اولاد میں سے ہوں گے انہیں توفیق ملے گی۔ وہ اپنے رب تعالیٰ اور ان کا رب تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

رویانی، شاشی، خرائطی اور حاکم اور ابن عساکر نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ سخت گرمی کے موسم میں باہر نکلے۔ آپ ایک جگہ فروکش ہوئے۔ آپ ﷺ اٹھ کر غسل کرنے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ چادر لے کر آپ ﷺ کو پردہ کرنے لگے۔ حضرت سہل نے فرمایا: میں چادر کی ایک طرف سے آپ ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے سر اقدس آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ آپ ﷺ وضو کر رہے تھے: مولا! حضرت عباس اور ان کی اولاد کو آگ سے بچالے۔ ابن عساکر نے حضرت محمد بن ابراہیم سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عرض کی: مولا! میرے چچا عباس نے مجھے مکہ مکرمہ میں اہل شرک سے بچایا۔ رب تعالیٰ پر ایمان لاتے ہوئے اور میری تصدیق کرتے ہوئے اسلام میں میری خدمت کی۔ مولا! تو ان کی حفاظت فرما۔ ان کے نصیب اچھے فرما۔ ان کی اور ان کی اولاد کی ہر ناپسندیدہ امر سے حفاظت فرما۔

امام ترمذی نے (انہوں نے اسے حسن ہے غریب کہا ہے) ابو یعلیٰ اور ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ طبرانی نے الکبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! حضرت عباس کی نصرت فرما، یا حضرت عباس کی بخشش فرما۔ جو وہ ظاہر کرتے ہیں یا مخفی کرتے ہیں۔ جو اعلانیہ کرتے ہیں جو پوشیدہ کرتے ہیں۔ جو کچھ ان سے ہوا یا ہوگا اور جو کچھ ان کے اولاد سے روز آخر تک ہوگا اسے معاف فرمایا۔ ان کی اولاد کو بھی اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے کو بھی معاف فرما: یا یہ فرمایا، حضرت عباس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو معاف فرما۔ یا یہ فرمایا، ان کی اولاد کو ایسی مغفرت عطا فرما جو ظاہری اور باطنی ہو جو کسی گناہ کو باقی نہ رکھے۔ مولا! ان کی اولاد کی مغفرت فرما۔

Marfat.com

۱۰- حضرت عباس کو بشارت کہ انہیں دربار خداوندی سے اتنا کچھ ملے گا کہ وہ راضی ہو جائیں گے انہیں اور ان کی اولاد کو آگ سے عذاب نہ ہوگا

دیلمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی: مولا! یہ میرے چچا ہیں۔ یہ میرے والد گرامی کے مثل ہیں۔ عرب کے چچاؤں میں سے بہترین ہیں: مولا! انہیں میرے ساتھ جنت الاعلیٰ میں سکونت عطا فرما۔

۱۱- جنت میں ان کا مقام

ابن ماجہ، حاکم نے الکنی میں اور ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے اسی طرح اپنا خلیل بنالیا ہے جیسے اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ جنت میں میرا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مقام آمنے سامنے ہوگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمارے مابین اس طرح ہوں گے جیسے ایک مومن دو خلیلوں کے مابین ہوتا ہے۔ ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا جنت میں بالا خانہ ہوگا جیسے بالا خانے ہوتے ہیں وہ اس پر سے مجھ سے اور میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوں گے۔

۱۲- غزوہ حنین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت کثیر بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: غزوہ حنین میں میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔ میں نے اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے آپ کو لازم پکڑ لیا تھا کسی وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیضاء خچر پر تھے جسے فردہ بن نفاثہ الجذامی نے آپ کی خدمت میں پیش کی تھی۔ جب مسلمان اور کفار باہم نبرد آزما ہوئے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خچر کو کفار کی طرف لے جا رہے تھے۔ حضرت عباس نے فرمایا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر کی لگام

Marfat.com

تھامے ہوئے تھا۔ میں اسے کھینچ رہا تھا تا کہ وہ جلدی نہ کرے۔ حضرت ابوسفیان آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عباس! یوں صدا لگاؤ یا اصحاب السمرہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بلند آواز شخص تھا۔ میں نے بلند آواز سے کہا: اصحاب السمرہ کہاں ہیں؟ بخدا! جب انہوں نے میری آواز سنی تو وہ یوں لوٹ آئے جیسے گائے اپنے بچے کی طرف لوٹ آتی ہے۔ انہوں نے کہا: یا لبیک! یا لبیک! وہ اور کفار باہم نبرد آزما ہو گئے۔ انصار میں یوں صدا لگائی گئی اے گروہِ انصار! اے گروہ انصار! پھر بنو حارث بن خزرج کی طرف صدا لگائی گئی۔ یا بنی حارث یا بنی حارث! آپ ﷺ نے اپنی خچر پر سے دیکھا گویا کہ آپ ﷺ اس پر سے ان سے قتال کی طرف آگے بڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب جنگ کا تندور گرم ہوا ہے، پھر آپ ﷺ نے کچھ سنگریزے لئے۔ انہیں کفار کے چہروں کی طرف پھینکا پھر فرمایا: رب محمد کی قسم! انہیں شکست ہو گئی۔ میں دیکھنے کے لئے گیا تو قتال اپنی سابقہ کیفیت پر تھا۔ بخدا! جونہی آپ ﷺ نے وہ سنگریزے پھینکے تو بخدا! ان کی تیزی جاتی رہی۔ ان کا معاملہ روگردان ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

۱۳- صحابہ کرام کا ان کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا

امام بخاری نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام پر بارش نہ ہوتی تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگتے۔ وہ کہتے: مولا! ہم تجھ سے تیرے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تیرے نبی کریم ﷺ کے چچا جان کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں، کہ ہم پر ابر کرم نازل فرما۔ اس وقت ان پر بارش نازل ہو جاتی۔

حضرت عباس بن عتبہ نے کیا خوب کہا ہے:

بعمی سقی الله الحجاز واهله — عشية يستسقى بشيبه عمر
توجه بالعباس فی الجدب راغبا — اليه فما ان رام حتى اتى المطر
و منا رسول ما فینا تراثه — فهل فوق هذا فی المفاخر مفتخر

Marfat.com

میرے چچا کے طفیل رب تعالیٰ نے حجاز اور اہلِ حجاز کو سیراب کیا اس رات شیبہ کے طفیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابر کرم مانگا تھا۔ وہ قحط سالی میں حضرت عباس کی طرف رغبت رکھتے تھے وہ جب بھی ان کا قصد کرتے بارش نازل ہو جاتی۔ ہم میں سے حضور اکرم ﷺ ہیں اور ہم میں ہی آپ کی وراثت ہے۔ کیا اس سے بلند تر فخر کوئی فخر ہو سکتا ہے۔

۱۴۔ صحابہ کرام بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے

ابن شہاب نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو جانتے تھے۔ وہ انہیں آگے کرتے تھے۔ ان سے مشورہ کرتے تھے ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ ابن ابی الزناد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرتے وہ سوار ہوتے تو وہ نیچے اتر جاتے حتیٰ کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزر جاتے۔ یہ ان کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔ وہ کہتے: حضور اکرم ﷺ کے چچا جان! اس روایت کو ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

۱۵۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک اور اس کے لئے دعا

سلفی نے المشیخۃ البغدادیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرے والد گرامی حضرت عباس علیل ہو گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لیے آئے۔ انہوں نے مجھے ان کے پاؤں کے پاس پایا۔ انہوں نے انہیں میرے ہاتھ سے پکڑ لیا اور میری جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا: میں تم سے زیادہ اپنے چچا جان کا مستحق ہوں۔ اگر رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا وصال فرمایا تو اس نے میرے چچا عباس کو میرے لئے رکھا، کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا گویا کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہوتا ہے۔ مولا! میرے چچا جان کو عافیت عطا فرما۔ ان کا درجہ بلند فرما۔ انہیں اپنے ہاں مقام علیین پر فائز فرما۔

Marfat.com

۱۶-حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سقایہ عطا فرمانا، انہیں اس وجہ سے منیٰ میں رات بسر کرنے کی رخصت عطا فرمانا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حضرت عباس نے انہیں عرض کی: مجھے بیت اللہ کی چابیاں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ چیز عطا کروں گا جو تمہارے مال میں کمی کرے تم اسے کم نہ کرسکو۔

۱۷-امت کے لئے انہیں رخصت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رخصت طلب کی کہ وہ منیٰ کی راتیں سقایہ کی وجہ سے مکہ میں ہی بسر کرلیں۔ آپ ﷺ نے انہیں رخصت دے دی۔

۱۸-آپ کی فراست کے بارے، ۱۹-سیاست کے متعلق

ابو محمد بن سقاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی نے فرمایا: نورِ نظر! امیر المومنین تمہیں بلاتے ہیں۔ تم سے مشورہ کرتے ہیں۔ مجھ سے تین امور یاد کرلو۔ ۱-تمہاری زبان پر جھوٹ نہ آئے۔ ۲-ان کا راز افشانہ کرنا۔ ۳-ان کے ہاں کسی کی غیبت نہ کرنا۔

۲۰-مسجد نبوی میں توسیع کے لئے گھر صدقہ کردیا

حضرت کعب سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی کے قریب تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں توسیع کرنا چاہی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے وہ گھر طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں اسے حضور اکرم ﷺ کی مسجد کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔

Marfat.com

۲۱-غلام آزاد کرنا

ابن ابی عاصم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ستر غلام آزاد کیے۔

۲۲-مکارم اخلاق اور وصال

حضرت زبیر بن بکار نے فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بنو ہاشم کے عریاں لوگوں کو کپڑے پہناتے تھے۔ وہ ان کے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے وہ پڑوسی کی حفاظت کرتے تھے۔ وہ مال خرچ کرتے تھے اور عطیات دیتے تھے۔

حضرت ابن مسیب نے لکھا ہے: حضرت عباس کا پیالہ بنو ہاشم کے فقراء پر گھومتا رہتا تھا۔ وہ بھوکے کو کھلاتے تھے احمق کا ادب سکھاتے تھے۔ امام زہری نے لکھا ہے: بخدا! یہی سرداری ہے۔ وہ مکہ مکرمہ کے کمزوروں کے مددگار تھے۔ وہ قریش کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ ان پر احسان کرتے تھے۔ صحابہ کرام ان کی عزت وتوقیر کرتے تھے۔ ان کو مقدم کرتے تھے اور ان سے مشاورت کرتے تھے۔ ان کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ وہ بلند آواز والے تھے۔ امام نووی نے لکھا ہے: حازمی نے المؤتلف میں لکھا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کوہ سلع پر کھڑے ہوتے اپنے بچوں کو رات کے آخری حصے میں آواز دیتے وہ جنگل میں ہوتے وہ آپ کی آواز سن لیتے تھے جب کہ کوہ سلع اور اس جنگل کا مابین آٹھ میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔

انہوں نے آپ سے ۳۵ احادیث روایت کی ہیں۔ تیس احادیث پر امام مسلم اور امام بخاری متفق ہیں۔ ایک روایت میں امام بخاری اور تین میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں، حضرات عبداللہ، کثیر، جابر، احنف بن قیس، عبداللہ بن حارث وغیرہم صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ ان کی قامت معتدل تھی۔ ۸۸ سال کی عمر میں روز جمعۃ المبارک کو ان کا وصال ہوا۔ رجب کے ۱۴ دن گزر چکے تھے۔ ۳۲ھ تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱- اسم مبارک، کنیت اور ہجرت

ان کا نام نامی جعفر ہے۔ کنیت ابو عبداللہ اور لقب الطیار ہے اس طرح ان کو ذوالجناحین، ذوالہجرتین اور الجواد بھی کہتے ہیں۔ وہ قدیم الاسلام تھے۔ جب صحابہ کرام دوسری بار حبشہ گئے تو وہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ان کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ تھیں وہاں ان کے ہاں حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔ یہ پہلے فرزند تھے جو حبشہ میں مسلمانوں کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہے دوسرے دونوں بھائیوں کی اولاد نہیں۔ ان کے نام محمد اور عون ہیں۔ وہ حبشہ میں ہی ٹھہرے رہے حتیٰ کہ غزوہ خیبر کے وقت بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ ان کی والدہ ماجدہ کی طرف سے یہ بھائی ہیں محمد بن ابی بکر، یحییٰ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: وہ ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ ان کی کنیت ابوالقاسم تھی یہ تستر کے مقام پر شہید ہوئے تھے۔ حضرت عون بھی تستر کے مقام پر شہید ہوئے ان کی اولاد نہ تھی۔

۲- ہجرت حبشہ کی فضیلت

شیخین نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں آپ کی ہجرت کے بارے میں علم ہوا۔ اس وقت ہم یمن میں تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے۔ ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ کے ساحل پر پھینک دیا۔ ہمیں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ ملے۔ ہم ان کے ساتھ ہی مقیم رہے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ خیبر فتح فرما چکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اہل کشتی! تمہارے لئے دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

Marfat.com

۴۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب میں

امام بغوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام شعبی سے روایت کیا ہے جب سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد اور فتح خیبر کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ میں کس پر زیادہ مسرور ہوں۔ حضرت جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ معانقہ فرمایا اور آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ امام طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت انس بن مسلم سے، اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ فرمایا: مجھے علم نہیں کہ میں فتح خیبر پر زیادہ خوش ہوں یا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام شعبی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کو فتح کر لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نجاشی کے پاس سے آ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے علم نہیں کہ میں کس کی زیادہ خوشی کروں فتح خیبر کی یا آمد جعفر طیار کی۔

وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا۔ ابو یعلی نے صحیح کے راویوں سے سوائے مجاہد کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت جعفر حبشہ سے آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ معانقہ کیا۔ طبرانی نے (اس کی سند میں علی بن عبداللہ الرعینی ہے یہ اس کی مناکیر میں سے ہے) حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ملاقات کی۔ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ کی زیارت کی تو وہ ایک ٹانگ پر چلنے لگے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے لئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا فرمایا: مجھے حبشہ کی کچھ عجیب وغریب باتیں سناؤ۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا! میں حبشہ کی ایک سڑک پر جا رہا تھا میں نے ایک بڑھیا دیکھی اس کے سر پر ٹوکرا تھا۔ ایک جوان آیا وہ گھوڑے پر اچھل کود کرتے ہوئے آ رہا

Marfat.com

تھا۔ اس نے بڑھیا سے مزاحمت کی۔ اسے چہرے کے بل گرا دیا تو کرا اس کے سر سے نیچے گر پڑا اس نے کھڑے ہو کر افسوس کیا۔ میں نے اسے دیکھا۔ وہ کہہ رہی تھی: کل تیرے لئے ہلاکت! جب بادشاہوں کا بادشاہ اپنی کرسی پر بیٹھے گا۔ وہ ظالم سے مظلوم کے لئے بدلہ لے گا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کی ریش مبارک پر بڑے بڑے موتیوں کی مانند تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ اس امت کو پاک نہیں کرتا جس میں ظالم سے مظلوم کا حق دلائے بغیر نہیں ملتا۔

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مشابہت

امام احمد، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہو۔ امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام احمد، طبرانی، بغوی، حاکم اور ضیاء نے محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضرات علی، جعفر اور زید بن حارث رضی اللہ عنہم جمع ہوئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے زیادہ آپ ﷺ کو محبوب ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم بارگاہ رسالت مآب میں جاتے ہیں اور آپ ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ حضرت اسامہ نے فرمایا: وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: باہر نکلو اور دیکھو کہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی: حضرات جعفر، علی اور زید رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اذن دے دو۔ وہ حجرہ مقدسہ میں آئے انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ کو سب سے پیارا کون ہے؟ آپ نے فرمایا: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ انہوں نے عرض کی: ہم مردوں میں سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جعفر! تم خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہو۔ تم مجھ سے ہو۔ میری نسل سے ہو، علی! تم میرے داماد ہو میری اولاد کے باپ ہو میں تم سے اور تم مجھ سے ہو۔ زید! تم ہمارے مخلص دوست ہو۔ تم مجھ سے ہو اور مجھے ساری قوم سے پیارے ہو۔

Marfat.com

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت اسلم مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت جعفر سے فرماتے تھے: تم خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہو۔ خطیب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت جعفر سے فرماتے تھے: تم خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہو۔ اس نسل سے ہو جس سے میں ہوں۔

ابن سعد نے حضرت محمد بن اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جعفر! تمہاری خَلق میری خَلق تمہارا خُلق میرے خُلق کے مشابہ ہے تم مجھ سے اور میری نسل سے ہو۔

۵- وہ مساکین کے لئے سب لوگوں سے عمدہ تھے

ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ مساکین سے محبت کرتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ ان سے باتیں کرتے تھے۔ آپ نے ان کی کنیت ابوالمساکین رکھ دی۔

۶- اونٹوں پر سوار ہونے میں آپ ﷺ کے بعد سب سے افضل ہیں

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند حسن صحیح سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کسی جوتا پہننے والے نے جوتا نہ پہنا، کوئی سواری پر سوار نہ ہوا، کسی نے عمامہ نہ باندھا جو حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے سب سے سخی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۷- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت

ابوعمر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کچھ مانگتا وہ منع فرماتے تو میں انہیں کہتا: بحق جعفر۔ وہ مجھے عطا کر دیتے۔

Marfat.com

۸-وہ دو پروں کے ساتھ ملائکہ کے ہمراہ جنت میں اڑتے رہتے ہیں

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے سوائے عمر بن ہارون کے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ اور محمد پسران جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنی ران پر بٹھایا۔ فرمایا: حضرت جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت جعفر کے سر پر شہادت کا تاج سجادیا ہے۔ ان کے دو پر ہیں۔ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں، پھر یہ دعا مانگی: مولا! حضرت جعفر کی اولاد میں ان کا قائم مقام بنا جا۔

طبرانی نے دو اسناد سے جن میں سے ایک حسن ہے حضرت ابن عباس سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جعفر کو دیکھا ان کے دو پر ہیں جن کے ذریعے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ ان کے پاؤں مبارک خون آلود ہیں۔ طبرانی نے حسن اسناد سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: عبداللہ! تمہیں مبارک ہو! تمہارے والد گرامی فرشتوں کے ہمراہ آسمان پر محو پرواز رہتے ہیں۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے (سوائے سعدان بن ولید کے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کے قریب ہی تھیں آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: اسماء! یہ جعفر ہیں جو حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمارے اوپر سے گزرے ہیں میں نے انہیں سلام کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ فلاں فلاں روز انہوں نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا۔ میرے جسم کے اگلے حصے پر تلوار اور نیزے کے ۷۳ زخم آئے، پھر میں نے علم اسلام اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا۔ وہ کٹ گیا تو علم اسلام بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا وہ بھی کٹ گیا۔ رب تعالیٰ نے ان کے بدلے میں مجھے دو پر عطا کیے ہیں جن کے

Marfat.com

ذریعے میں حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں۔ اس کے پھلوں میں سے جو چاہتا ہوں کھاتا ہوں۔

حضرت اسماء نے عرض کی: حضرت جعفر کو مبارک! لیکن مجھے خدشہ ہے کہ لوگ میری تصدیق نہ کریں گے۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوں۔ لوگوں کو بتائیں۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ رب تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو! حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جبرائیل و میکائیل کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے ان کے بازو کے بدلے انہیں دو پر عطا کیے ہیں وہ ان کے ذریعے جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ ان کا معاملہ اس وقت کیسا ہوا تھا جب انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں کے لئے عیاں ہو گیا کہ حضرت جعفر نے ان کے ساتھ ملاقات کی تھی۔ اس سے ان کا لقب جعفر طیار رضی اللہ عنہ پڑ گیا۔

طبرانی نے صحیح میں حضرت سالم بن ابوالجعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے انہیں خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے دو پر دیکھے جو خون آلود تھے، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو ان کے سامنے تخت پر تھے۔

دارقطنی نے الافراد میں اور حاکم اور ابن عساکر نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دو پر عطا کیے ہیں جو خون سے رنگے ہوئے ہیں وہ ان کے ذریعے ملائکہ کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں۔ دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سند ضعیف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کے ایک گروہ میں مجھ پر سے حضرت جعفر گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا: ابن سعد نے عبداللہ بن مختار سے مرسلاً روایت کیا ہے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے پاس سے حضرت جعفر طیار فرشتوں کے ایک گروہ کے ہمراہ گزرے ان کے دو پر تھے جو خون آلود تھے اور قدم سفید تھے۔

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم رو دیا

Marfat.com

نہ رووٴ فرشتے اپنے پروں سے انہیں سایہ کر رہے ہیں۔ ابو سہل بن زیاد نے فوائد میں حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسماء! یہ جعفر ہیں جو جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ فلاں دن انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا۔ انہوں نے مجھے بتایا: کہ میرے جسم کے اگلے حصے پر تلوار اور نیزے کے ستر سے زائد زخم آئے تھے، پھر میں نے جھنڈا اپنے دائیں بازو میں تھام لیا وہ کٹ گیا پھر بائیں بازو میں تھام لیا یہ بھی کٹ گیا۔ رب تعالیٰ نے مجھے ان کے عوض دو پر عطا کئے ہیں۔ میں ان کے ساتھ حضرات جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ اڑتا رہتا ہوں جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں اور جو پھل پسند کرتا ہوں انہیں کھا لیتا ہوں۔

۹- ان کی شہادت اور اہل خانہ کے لئے دعا

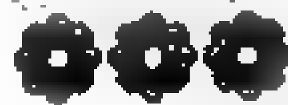
امام بغوی اور ابو عمر نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کیا، فرمایا: مجھے میرے رضاعی باپ نے بتایا ہے۔ وہ بنو مرہ کا ایک شخص تھا۔ اس نے کہا: میں حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ تھا جب جنگ شروع ہوئی میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اپنے گھرے بھورے رنگ کے گھوڑے سے نیچے اترے۔ اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ دشمن سے جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ سب سے پہلے اسلام میں گھوڑے کی کونچیں انہوں نے ہی کاٹی تھیں۔

امام بخاری اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ موتہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مجاہدین کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر زید شہید ہو جائیں تو سپہ سالار حضرت جعفر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں اس غزوہ میں شریک تھا ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا۔ ہم نے انہیں شہداء میں پایا۔ ان کے جسم پر ستر سے زیادہ تلوار اور نیزے کے زخم تھے۔

وہ اور حضرت زید ۹ھ جمادی اولیٰ میں شہید ہوئے تھے۔ واقدی، ابن سعد اور ابن

Marfat.com

عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے، ابن سعد نے حضرت عامر سے، طبرانی نے الکبیر میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، طیالسی، ابن سعد، امام احمد، طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جعفر عمدہ ثواب کی طرف پہنچے ہیں ان کی اولاد میں وہ بہترین جانشین بنا جو کسی کی اولاد میں سے نہ بنا ہو، یا جعفر کی اولاد کا تو بھی قائم مقام ہو جا: مولا! عبداللہ کے سودے میں برکت فرما۔ ابن اسحاق نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی فتح خیبر کے بعد حبشہ سے واپس آئے۔ آپ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان کے حصے نکالے۔ طیالسی، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن صحیح کہا ہے) ابن ماجہ، طبرانی نے الکبیر میں، حاکم، بیہقی اور ضیاء نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آل جعفر کے لئے کھانا بناؤ۔ ان کے پاس ایسی خبر آئی ہے جس نے انہیں مصروف کر دیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: آل جعفر اپنے شہید کے متعلق مصروف ہیں تم ان کے لیے کھانا بناؤ۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام شعبی سے مرسل روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت جعفر یوم موتہ کو بلقاء کے مقام پر شہید ہوئے۔



Marfat.com

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ولادت

وہ حبشہ میں پیدا ہوئے۔وہ مسلمانوں کے ہاں حبشہ میں پیدا ہونے والے پہلے بچے تھے۔وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے۔انہوں نے آپ ﷺ سے احادیث یاد کیں اور انہیں روایت کیا۔

۲۔بیعت

امام بغوی اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ہشام بن عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم ﷺ کی اس وقت بیعت کی جب ان کی عمر سات سال تھی۔آپ نے انہیں دیکھا تو تبسم ریز ہوئے۔ہاتھ آگے بڑھایا اور انہیں بیعت فرمالیا۔

۳۔آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا

ابو یعلی اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عمرو بن حریث سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ حضرت عبداللہ کے سودے میں یا خرید وفروخت میں برکت فرما۔امام احمد اور امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے تین بار ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور عرض کی: مولا! جعفر کی اولاد میں ان کا قائم مقام بنا جا۔ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے، طیالسی، ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے الکبیر میں، حاکم، ابن عساکر اور واقدی نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے اور ابن سعد نے حضرت عامر رضی اللہ عنہم سے

Marfat.com

روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ دعا مانگی: مولا! جعفر عمدہ ثواب کی طرف چلے گئے ہیں ان کی اولاد میں ایسا قائم مقام بنا جو اس سے عمدہ ہو جسے تو نے کسی کی اولاد میں قائم مقام بنایا ہو: مولا! عبداللہ کے سودے میں برکت فرما۔

۴- حضور اکرم ﷺ کا انہیں اپنی سواری پر سوار کرالینا

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو اہل بیت کے بچوں کے ساتھ ملاقات کرتے۔ آپ ﷺ سفر سے واپس آئے میں جلدی سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا پھر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی ایک آگیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پیچھے بٹھایا اس طرح ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

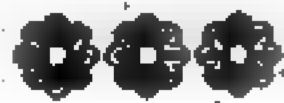
۵- ان کا جود و کرم اور بعض اوصاف حمیدہ

ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جواد، ظریف، حلیم، عفیف اور سخی تھے۔ انہیں سخاوت کا سمندر کہا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں ان سے بڑھ کر سخی کوئی نہ تھا۔ لوگ کہتے تھے اسلام میں عرب کے دس افراد قدسیہ سخی تھے۔ حجاز کے سخیوں میں حضرات عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس اور سعید بن عاص تھے۔ کوفہ کے سخیوں میں سے حضرات عتاب بن ورقاء، احمد بن ریاح، اسماء بنت خارجہ اور عکرمہ بن ربعی رضی اللہ عنہم تھے۔ اہل بصرہ کے سخیوں میں سے عمر بن عبداللہ اور عبداللہ بن ابی بکر تھے۔ اہل شام کے سخیوں میں سے حضرت خالد بن عبداللہ تھے، لیکن یہ تمام حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے زیادہ سخی نہ تھے۔ کوئی مسلمان سخاوت میں ان تک نہ پہنچ سکا۔ اس کے متعلق حضرت عبداللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے ایک عادت سے نوازا لوگوں کو ایک عادت دی مجھے خدشہ ہے اگر میں نے اسے ختم کیا تو یہ مجھ سے ختم ہو جائے گی۔

Marfat.com

۶۔ حضور اکرم ﷺ سے مشابہت

امام بغوی نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو آپ ﷺ نے نائی کو بلایا۔ اس نے ہمارے سروں کا حلق کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: محمد ہمارے چچا ابو طالب کے مشابہ ہیں۔ عبداللہ خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ ہیں، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور یہ دعا مانگی: مولا! جعفر کے اہل میں ان کا قائم مقام بنا۔ عبداللہ کے سودے میں برکت ڈال دے: آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا: حضرت اسماء آئیں وہ اپنے شہید کو یاد کر رہی تھیں آپ نے فرمایا: اس پر تنگدستی کا عوض دیا جائے گا۔ میں دنیا اور آخرت میں ان کا سرپرست ہوں۔



Marfat.com

حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب

ا۔ اسم اور اخلاق

فزاری نے لکھا ہے کہ حضرت عقیل غزوۂ بدر میں کفار قریش کے ساتھ نکلے۔ وہ مجبوراً نکلے تھے، مگر گرفتار کر لیے گئے۔ ان کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا فدیہ ادا کیا صلح حدیبیہ سے قبل اسلام قبول کر لیا اور غزوۂ موتہ میں شہید ہو گئے۔ طبرانی نے المعجم الکبیر میں لکھا ہے۔ حضرت عقیل فتح خیبر کے وقت حاضر تھے۔ آپ نے ان کے لیے مال غنیمت میں سے حصہ نکالا تھا۔

۲۔ آپ کی ان سے محبت

امام اسحاق، طبرانی، بغوی اور ابو عمر نے ثقہ راویوں سے حضرت محمد بن عقیل سے، طبرانی نے الکبیر میں حاکم اور ابن عساکر نے ابن اسحاق سے مرسل روایت کیا ہے، حاکم نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت عقیل سے فرمایا: اے عقیل! ابو یزید! میں تم سے دو محبتیں کرتا ہوں ایک محبت رشتہ داری کی دوسری اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ میرے چچا تم سے محبت کرتے تھے۔ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عقیل سے فرماتے تھے: میں تم سے دو محبتیں کرتا ہوں! ا۔ ایک تمہارے لئے محبت۔ ۲۔ دوسری محبت اس لیے کہ تم میرے چچا کے پسندیدہ ہو۔

۳۔ آپ کا انہیں مرحبا کہنا

امام بغوی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: ابو یزید! خوش آمدید! صبح کیسے کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: بھلائی کے ساتھ! رب تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صبح بھلائی کے ساتھ کرے! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

۴۔نسب کے علم اور ایام عرب کے ماہر

زبیر بن بکار نے روایت کیا ہے کہ حضرت عقیل قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ وہ ان کے آباء کے متعلق سب سے زیادہ جانتے تھے۔ ان کے لئے ایک چٹائی تھی جسے مسجد میں بچھایا جاتا تھا۔ وہ اس پر نماز پڑھتے تھے۔ ایام عرب اور نسب کے بارے میں جاننے کے لئے لوگ جمع ہو جاتے۔ وہ سب سے تیزی سے جواب دیتے تھے۔ اسے نظرِ ثانی کے لئے ان کی طرف لوٹا دیتے تھے۔ وہ ان سب سے زیادہ اس میں بلیغ تھے۔

۵۔حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانا

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت عقیل عراق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے کچھ مانگا۔ انہوں نے کہا: اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں اس مال کے متعلق لکھ دیتا ہوں جو ینبع میں ہے میں اس میں کچھ تمہیں عطا کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس شخص کے پاس جا رہا ہوں جو میرے لئے تم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہے۔ وہ حضرت معاویہ کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے ان کی قدردانی کی۔ ابوعمر نے لکھا ہے: حضرت عقیل، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئے وہ حضرت معاویہ کے پاس گئے۔ وہ ان کے ہاں ٹھہر گئے گمان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت معاویہ نے انہیں کہا: یہ ابو یزید ہیں۔ اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ یہ اپنے بھائی سے بہتر ہیں تو یہ میرے پاس نہ ٹھہرتے۔ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ حضرت عقیل نے کہا: میرے برادرم محترم میرے دین میں میرے لئے بہتر ہیں تم میری دنیا میں میرے لیے بہتر ہو۔

ابوعمر نے لکھا ہے کہ حضرت عقیل بصرہ پھر کوفہ پھر شام چلے گئے۔ حضرت مسلم اور یزید ان کے بیٹے تھے انہی پر ان کی کنیت تھی۔



Marfat.com

جناب ابوطالب کی بیٹیاں

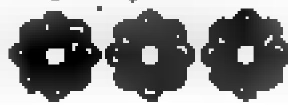
ان کی دو بیٹیاں تھیں۔

۱-ام ہانی

ان کا نام فاختہ یا ھند تھا۔ فتح مکہ کے روز انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ان کا نکاح ھبیرہ بن ابی وھب سے ہوا تھا۔ وہ نجران کی طرف بھاگ گیا تھا۔ حالت شرک پر ہی مرا تھا۔

۲-جمانہ

ان کا نکاح ان کے چچا زاد حضرت ابوسفیان بن حارث سے ہوا تھا۔ ان سے اولاد بھی ہوئی تھی۔



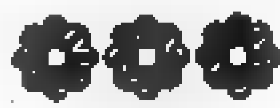
Marfat.com

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے بعض مناقب

۱- نام نامی، وصال اور اولاد

جاہلیت اور اسلام میں ان کا نام فضل تھا۔ ابوعبداللہ یا ابومحمد کنیت تھی۔ چہرہ کے اعتبار سے سب سے خوبصورت تھے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ مزدلفہ سے منیٰ تشریف لے گئے، تو آپ ﷺ کے پیچھے حضرت فضل رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ ان خوش نصیب افراد میں شامل تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو غسل دیا اور دفن کیا تھا، پھر وہ جہاد کرنے کے لئے شام چلے گئے تھے۔ اردن کی ایک جانب طاعون عمواس میں وصال فرمایا۔

اس وقت ۱۲ھ تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ ان کے لخت جگر کا نام محمد تھا۔ اسی پر ان کی کنیت تھی۔ ان کی اولاد میں ایک بیٹی تھی۔ جنہیں ام کلثوم کہا جاتا تھا۔ وہ حضرت ابوموسیٰ الاشعری کی زوجیت میں تھیں۔



Marfat.com

حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱۔ نام اور کنیت

یہ اپنے بھائی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔

۲۔ جود و کرم

یہ کریم اور جمیل تھے۔ خوبصورت تھے۔ جمال میں اپنے والد گرامی کے مشابہ تھے۔ یہ سخی، فیاض اور قابل ستائش تھے۔

وفدان کے پاس آتے تھے۔ وہ فرماتے تھے: اگر عطا کرنے میں لذت نہ ہوتی میں محامد کی پوشاک زیب تن نہ کرتا۔ ایک دن ان کے پاس چھ ہزار دراھم آئے انہوں نے اسی روز انہیں تقسیم کر دیا۔ ہر روز ایک اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اہل مدینہ صبح و شام انہیں کے پاس کھاتے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے راستوں پر دستر خوان بچھانے کا طریقہ رائج کیا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ کسی سفر میں کسی عرب کے خیمہ کے پاس اترے۔ اعرابی نے ان کی شکل اور حسن و جمال دیکھا تو بہت متاثر ہوا اس نے اپنی بیوی سے پوچھا: کیا ہمارے مہمان کے لئے کچھ ہے؟ اس نے کہا: ہمارے پاس اس چھوٹی سی بکری کے علاوہ کچھ بھی نہیں جس کے دودھ پر تمہاری بچی کی زندگی کا دارومدار ہے۔ اس نے کہا: اسے ضرور ذبح کرنا ہوگا۔ عورت نے کہا: تو اپنی بچی کو قتل کر دے گا؟ اس نے کہا: اگرچہ یہ بھی ہو جائے۔ اس نے چھری لی اور بکری لی۔ اسے ذبح کرنے لگا۔ اس کا چمڑا اتارنے لگا۔ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا جارتی لا توقظی البنیة ان توقظیها تنتحب علیه
و تنزع اشفرة من یدیه

Marfat.com

ترجمہ: اے میری لونڈی! میری تو رنظر کو بیدار نہ کرنا۔ اگر تو نے اسے بیدار کر دیا تو وہ مجھ پر پھوٹ پھوٹ کر روئے گی۔ وہ میرے ہاتھ سے چھری کو نیچے گرا دے گی۔

پھر اس نے اسے بطور کھانا پکایا اسے اٹھایا اور اسے حضرت عبید اللہ اور ان کے غلام کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے کھانا کھایا۔ حضرت عبید اللہ نے ان میاں بیوی کا مکالمہ بکری کے بارے میں سن لیا تھا۔ جب انہوں نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے غلام سے کہا: تیرے لئے ہلاکت! تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے کہا: پانچ سو دینار جو آپ کے خرچہ سے زائد ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ اعرابی کو دے دو۔ اسے بتا دو کہ ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے۔ غلام نے کہا: سبحان اللہ! آپ اسے پانچ سو دینار دے رہے ہیں اس نے ہمیں ایسی بکری دی ہے جو پانچ دراہم کی بھی نہیں۔ حضرت عبید اللہ نے فرمایا: بخدا! وہ ہم سے زیادہ سخی اور جواد ہے ہم اسے اپنی رقم کا کچھ عطا کر رہے ہیں۔ اس نے ہم پر سخاوت کی ہمیں اپنے نفس، اولاد اور ہر چیز پر ترجیح دے دی ہے۔

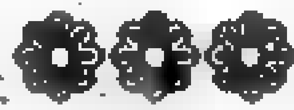
امام احمد نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے لیکن حبیب نے حضرت ابو ایوب سے نہیں سنا۔ حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا: جب وہ سرزمین روم جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ حضرت معاویہ کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے ان پر جفا کی۔ جب وہ غزوہ سے واپس آئے تو ان پر جفا کی، مگر انہوں نے سر نہ اٹھایا۔ فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہم آپ ﷺ کے بعد ترجیح دیکھیں گے۔ حضرت امیر معاویہ نے پوچھا: آپ ﷺ نے تمہیں کس چیز کا حکم دیا؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا: پھر صبر کرو۔ وہ بصری میں حضرت عبد اللہ کے پاس گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں کا عامل بنایا تھا۔ انہوں نے کہا: ابو ایوب! میں ارادہ کر رہا ہوں کہ آپ کو اس طرح کچھ عطا کروں جیسے آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا، انہوں نے آپ کے لئے کچھ جمع کیا، ہر وہ چیز انہیں عطا کر دی جس پر انہوں نے دروازہ بند کر رکھا تھا۔ جب

Marfat.com

وہ جانے لگے تو پوچھا: کوئی حاجت؟ انہوں نے فرمایا: میری حاجت یہ ہے کہ میرا وظیفہ دیا جائے اور آٹھ غلام دیئے جائیں جو میری زمین میں کام کریں۔ ان کا وظیفہ چار ہزار دراھم تھا۔ انہوں نے اسے پانچ گنا کر دیا۔ انہیں بیس ہزار دراھم اور چالیس غلام عطا کر دیئے۔

۳-وصال، اولاد

خلیفہ بن خیاط نے لکھا ہے: کہ انہوں نے ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں وصال کیا یا شام میں یا یمن میں وصال کیا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک اسی سال سے زیادہ تھی۔ ان کے ہاں بہت سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں۔



Marfat.com

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱- اسم مبارک

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی تھے۔ ابن ابی عاصم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت قثم کو پکڑتے تھے جب کہ وہ بچے تھے انہیں اپنے سینے پر بٹھا لیتے تھے وہ یہ شعر پڑھتے تھے:

یا قثم یا شبیہ ذی الکرم

منا و ذی الانف الاشم برغم من زعم

ترجمہ: اے قثم! اے ہم میں سے کریم ذات کے مشابہ! بلند ناک والے کے مشابہ۔ اس شخص کو رسواء کر کے جو لالچ کرتا ہے۔

۲- وہ حضور اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے، ۳- آپ حضرت قثم کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے

امام احمد، ابو عمرو اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کاش! تم مجھے، قثم اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کو دیکھ لیتے جب کہ ہم بچے تھے۔ ہم کھیلا کرتے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر ہمارے پاس سے گزرتے۔ آپ فرماتے: اسے اوپر میری طرف بلند کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اٹھاتے اور اپنے آگے سوار کر لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قثم کے لئے فرمایا: اسے میرے لئے اوپر اٹھاؤ۔ انہیں اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ حضرت عبید اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت قثم سے زیادہ پیارے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قثم کو اٹھا لیتے تھے اور انہیں چھوڑ دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار میرے سر پر دست اقدس پھیرا۔ یہ دعا مانگی: مولا! جعفر کی اولاد میں قائم مقام ہو جا۔

ابن عساکر نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ہمارے پاس سے گزرے۔ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ مجھے اور بنو عباس میں سے ایک بچے کو سواری پر سوار کر لیا۔ ہم تین تھے۔

۴-وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور سے سب سے آخر میں نکلے تھے

حاکم نے تاریخ نیشاپور میں لکھا ہے: حضرت قثم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ سب سے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور سے نکلے تھے۔ حضرت ام الفضل کی روایت بہت سی اسانید کے ساتھ اس پر دلالت کرتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کا ایک حصہ میرے گھر میں گر پڑا ہے۔ میں یہ خواب دیکھ کر گھبرا اُٹھی۔ میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئی اور اس خواب کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب ہے۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے گھر شہزادہ پیدا ہو گا۔ تم اپنے لختِ جگر قثم کے دودھ کے ساتھ اس کی بھی کفالت کرو گی۔ انہوں نے فرمایا: حضرت حسن کی ولادت ہوئی۔ میں ان کے پاس گئی۔ انہیں دودھ پلایا حتیٰ کہ وہ چلنے پھرنے لگے میں انہیں بارگاہِ رسالت لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھا لیا۔

۵-ان کا وصال

وہ خراساں کی طرف گئے۔ ان کے ہمراہ سہیل بن عثمان بھی تھے حضرت معاویہ نے سعد کو خراسان کا والی بنایا تھا۔ حضرت سعد نے انہیں کسی غزوہ میں کہا: چچازاد! میں تمہارے لئے ایک سو حصے نکالوں گا۔ انہوں نے کہا: میرے لئے ایک حصہ اور میرے گھوڑے کے لئے دو حصے کافی ہیں یہی مسلمانوں کا آئین ہے۔ انہوں نے سمر قند میں وصال فرمایا۔ دوسرے قول کے مطابق انہوں نے وہاں جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کی اولاد نہ تھی۔

۶-ان کے محاسنِ اخلاق

بلاذری نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ جواد تھے جب ان سے کچھ مانگا جاتا تو عطا فرما دیتے تھے۔ دیکھتے جوان کے لئے جان کی بازی لگاتا۔ اس پر فضل و کرم کی حد کر دیتے۔

Marfat.com

ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

ا-ولادت، نام، کنیت اور حلیہ

ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ولادت ہوئی۔ ابھی بنوہاشم اس سے باہر نہ نکلے تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو ان وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی۔ بہت دراز قد تھے۔ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو گویا کہ ارد گرد کے لوگ پیدل ہوتے اور وہ سوار۔ اس کے باوجود وہ اپنے والد گرامی کے کندھوں تک ہوتے تھے۔ جب کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت عبدالمطلب کے کندھوں تک ہوتے تھے۔ الطائی نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں لعاب دہن کے ساتھ گھٹی دی اور یہ دعا مانگی: مولا! اس میں برکت ڈال۔ اس سے (دین کو) پھیلا، اسے حکمت کی تعلیم دے۔ آپ ﷺ نے ان کا نام ترجمان القرآن رکھا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک ۱۳ سال تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خود ہی بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو میری عمر دس سال تھی۔

میں نے مفصل سورتیں پڑھ لی تھیں۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی اور میرا ختنہ ہوا تھا۔

محب الطبری نے لکھا ہے کہ شاید یہی روایت زیادہ بہتر ہے۔ جو ان سے روایت ہے حجۃ الوداع کے وقت میں بالغ ہوا تھا۔ ابو عمر نے پہلے قول کو درست قرار دیا ہے۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوا تھا۔ ہم ان وقت شعب ابی طالب میں تھے۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر تیرہ سال تھی۔ انہوں نے ان سے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میری عمر پندرہ (۱۵) سال تھی۔ ان کی کنیت

Marfat.com

ابو العباس تھی۔ ان کے بال طویل تھے وہ خود بھی طویل اور سفید اور سرخ رنگت کے تھے۔ بڑے جسم والے، بڑے حسین اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ داڑھی کو ورس سے یا مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ اس نے ان کی ہیبت کو دیکھا۔ لمبے قد کو دیکھا تو پوچھا: یہ کون ہے؟ اسے بتایا گیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا: رب تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں رکھنی ہے؟ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس بہت طویل تھے۔ رنگت سرخ و سفید تھی۔ جسم بھاری تھا۔ باجمال تھے۔ خوبصورت چہرہ رکھتے تھے۔ ان کی دو مینڈھیاں ہوتی تھیں (طبرانی) انہوں نے حسن سند کے ساتھ حسین علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس کو دیکھا منیٰ کے دن تھے۔ ان کے بال لمبے تھے۔ انہوں نے ازار باندھا ہوا تھا۔ اسے تھوڑا سا نیچے لٹکایا ہوا تھا۔ ان پر زرد چادر تھی۔ انہوں نے صحیح سند سے حضرت حبیب بن ابی ثابت سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس کی زیارت کی۔ ان کے بال لمبے تھے۔

۲۔ حضور اکرم ﷺ کی ان کے متعلق بشارت

طبرانی نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ام الفضل نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ میں گزر رہی تھی حضور اکرم ﷺ حجر میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام الفضل! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا: تمہارے صدفِ شکم میں ایک بچہ ہے۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیسے؟ حالانکہ قریش نے عہد کیا ہے کہ وہ عورتوں کو بچے نہیں جلنے دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ہوگا۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں۔ جب وہ اس دنیا میں آجائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ لعاب دہن سے اسے گھٹی دی۔ فرمایا: اسے لے

Marfat.com

جاؤ۔ تم اسے بہت دانا پاؤ گی۔ میں نے حضرت عباس کو بتایا تو وہ مسکرائے۔ ابونعیم کے الفاظ ہیں: ابو الخلفاء کو لے جاؤ۔ میں نے حضرت عباس کو بتایا۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح ہوگا جیسے میں نے بیان کیا ہے۔ یہ ابو الخلفاء ہے، حتی کہ اس سے سفاح پیدا ہوگا حتی کہ اس سے مہدی پیدا ہوگا اس کی اولاد سے وہ پیدا ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

۳۔ آپ ﷺ کی ان کے لئے دعا

امام احمد اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے میرے کندھے یا شانے پر ہاتھ رکھا۔ عرض کی: مولا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما، اور تاویل کا علم سکھا۔ انہوں نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: تم بہت اچھے ترجمان القرآن ہو۔ جبرائیل امین نے دو دفعہ تمہارے لئے دعا کی ہے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سینے پر رکھا۔ انہوں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پھر یہ دعا مانگی: مولا! ان کا پیٹ حکمت اور علم سے بھر دے۔ انہوں نے کسی شخص کے مسئلے سے اپنے سینے میں وحشت محسوس نہیں کی۔ وہ تادمِ وصال اس امت کے متبحر عالم رہے۔ ابن ماجہ، ابن سعد اور طبرانی نے الکبیر میں ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مولا! انہیں حکمت اور کتاب کی تاویل سکھا۔

۴۔ علمی وسعت، حبر امت

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے ۱۶۶۰ احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے ۱۹۵ احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں۔ جب کہ ۱۲۰ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں، اور ۴۹ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

امام بیہقی نے مناقب الشافعی میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر میں تقریباً

Marfat.com

ایک سو احادیث ثابت ہیں۔

ان سے حضرات ابن عمر، انس، ابو الشعثاء، ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہم نے اور تابعین سے ان گنت لوگوں نے روایت کیا ہے۔

امام احمد وغیرہ نے لکھا ہے: آپ صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ فتویٰ دیتے تھے۔ مجاہد نے لکھا ہے: لیکن کثرت علم کی وجہ سے انہیں حبر کہا جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کردے تو رب تعالیٰ باغی کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ وہ اپنی زبان کے کنارے کو پکڑ لیتے وہ فرماتے: تیرے لئے ہلاکت! خیر کی بات کر۔ تجھے فائدہ ہوگا اور بری بات سے رک جا تو سلامتی پا جائے گی۔ جب اس کے متعلق ان سے عرض کی گئی تو انہوں نے فرمایا: مجھے علم ہوا ہے کہ روز حشر بندے کے لئے زبان کے علاوہ کوئی چیز نہ ہوگی جو زبان سے زیادہ (عذاب کو) مستحق کرنے والی ہو۔ انہوں نے فرمایا: جب دینار اور درہم بنائے گئے تو ابلیس نے انہیں پکڑ لیا۔ انہیں اپنی آنکھوں سے لگایا۔ کہا: تم میرے دل کا ثمرہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ تمہارے ساتھ میں بغاوت کروں گا۔ تمہارے ساتھ آگ میں داخل کروں گا۔ تمہارے ساتھ میں کفر کراؤں گا۔ میں بنو آدم کو مجبور کروں گا کہ وہ دنیا سے محبت کریں۔ جو ان سے پیار کرے گا وہ میرا بندہ بن جائے گا۔ یہ صحیح ہے دینار اور دراہم کی محبت پر لغزش کی بنیاد ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس قوم میں بغاوت ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں دو موتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ (الشعراء:۸۹)

ترجمہ: مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ کے حضور قلب سلیم۔

یہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہر مومن اور فاجر کا رزق حلال رب تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ صبر کرتا ہے تو رب تعالیٰ اسے دے دیتا ہے اگر وہ جزع کرتا ہے وہ حرام لیتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے رزق حلال میں کمی کر دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام ہر سال حج کے موسم میں ایک دوسرے سے ملاقات

Marfat.com

کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا حلق کرتا ہے پھر وہ ان کلمات سے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔

بسم اللہ ماشاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

جس نے اسے پڑھا۔ وہ ہر مصیبت، آفت، دشمن، ظالم، شیطان، سلطان، سانپ اور بچھو سے محفوظ ہو گیا۔ جو یوم عرفہ کو غروب آفتاب کے وقت یہ پڑھے گا تو رب تعالیٰ اسے صدا دے گا: اے میرے بندے! تو نے مجھے راضی کر دیا ہے۔ میں تجھ سے راضی ہو گیا ہوں جو چاہو مجھ سے مانگ۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم وہ کچھ تجھے دوں گا۔ انہوں نے فرمایا: مریض کی پہلی بار زیارت سنت اور اس سے زائد نفل ہے۔

سعید بن منصور، ابن سعد، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق مجھے بدر کے شیوخ میں داخل کرتے تھے۔ وہ اہل بدر کو اذن دیتے تو ان کے ساتھ مجھے بھی اذن دیتے تھے۔ کسی نے کہا: آپ اس جوان کو کیوں داخل کرتے ہیں؟ ہمارے بیٹے اس کی مثل ہیں۔ انہوں نے فرمایا: تم وہ ہو جو یہ جانتے ہو۔ ایک دن انہیں بلایا۔ مجھے بھی ان کے ہمراہ بلایا۔ انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا۔ انہوں نے مجھے دکھانے کے لئے انہیں بلایا تھا۔ انہوں نے ان سے پوچھا اس آیت طیبہ کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ (النصر:۱)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔

کسی نے کہا: رب تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کی تعریف کریں۔ ان سے مغفرت طلب کریں جب رب تعالیٰ کی نصرت آجائے اور ہمیں فتح نصیب ہو جائے۔ کسی نے

Marfat.com

کہا: میں نہیں جانتا۔ کچھ خاموش رہے۔ انہوں نے مجھے پوچھا: ابن عباس! کیا تم بھی اس طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کی: یہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کی خبر تھی۔ رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کے وصال کے متعلق بتایا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے بھی یہی ہے۔ اس مشاہدہ کے بعد تم مجھے اور کیوں ملامت کرتے ہیں۔

ابن جوزی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس سے فرمایا: بخدا! آپ کا چہرہ ہمارے سارے جوانوں سے حسین ہے۔ آپ عقل کی رو سے ان سے بہتر ہیں۔ کتاب الٰہی کو ان سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس کتنے بہترین ترجمان القرآن ہیں۔ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد تقریباً ۳۵ سال زندہ رہے۔ لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ سارے اطراف سے ان کے پاس آتے تھے۔ حضرت طاؤس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے پانچ سو صحابہ کرام کو پایا جب وہ حضرت ابن عباس سے مذاکرہ کر رہے ہوتے تو ان کی مخالفت کرتے۔ وہ اپنی بات منواتے رہتے حتیٰ کہ وہ ان کے قول پر راضی ہو جاتے۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے: میں نے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زیادہ حسین ہو۔ وہ اس وقت اتنا خوبصورت لگتا ہو جب وہ قال رسول اللہ ﷺ کہتا ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت یزید بن اصم سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت امیر معاویہ حج کے ارادہ سے عازم سفر ہوئے۔ ان کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ پورا کاروان تھا جو ان سے علم حاصل کرتا تھا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالملک بن سمرۃ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ستریا اسی شیوخ صحابہ کرام سے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک بھی حضرت ابن عباس کی مخالفت نہیں چاہتا تھا وہ جب بھی ان سے ملاقات کرتے تو وہ کہتے: بات آپ کی درست ہے۔ یا آپ نے سچ کہا ہے: مسروق اور اعمش نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم حضرت

Marfat.com

ابن عباس کو دیکھ لیتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے حسین ہیں۔ جب وہ محو تکلم ہوتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے فصیح ہیں۔ جب وہ روایت بیان کرتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔ اعمش نے کہا: جب وہ خاموش ہو جاتے تو تم کہتے: یہ تو سارے لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ سفیان بن ابی وائل سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس نے ہمیں خطبہ دیا۔ حج کا زمانہ تھا۔ انہوں نے سورۃ النور سے آغاز کیا یا سورۃ البقرہ سے آغاز کیا وہ پڑھنے لگے متغیر ہونے لگے۔ میں نے کہا: میں نے اس طرح کا کلام نہ سنا ہے نہ ہی ایسی شخصیت دیکھی ہے اگر انہیں ایرانی رومی اور بستیوں والے سن لیتے تو وہ اسلام لے آتے۔ طبرانی نے حسن سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہمارے اس منبر پر کھڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے شاید عرفہ کی رات کہا: وہ سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھتے اور ان کی تفسیر بیان کرتے یا ایک ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے۔ وہ نجد اور مغرب کی طرف رخ کرتے۔ طبرانی نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حضرت ابن عباس کا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا: وہ ایک حسین جوان ہے اس کی زبان بہت زیادہ سوال کرنے والی ہے۔ اس کا دل بہت زیادہ سمجھنے والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ ان کی زبان بہت زیادہ پوچھنے والی اور دل بہت زیادہ سمجھنے والا ہے۔

ابن جوزی نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر سے اس آیت طیبہ کے بارے پوچھا:

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ (الانبیاء: ۳۰)

ترجمہ: آپس میں ملے ہوتے تھے پھر ہم نے ان کو الگ الگ کر دیا۔

انہوں نے کہا: اس شیخ کے پاس جاؤ۔ ان سے پوچھو: انہوں نے کہا: آسمانوں میں پھٹن تھی وہ بارش نہ برساتے تھے۔ زمین میں دراڑیں تھیں وہ سبزہ نہ اگاتی تھی۔ اس نے آسمان کو بارش سے پھاڑا، زمین کو نباتات سے پھاڑا۔ وہ شخص حضرت ابن عمر کے پاس گیا۔ انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو علم عطا کیا گیا ہے جسے وہ بیان

Marfat.com

کرتے ہیں۔ میں تعجب کرتا تھا کہ وہ قرآن پاک کی تفسیر بیان کرنے کی جرأت کیسے کر لیتے ہیں۔ اب مجھے علم ہوا ہے کہ انہیں علم و حکمت عطا کی گئی ہے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا۔ میں نے ایک انصاری شخص سے کہا: آؤ ہم صحابہ کرام سے علم سیکھتے ہیں۔ آج ان کی تعداد کثیر ہے۔ میں نے عرض کی: بخدا! یا ابن عباس! تعجب ہے۔ لوگ آپ کے محتاج ہیں، اور لوگوں میں آپ صحابہ کرام کی جستجو کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میں کسی مسئلہ کی طرف توجہ نہ کرتا۔ میں صحابہ کرام کی جستجو میں رہتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت سنی ہے۔ میں اس کی طرف جاتا۔ میں اسے سویا ہوا پاتا۔ میں اس کے دروازے پر اپنی چادر کا سہارا لے لیتا۔ ہوا مٹی اڑا کر میرے چہرے پر پھینکتی حتیٰ کہ وہ شخص باہر آجاتا۔ جب وہ مجھے دیکھتا تو کہتا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد! آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ میں کہتا: مجھے علم ہوا ہے کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث پاک سنی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ آپ سے سنوں۔ وہ کہتا: آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہ بھیجا کہ میں خود حاضر ہو جاتا۔ میں کہتا: تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوں۔ وہ شخص مجھے دیکھتا۔ صحابہ کرام کا وصال ہو گیا ہے۔ لوگ منقول کے محتاج ہو گئے ہیں۔ تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی محفل کو نہیں دیکھا جو خیر کے اعتبار سے حضرت ابن عباس کی محفل سے عمدہ ہو۔ وہاں حلال و حرام، عربی، انساب اور اشعار سیکھے جاتے تھے۔ حربی نے عطاء سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی محفل میں اشعار، انساب، ایام عرب اور ان کے واقعات کے لیے آتے تھے کچھ علم کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ ہر گروہ جو پسند کرتا، اسے اسی طرح کی توجہ ملتی تھی۔

ابن عمر نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس علم

Marfat.com

یں لوگوں سے اس طرح بلند تھے جیسے لمبی کھجور وادی میں چھوٹے پودوں سے بلند ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا: میں کسی کو نہیں جانتا جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم ہو۔ رائے میں پختہ ہو یا ان سے زیادہ غور وفکر میں صائب ہو۔ حضرت عمر فاروق انہیں مشکلات کے لیے تیار کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا اجتہاد بھی تھا، اور مسلمانوں کے لئے ان کا غور وفکر بھی تھا۔

قاسم بن محمد سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کی محفل میں باطل کو نہ دیکھا میں نے کوئی فتویٰ ایسا نہ دیکھا جو ان کے فتویٰ سے زیادہ سنت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔ صحابہ کرام انہیں بحر اور حبر کہا کرتے تھے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہرقل نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: اگر ان میں نبوت میں سے کچھ باقی ہے تو مجھے ان سوالات کے جوابات دیں جو میں ان سے پوچھوں گا۔ اس نے ان سے کہکشاں، قوس قزح اور زمین کے اس ٹکڑے کے متعلق پوچھا جسے دھوپ صرف تھوڑے سے وقت کے لئے لگی تھی۔

جب ان کے پاس اس کا مکتوب اور قاصد آیا تو فرمایا: میں آج ان سے یہی سوال کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے وہ مکتوب لپیٹا اور اسے حضرت ابن عباس کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں لکھا: قوس قزح اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان ہے۔ کہکشاں آسمان کا وہ دروازہ ہے جہاں سے شق ہوگا۔ وہ قطعۂ زمین جسے صرف ایک بار دھوپ پہنچی تھی۔ وہ سمندر ہے جسے بنو اسرائیل کے لئے شق کیا گیا تھا۔

۵۔ بعض خوارج نے ان کی بات مان لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ قتال سے رک گئے

بکار بن قتیبہ نے اپنی مشیخہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: خوارج جمع ہوئے۔ ان کی تعداد چھ ہزار یا چوبیں ہزار تھی میں نے عرض کی: امیر المومنین! نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھیں۔ شاید میں اس قوم کے راہنما سے ملاقات کرلوں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے آپ کے متعلق ان سے خطرہ ہے۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں۔ میں ان سے کنارہ

Marfat.com

کش ہونے پر پوری طرح قادر ہوں۔ میں ان کے پاس گیا۔ وہ دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہے تھے۔ میں ایسی قوم کے پاس گیا جن سے زیادہ کوشش کرنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہو جیسے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: تم میں سے کوئی ایک ان کی نماز کے سامنے اپنی نماز کو حقیر سمجھے گا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: خوش آمدید! ابن عباسؓ! آپ کیسے آئے ہیں؟ میں نے کہا: میں صحابہ کرام کے متعلق تم سے بات کرنے آیا ہوں۔ وحی کا نزول ہوا۔ وہ اس کی تاویل کو سب سے بہتر جانتے ہیں، بعض نے کہا: ان سے بات نہ کرو۔ بعض نے کہا: ہم ان سے ضرور بات کریں گے۔ میں نے ان سے کہا: تم حضور اکرم ﷺ کے چچازاد اور داماد سے یہ انتقام کیوں لے رہے ہو؟ وہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ صحابہ کرام بھی ان کے ہمراہ ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم تین امور کی وجہ سے ان سے انتقام لے رہے ہیں۔ میں نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا: انہوں نے دین الٰہی میں مردوں کو حکم بنایا ہے رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط (الانعام:۵۷)

ترجمہ: نہیں ہے حکم (کسی کا) سوائے اللہ کے۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ انہوں نے کہا: انہوں نے قتال کیا۔ نہ تو کسی کو قیدی بنایا نہ ہی مال غنیمت لیا۔ اگر وہ کافر تھے تو ان کے اموال حلال تھے۔ اگر وہ اہل ایمان تھے تو ان کے خون ان پر حرام تھے۔

میں نے پوچھا، وہ کیسے؟ انہوں نے کہا: انہوں نے خود کو امیر المومنین سے بچایا ہے۔ اگر وہ امیر المومنین نہ تھے تو پھر کافرین کے امیر تھے۔ میں نے کہا: اگر میں تمہیں کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ ﷺ سے کچھ پڑھ کر سناؤں جسے تم عجیب نہ سمجھو تو کیا تم لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: رب تعالیٰ کے دین حق میں مردوں کو حکم بنایا گیا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ

Marfat.com

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ۔ (المائدہ:۹۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جب کہ تم احرام باندھے ہوئے ہو، اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے فیصلہ کریں دو معتبر آدمی تم میں سے۔

رب تعالیٰ نے عورت اور اس کی بیوی کے متعلق کہا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ (النساء:۳۵)

ترجمہ: اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے اور ایک پنچ عورت کے کنبہ سے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں مہاجرین کو تعلیم دیتا تھا۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے میں منیٰ میں ان کے خیمے میں تھا۔ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ یہ حضرت عمر کے آخری حج کا موقعہ تھا جب حضرت عبدالرحمٰن میرے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے فرمایا: کاش! آپ اس شخص کو دیکھتے جو آج امیرالمومنین کے پاس آیا اور کہا: اے امیرالمومنین! آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو کہتا کہ عمر کا وصال ہو گیا تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ حضرت ابوبکر کا وصال اچانک ہو گیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے پھر کہا: انشاء اللہ! میں آج شام کے وقت لوگوں کے درمیان کھڑا ہوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کے ایسے امور میں دخل دیتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: امیرالمومنین! آپ ایسا نہ کریں، کیونکہ یہ حج کا موقعہ ہے۔ ان پڑھ اور کم سمجھ لوگ جمع ہیں۔ آپ جب لوگوں کے مابین کھڑے ہوں تو آپ کے قریب یہی لوگ غالب ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کھڑے ہوں گے اور بات کریں گے تو ہر شخص اپنا مطلب نکالے گا اور وہ بات سمجھ نہیں سکیں گے اور اس کا

Marfat.com

صحیح مفہوم نہ سمجھیں گے۔ آپ تھوڑا ٹھہر جائیں حتیٰ کہ آپ مدینہ طیبہ آئیں۔ وہ دارالہجرۃ اور دارالسنۃ ہے۔ وہاں صرف اہل فقہ اور معزز لوگ آپ کے پاس ہوں گے۔ آپ جو کہیں گے اطمینان سے کہیں گے۔ اہل علم اس بات کو یاد رکھیں گے۔ اس کو صحیح امر پر محمول کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انشاء اللہ! میں مدینہ طیبہ میں جس مقام پر کھڑا ہوں گا۔ یہی بات بیان کروں گا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہم ذوالحجۃ کے آخری دنوں میں مدینہ طیبہ آئے۔ جب جمعہ کا دن تھا تو سورج ڈھلتے ہی میں نے نماز کی طرف جانے کے لیے جلدی کی، حتیٰ کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے پاس پایا۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ میں نے انہیں آتے ہوئے دیکھا تو میں نے حضرت سعید سے کہا: آج خطبہ جمعہ پہ ایسی گفتگو کریں گے کہ خلیفہ بننے سے لے کر آج تک ایسی بات کبھی نہیں کی۔ حضرت سعید نے انکار کرتے ہوئے کہا: مجھے تو ایسی امید نہیں کہ وہ ایسی بات کریں گے۔ جو اس سے پہلے کبھی نہ کی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے جب مؤذن خاموش ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ رب تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی پھر فرمایا: امابعد! میں تم سے ایک بات کرنے والا ہوں۔ جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا گیا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید یہ میرے وصال سے قبل کی گفتگو ہو۔ جو اس کو سمجھے اور یاد کرے تو اسے بیان کرے۔ جہاں اس کی سواری پہنچے اور جسے اندیشہ ہو کہ وہ اس کو نہیں سمجھے گا۔ میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے۔ رب تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ جو رب تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اس میں آیت رجم بھی ہے ہم نے اسے پڑھا۔ اسے سمجھا اور اسے یاد رکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے رجم کیا۔ اس کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ لمبا ہو جائے گا تو کوئی کہنے والا کہے، ہم تو کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں پاتے ہیں۔ وہ ایسے فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں گے جسے رب تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ رجم کتاب اللہ میں

Marfat.com

زانی پر حد ہے۔ جب مردوں اور عورتوں میں سے محصن ہو۔ جب دلیل قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کر لے، پھر ہم جو کتاب اللہ میں پڑھتے تھے ہم اس میں یہ بھی پڑھتے تھے کہ تم اپنے آباء سے انحراف نہ کرو کیونکہ اپنے آباء سے انحراف کرنا تمہاری ناشکری ہے۔ خبردار، پھر آپ نے فرمایا: میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا۔ تم یوں کہو: عبداللہ ورسولہ، پھر مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی ایک کہتا ہے: اللہ کی قسم! عمر وصال کریں گے تو میں ان کی جگہ بیعت لوں گا۔ تمہیں کوئی شخص یہ کہہ کر فریب میں نہ ڈالے کہ سیدنا صدیق اکبر کا وصال اچانک ہو گیا تھا۔ ارے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی، لیکن رب تعالیٰ نے اس کے شر سے بچا لیا۔ تم میں سے کوئی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں ہے جس کی طرف سفر کیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کی مشاورت کے بغیر کسی کی بیعت کرے گا، تو جس نے بیعت کی اور جس کی بیعت کی وہ دونوں دھوکے سے مارے جائیں گے، اور ہماری داستان یوں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کا وصال ہوا تو انصار نے ہماری مخالفت کی۔ وہ بنوسقیفہ کی حویلی میں جمع ہو گئے۔ ہم میں سے حضرات علی، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے مخالفت کی۔

مہاجرین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ میں نے سیدنا صدیق اکبر سے عرض کی: صدیق اکبر! ہمارے ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلو ہم انہی کے ارادہ سے چلے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ان کے دو نیک خصلت شخص ملے انہوں نے اس بات کا تذکرہ کیا جس پر انصار متفق ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا: اے گروہ مہاجرین! تم کہاں جا رہے ہیں؟ ہم نے کہا: ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ اپنا فیصلہ خود کر لو۔ میں نے کہا: بخدا! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے، حتیٰ کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے دوسروں کے مابین بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔
میں نے کہا: انہیں کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہیں بخار ہوا ہے۔ کچھ دیر کے بعد ان

Marfat.com

کے خطیب نے کلمہ طیبہ پڑھا، پھر رب تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر کہا: امابعد! ہم رب تعالیٰ کے انصار اور لشکر اسلام تھے۔ مہاجرین! تم ایک علیحدہ گروہ تھے جو اپنی قوم سے نکل کر آئے تھے۔ اب وہ گروہ ہمیں جڑ سے اکھیڑنا چاہتا ہے ہمیں خلافت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ خطیب خاموش ہوا تو میں نے بات کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے ایک عمدہ تقریر تیار کر رکھی تھی۔ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے وہ تقریر کرنا چاہتا تھا۔ میں ان کا غصہ دور کرنا چاہتا تھا۔ جب میں نے گفتگو کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ میں نے انہیں ناراض کرنا پسند نہ کیا انہوں نے گفتگو شروع کی وہ مجھ سے زیادہ حلیم اور صاحب وقار تھے۔ اللہ کی قسم! میں نے ذہن میں جو عمدہ تقریر تیار کر رکھی تھی۔ انہوں نے اسے فوراً کر دیا، بلکہ اس سے عمدہ تقریر کر دی۔ وہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: تم نے اپنے بارے میں خیر اور بھلائی کا تذکرہ کیا ہے تم فی الحقیقت اسی کے اہل ہو لیکن خلافت تو صرف قبیلہ قریش کے لیے جائز ہے یہ نسب اور گھرانے کے اعتبار سے عربوں سے افضل ہیں۔ میں تمہارے لئے ان دو امور کو پسند کرتا ہوں تم ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ انہوں نے میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا وہ ہمارے مابین بیٹھے ہوئے تھے مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی بات ناپسند نہ تھی۔ بخدا! مجھے آگے کر کے میری گردن اڑا دیا جائے جب کہ میں بے گناہ ہوں مجھے اس سے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں اس قوم پر حکمرانی کروں جس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ الا یہ کہ وقت مرگ میرا نفس اور خیال پیدا کر دے۔ اب تو میں ایسی کوئی بات نہیں پاتا۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: میں وہ لکڑی ہوں جس کے ساتھ اونٹ اپنا جسم رگڑتا ہے۔ میں وہ باڑ ہوں جسے حفاظت کے لیے درخت کے ارد گرد لگایا جاتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہو۔ اے گروہ قریش! شور وغل زیادہ ہوا تو میں اختلاف کی وجہ سے ڈر گیا۔ میں نے کہا: ابوبکر! اپنا ہاتھ آگے کریں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میں نے ان کی بیعت کر لی، پھر دوسرے مہاجرین نے بھی ان کی بیعت کر لی، پھر انصار نے بھی ان کی بیعت کر لی۔ ایک کہنے والے نے کہا: تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے

Marfat.com

کہا: بخدا! اس صورت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ کوئی امر ضروری محسوس نہ ہوا۔ ہمیں اندیشہ تھا۔ ہمیں خطرہ تھا کہ اگر ہم نے لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیا اور کسی کی بیعت نہ کی تو یہ ہمارے بعد کسی اور شخص کی بیعت کر لیں گے پھر ہمیں ناپسندیدگی سے اس کی بیعت کرنا پڑے گی۔ اگر ہم نے ان کی مخالفت کی تو فساد بپا ہو گا جس نے مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر کسی کی بیعت کی جو بیعت کرنے والا اور کرانے والا دھوکے سے قتل ہو جاتے ہیں۔

ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ حضرت رافع نے کہا: حضرت ابن عباس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے شریک کار تھے۔ وہ اس کے مستحق بھی تھے۔ وہ انہیں قرآن پاک سکھاتے تھے۔

۷-حضرت جبرائیل امین کی زیارت کرنا

امام ترمذی اور ابو عمر نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی دو بار زیارت کی آپ نے دو بار میرے لئے حکمت کی دعا کی۔ دوسری روایت میں ہے۔ میں بارگاہ رسالت مآب میں گیا۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین تھے۔ انہوں نے فرمایا: یہ اس امت کے متبحر عالم ہوں گے۔ اس کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ امام احمد، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بارگاہ رسالت مآب میں اپنے والد گرامی کے ساتھ گیا۔ ایک شخص آپ ﷺ سے سرگوشی کر رہا تھا۔ گویا کہ آپ ﷺ میرے والد گرامی سے اعراض کر رہے تھے۔ میرے والد گرامی نے مجھے کہا: نور نظر! کیا تم نے اپنے چچا زاد کو نہ دیکھا گویا کہ وہ مجھ سے اعراض کر رہے تھے؟ میں نے عرض کی: والد محترم! ان کے پاس ایک شخص تھا جس کے ساتھ آپ ﷺ سرگوشی فرما رہے تھے۔ ہم بارگاہ رسالت مآب میں واپس آ گئے۔ والد گرامی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے عبداللہ سے اس طرح کہا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص تھا آپ ﷺ اس کے ساتھ سرگوشی فرما رہے تھے۔ کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی تھا؟ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: وہ حضرت جبرائیل تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ سے مصروف رکھا ہے۔ ان سے ہی

Marfat.com

روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا میں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ حضرت دحیہ الکلبی سے گفتگو کر رہے تھے۔ وہ حضرت جبرائیل تھے۔ میں انہیں جانتا نہ تھا۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔

دوسروں کے لئے خیر سے محبت

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہا۔ انہوں نے کہا: تو نے مجھے برا بھلا کہا ہے۔ تین خوبیاں ہیں۔ میں کتاب الٰہی پڑھتا ہوں تو میں خواہش کرتا ہوں کہ جو کچھ میں جانوں سب لوگ اسے جان لیں۔ جب میں کسی مسلمان حاکم کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ عدل کر رہا ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں، شاید میں اس کے پاس کبھی جاؤں۔ جب میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی شہر میں بارش نازل ہوئی ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں۔ اگرچہ وہاں میرا ایک جانور بھی نہ ہو۔

۹- یہ ابوالخلفاء ہیں

ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے لے جاؤ۔ ابوالخلفاء ہے۔

۱۰- صبر و تحمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی حالت میں بھی صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ خصوصاً جب کہ ان کی بصارت ختم ہو گئی تھی۔ ان سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اگر اپنے بھائی سے کسی ناپسندیدگی کی خبر ملے تو اسے تین درجات میں سے کسی ایک پر رکھتا ہوں۔

۱- یا تو وہ مجھ سے بالا درجہ ہوگا۔ میں اس کی قدر و منزلت کو جانتا ہوں۔

۲- یا وہ میری ہم مثل ہوگا تو میں اس پر مہربانی کرتا ہوں۔

۳- یا وہ درجہ میں مجھ سے کم ہوگا۔ میں اس کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: اے ابن عباس! جب انہوں نے اس کی ضرورت پوری کر دی تو فرمایا: عکرمہ! کیا اس آدمی کی کوئی ضرورت ہے

Marfat.com

جسے ہم پورا کریں۔ اس شخص نے از روئے ندامت اپنا سر جھکا لیا۔ حضرت عکرمہ بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ابن عباس کے ساتھ تھا۔ ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ ایک قوم آئی اس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما اندھے کہاں ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (الحج:۴۶)

ترجمہ: حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔

۱۱- دینِ حق سے محبت

حضرت طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو رب تعالیٰ کی حرمات کی اس طرح تعظیم کرتا ہو جیسے حضرت ابن عباس کرتے تھے۔ ابو محمد الابراہیمی نے کتاب الصلاۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں میں پانی ٹھنڈا ہو گیا۔ ان کی بصارت چلی گئی تو وہ شخص آیا جو آنکھوں میں سوراخ کر کے خون نکالتا تھا اس نے کہا: ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کی آنکھ کا پانی نکال دیں، لیکن آپ کو پانچ دنوں تک نماز نہیں پڑھنا ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: واللہ! ایک رکعت بھی نہیں چھوڑنا۔ میں بیان کرتا ہوں کہ جس نے ایک نماز بھی چھوڑی تو رب تعالیٰ اسے ناراضگی کی حالت میں ملاقات کرے گا۔ آخری شدت جس کو مومن برداشت کرتا ہے وہ موت ہے۔ اس طرح ان کے والد اور دادا جان کی بینائی بھی ختم ہو گئی تھی۔

۱۲- کرم وسخاوت

روایت ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چار ہزار دراہم دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے انہیں بنو عبدالمطلب میں تقسیم کر دیا۔ انہوں نے کہا: ہم صدقہ قبول نہیں کرتے۔ انہوں نے فرمایا: یہ صدقہ نہیں۔ بلکہ ہدیہ ہے۔

Marfat.com

۱۳- حضور اکرم ﷺ نے انہیں نفع بخش کلمات سکھائے

عبد بن حمید، خلعی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بچے! کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو تمہیں فائدہ دیں۔ رب تعالیٰ (کے دین) کی حفاظت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اس کے دین کی حفاظت کرو تم اسے اپنے آگے پاؤ گے۔ عمدہ حالات میں رب تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تمہیں شدت میں یاد رکھے گا۔ جب مانگو تو رب تعالیٰ سے مانگو۔ جب مدد مانگو تو رب تعالیٰ سے مدد مانگو۔ روز حشر تک جو کچھ ہونے والے ہے اسے لکھ کر قلم خشک ہوگیا ہے۔ جان لو! اگر ساری مخلوق جمع ہو جائے کہ وہ تمہیں ایسی چیز دیں جسے رب تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں نہیں لکھا وہ اس پر قدرت نہ رکھیں گے۔ یا وہ تم سے وہ چیز روک لیں جسے رب تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے تو اس پر قادر نہ ہو سکیں گے۔ رضا اور یقین کے ساتھ رب تعالیٰ کے لیے عمل کرو۔ جان لو نصرت صبر کے ساتھ ہے۔ ناپسندیدہ امر پر صبر خیر کثیر ہے۔ کشادگی تکلیف کے ساتھ ہے تنگی کے بعد کشادگی ہے۔

۱۴- بچپن سے ہی خیر سے محبت

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ عشاء کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا: کیا بچے نے نماز پڑھ لی ہے۔ اہل خانہ نے بتایا: ہاں! آپ ﷺ آرام فرما ہو گئے جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ ﷺ اٹھے وضو کیا۔ میں بھی اٹھا اور آپ ﷺ کے بقیہ پانی سے وضو کیا۔ اپنی چادر اوڑھی اور آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور مجھے گھما کر اپنی دائیں سمت کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانچ یا سات رکعتیں ادا کیں اسی کے ساتھ وتر پڑھے ان کے آخر میں سلام پھیرا۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت ام

Marfat.com

المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی۔ میں نے کہا: میں آج آپ ﷺ کے معمولات ضرور دیکھوں گا۔ آپ ﷺ نے رات کے وقت قیام فرمایا۔ میں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ آپ ﷺ نے پیشاب کیا۔ ہلکا سا وضو کیا، پھر آپ ﷺ لوٹ آئے، پھر آپ ﷺ اٹھے، پھر پیشاب کیا، پھر بہت عمدہ وضوء کیا۔ رات کے وقت نماز ادا کی۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہاتھ بڑھایا۔ مجھے سر سے پکڑ کر اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے چار، پھر چار رکعتیں ادا کیں پھر تین رکعتوں سے انہیں وتر بنا دیا پھر آپ ﷺ سو گئے میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر موذن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے تازہ وضو نہ کیا۔ ابن ابی شیبہ نے ان سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بسر کی۔ آپ ﷺ رات کے وقت نماز پڑھنے کے لئے اٹھے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان یا سر سے پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔

امام عبدالرزاق نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی۔ آپ ﷺ نے رات کے وقت قیام کیا۔ آپ ﷺ روشندان کے پاس آئے، پھر تشریف لائے، چہرہ انور اور ہاتھ دھوئے، اٹھے اور قیام فرمایا۔ پھر مشکیزہ کے پاس آئے تو دو وضوؤں کے مابین وضو کیا۔ اسے کثرت سے نہ کیا، پھر آپ ﷺ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ میں تیزی سے چلا تاکہ آپ ﷺ مجھے دیکھ نہ لیں، پھر آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ میں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح آپ ﷺ نے کیا تھا میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے کان سے پکڑا اور دائیں سمت کر لیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے۔ آپ ﷺ نے تیرہ رکعتیں پڑھیں ان میں دو فجر کی رکعتیں تھیں پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور سو گئے۔ سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے، پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو نماز کے لئے جگایا۔ آپ ﷺ نماز کے لئے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے وضو نہ کیا۔ انہوں نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

Marfat.com

میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھا۔ آپ ﷺ اٹھے۔ آپ ﷺ رات کی نماز پڑھنے لگے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا، پھر تیرہ رکعتیں پڑھیں۔ ہر رکعت میں آپ ﷺ نے سورت مزمل کے برابر قیام کیا۔

۱۵۔ یہ قریش کے شیخ ہیں

ابوزرعہ رازی نے العلل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آیا۔ میں نے عرض کی: میں رات تمہارے ہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: تم ہمارے ہاں کیسے رات بسر کرو گے۔ ہمارے پاس ایک ہی بستر ہے۔ میں نے کہا: مجھے تمہارے بستر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا آدھا ازار نیچے بچھا لوں گا۔ میں تمہارے تکیہ کے پچھلے حصے پر اپنا سر رکھ لوں گا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت میمونہ نے آپ ﷺ کو حضرت ابن عباس کی بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قریش کا شیخ ہے۔

۱۶۔ مصیبت کے وقت نماز کی طرف رجوع

طبرانی نے حضرت حسان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم گروہ انصار کو والی سے ایک کام پڑ گیا۔ ہم نے اس سے ایک مشکل کام کرانا تھا۔ ہم قریش کے کچھ افراد لے کر اس کے پاس گئے۔ انہوں نے اس کے ساتھ بات کی، اور حضور اکرم ﷺ کی ہمارے بارے میں وصیت یاد کرائی۔ کام کے مشکل ہونے کا تذکرہ کیا قوم نے معذرت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے بہت زیادہ اصرار کیا۔ بخدا! اسے کام کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

ہم باہر نکلے حتیٰ کہ مسجد میں داخل ہوئے۔ وہاں لوگ جمع تھے۔ حضرت حسان نے فرمایا: تو میں مسکرا پڑا۔ بخدا! وہ اس کے تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ وہ نبوت کے بقیہ اور احمد

Marfat.com

مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں۔

قوم نے کہا: حسان! اعتدال کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حسان! انہوں نے سچ کہا ہے: اعتدال کے ساتھ۔ حضرت حسان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔ انہوں نے یہ اشعار کہے۔

اذا ما ابن عباس بدالك وجهه
رأیت له فی کل مجمعة فضلا

ترجمہ: جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا چہرہ تمہارے سامنے آئے گا تو تم کو ان کے پورے جسم میں فضیلت ہی نظر آئے گی۔

اذا قال لم یترك مقالا لقائل
بمنتظمات لاتری بینها فصلا

ترجمہ: جب وہ بات کرتے ہیں تو کہنے والے کے لئے کسی بات کو ترک نہیں کرتے۔ ان کی ترتیب اس طرح ہوتی ہے کہ تمہیں ان میں فاصلہ نظر نہ آئے گا۔

کفی وشفی ما فی النفوس فلم یدع
لذی ارب فی القول جدا و هزلا

ترجمہ: وہ کافی ہوتا ہے۔ جو کچھ نفوس میں ہوتا ہے اور اس کے لئے شافی ہوتا ہے وہ کسی دانا کے لئے کوئی جھگڑا یا غیر سنجیدہ بات نہیں چھوڑتے۔

سموت الی العلیاء بغیر مشقة
فنلت ذراها لا دنیا ولا و غلا

ترجمہ: تم مشقت کے بغیر ہی رفعتوں تک پہنچ گئے۔ تم نے اس کی چوٹی کو سر کر لیا، نہ کہ صرف قریب ہوا اور نہ کوتاہی کی۔

خلقت خلیقا للمروٴة والندی
بلیجا ولم تخلق کهاما ولا خبلا

Marfat.com

ترجمہ: آپ کو مروت اور جود و سخا کا نیر تاباں بنا کر پیدا کیا گیا اور آپ کو بزدل اور کم ہمت پیدا نہیں کیا گیا۔

والی نے کہا: کہام۔ سے مراد اس نے میری ہی ذات لی ہے۔ رب تعالیٰ میرے اور ان کے مابین ہے۔

۱۷۔ وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال طائف میں ہوا۔ ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ ایک پرندہ آیا۔ اس کی طرح کا پرندہ پہلے نہیں دیکھا گیا تھا جو اس کی نعش میں داخل ہو گیا۔ جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر پر یہ آیات پڑھی گئیں۔

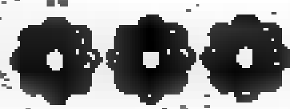
یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿۲۹﴾ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۰﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے نفس مطمئن واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی ہے شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں۔

عبداللہ بن یاسین نے اپنے والد گرامی سے اس طرح روایت کیا ہے مگر انہوں نے فرمایا: سفید پرندہ آیا جسے الغرنوف کہا جاتا تھا۔ یحییٰ بن بکیر نے فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وصال ۶۸ھ کو ہوا اس وقت ان کی عمر ۷۱ یا ۷۲ سال تھی۔ وہ اپنی داڑھی کو صفر سے رنگتے تھے۔

اولاد پاک

ان کی اولاد میں سے حضرات عباس، علی البجار، فضل، محمد، عبید اللہ، لبابہ اور اسماء رضی اللہ عنہم تھے۔



Marfat.com

بعض بنو عباس کا تعارف

ان کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا

۱- عبدالرحمٰن۔ ان کی ولادت حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ہوئی۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ یہ اپنے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ بلاذری نے لکھا ہے: ان کا وصال طاعون عمواس میں ہوا تھا لیکن مصعب نے لکھا ہے: یہ اپنے بھائی حضرت معبد کے ہمراہ افریقہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اور ہجرت کا پینتیسواں سال تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح بھی ان کے ساتھ ہی شہید ہوئے تھے۔ ابن کلبی نے لکھا ہے: وہ شام میں شہید ہوئے تھے۔

۲- حضرت معبد رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئے، مگر آپ ﷺ سے کچھ بھی روایت نہیں کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ مکرمہ پر عامل مقرر کیا تھا۔ یہ افریقہ میں شہید ہوئے۔ ان کی اولاد تھی۔

۳- حضرت کثیر رضی اللہ عنہ۔ ان کی کنیت ابو تمام تھی۔ یہ آپ ﷺ کے وصال سے کچھ ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت ہجرت کو دس سال ہو چکے تھے۔ یہ فقیہ، ذکی اور فاضل تھے۔ ان کی اور ان کے بھائی تمام کی والدہ کا نام سبا تھا وہ رومیہ یا حمیریہ تھیں۔

۴- السراج تمام۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دانتوں پر زرد میل لے کر میرے پاس نہ آیا کرو۔ اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ (بغوی)۔

ابو عمر نے لکھا ہے: حضرت تمام رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے سب

Marfat.com

سے چھوٹے تھے وہ انہیں اٹھا کر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

تموا بتمام فصاروا عشرہ یارب فاجعلھم کراما بررہ

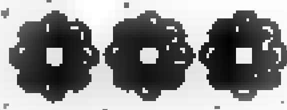
واجعل لھم ذکرا و انم الشجرہ

ترجمہ: تمام کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ دس بن گئے۔ مولا! انہیں کریم اور پاکباز بنا دے۔ مولا! انہیں تذکرہ بنا دے اور نسل کی نشوونما فرما۔

ابن سعد نے لکھا ہے: بیٹیوں میں حضرات ام حبیبہ، زمیمہ اور صفیہ تھیں۔ ان کی اکثر اولاد حضرت ام الفضل سے تھی۔

تنبیہ

جو کچھ ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ تمام چھوٹے تھے یہ اس مؤقف کے معارض ہے جو کثیر کے متعلق پہلے گزر چکا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے: کہ حضرت کثیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے چند ماہ پہلے پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت تمام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا تھا، تو یقیناً حضرت کثیر ان سے چھوٹے ہی ہوں گے۔



Marfat.com

حضرت ابوسفیان بن حارث کے مناقب

۱-ولادت اور نام

ان کا نام ابوسفیان تھا۔ یہ آپ ﷺ کے چچا تھے۔ رضاعی بھائی بھی تھے ان کی والدہ کا نام غزیہ بنت قیس تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام المغیرہ تھا۔ دارقطنی نے اس کے علاوہ اور کوئی ذکر نہیں کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی کنیت ان کا نام ہی ہے۔ مغیرہ ان کا بھائی تھا۔ یہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی اور ہجو بیان کی۔

۲-اسلام قبول کر لینا

انہوں نے فتح مکہ کے سال اسلام قبول کیا۔ اپنا اسلام بہت عمدہ کیا۔ حیاء کی وجہ سے کبھی آپ ﷺ کے سامنے سر نہ اٹھایا۔ ان کے ہمراہ ان کے لختِ جگر حضرت جعفر نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ الابواء کے مقام پر آپ ﷺ سے ملے اور آپ ﷺ کے دخول مکہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا۔ ایک قول یہ ہے کہ انہوں نے اور عبداللہ بن ابی امیہ نے سقیا اور عرج کے مابین آپ ﷺ سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی: اپنے چچا زاد اور بھائی کا انکار نہ فرمائیں اپنے پھوپھی زاد کا بھی انکار نہ فرمائیں کہ وہ سب سے زیادہ بدبخت ہو جائیں گے۔ ان سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم آپ ﷺ کے چہرہ انور کی سمت آنا اور وہ کچھ عرض کرنا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان سے عرض کی تھی۔

تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ (یوسف:۹۱)

ترجمہ: خدا کی قسم! بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر اور بیشک ہم ہی خطا کار تھے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہیں فرماتے کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمدہ بات لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو رد فرمائیں۔ ابوسفیان نے اسی طرح کیا آپ نے فرمایا: وہ (اللہ تعالیٰ) آج تمہیں معاف کر دے۔ وہ سارے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

۳-ان کے لئے جنت کی بشارت

حضرت ابوعمر نے حضرت عروہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان اہل جنت کے جوانوں سے ہیں۔ وہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (ابن سعد، حاکم) حاکم اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوحیہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان میرے اہل میں سے بہترین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز حنین فرمایا تھا: میں جس سمت میں دیکھتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے اہل میں سے بہترین ہیں۔

۴-ان کے کچھ فضائل

انہوں نے غزوۂ حنین میں شرکت کی۔ بہت بہادری کا اظہار کیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ ان کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی لگام سے دور نہ ہوا تھا۔ یا رکاب سے دور نہ ہوا تھا حتیٰ کہ لوگ دور چلے گئے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے۔

۵-وصال

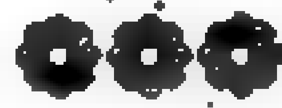
۲۰ھ کو ان کا وصال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ دار عقیل بن ابی طالب میں مدفون ہوئے۔ ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ وہ بقیع میں مدفون ہوئے۔ یا ان کا وصال ۱۵ھ کو ہوا۔ انہوں نے اپنے وصال سے تین روز قبل اپنی قبر انور کھود لی تھی۔ ان کے وصال کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے سر میں پھنسی تھی۔ نائی نے ان کا حلق کیا اسے کاٹ دیا۔ وہ مریض رہے حتیٰ کہ حج کے بعد ان کا وصال ہو گیا۔ جب وصال کا وقت آیا تو فرمایا: مجھ پر نہ رود میں نے جب سے اسلام قبول

Marfat.com

کیا ہے ایک خطا بھی نہیں کی۔

۶-اولاد

ان کی اولاد میں سے حضرت عبداللہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے روایت کیا۔ انہوں نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ دوسرے بچے کا نام جعفر تھا۔ انہوں نے غزوہ حنین میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی تھی۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ آپ ﷺ کو لازم پکڑے رکھے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت جعفر کا وصال حضرت امیر معاویہ کے عہد حکومت میں ہوا تھا۔ ایک اور بیٹے کا نام ابوالھیاج تھا۔ یا ان کا نام عبداللہ تھا یا علی تھا۔ بیٹیوں میں حضرت عاتکہ تھیں۔ ان کے ساتھ معتب بن ابی لہب نے نکاح کیا تھا۔ ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔ ابن سعد نے ان کی اولاد میں مغیرہ، حارث اور کعب کو شامل کیا ہے۔ انہوں نے روایت بھی کی ہے۔ ان کا لقب ببہ تھا۔



Marfat.com

حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب

۱-اسم اور کنیت

ان کا نام نوفل وارد نہیں ہے۔ ان کی کنیت ابو الحارث تھی۔ یہ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے بلکہ بنو ہاشم کے سارے مسلمانوں سے بڑے تھے حتیٰ کہ حضرات حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما سے بھی بڑے تھے۔ غزوہ بدر میں اسیر ہوئے۔ حضرت عباس نے ان کا فدیہ ادا کیا۔ یا خود اپنا فدیہ ادا کیا۔

۲-اسلام قبول کرنا

غزوہ خندق کے دنوں میں اسلام لائے اور ہجرت کی یا اس روز اسلام قبول کر لیا تھا جب فدیہ دیا تھا۔ ابن سعد نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے۔ جب نوفل اسیر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا فدیہ ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی: میرے پاس کوئی چیز نہیں جس سے اپنا فدیہ ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے وہ نیزے بطور فدیہ دے دو جو جدہ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی: بخدا! میرے رب تعالیٰ کے بعد میرے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ جدہ میں میرے نیزے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول محترم ﷺ ہیں۔

۳-فضائل

انہوں نے فتح مکہ، حنین اور طائف کے غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ یوم حنین کو آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے تین ہزار نیزوں سے آپ ﷺ کی مدد کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ میں تمہارے نیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو مشرکین کی کمریں توڑ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے اور حضرت عباس کے مابین رشتہ اخوت قائم کیا تھا۔ یہ

Marfat.com

زمانۂ جاہلیت میں بھی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

۴-وصال

حضرت نوفل کا جب وصال ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کو ایک سال اور کچھ ماہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع لے گئے۔ وہیں ان کو دفن کر دیا۔

۵-اولاد

ان کی اولاد میں حارث، عبداللہ، عبیداللہ، مغیرہ، سعید، عبدالرحمٰن اور ربیعہ تھے۔ حارث کا لقب ببہ تھا، کیونکہ ان کی ماں ہند بنت ابوسفیان انہیں لوریاں دیتے ہوئے کہتی تھیں:

لا نكحن ببه جاريه حدلبه
مكرمه محبه بحب اهل الكعبه

ترجمہ: میں ببہ کا نکاح کروں گی ایسی لڑکی کے ساتھ جو موٹی اور بھاری بھر کم ہو گی۔ جو تکریم اور محبت کرنے والی ہو گی جیسے اہل کعبہ محبت کرتے ہیں۔

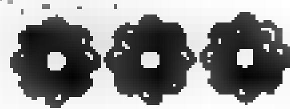
انہوں نے اپنے والد گرامی کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ آپ ﷺ کے عہد ہمایوں میں جوان تھے۔ ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔ وہ لے کر بارگاہ رسالت مآب میں آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں گھٹی دی۔ ان کے لئے دعا کی حضور اکرم ﷺ نے انہیں مکہ مکرمہ کے کچھ امور پر عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں عامل بنایا تھا، پھر مدینہ طیبہ سے بصرہ چلے گئے۔

اہل بصرہ نے ان پر اس وقت اتفاق کیا تھا جب یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا۔ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرہ میں وصال کیا تھا۔ مغیرہ کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ مکہ میں ہجرت سے قبل پیدا ہوئے، یا بعد میں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حیات طیبہ کے چھ سال پائے۔ انہوں نے ہی عبدالرحمٰن بن ملجم کو چادر ڈال کر اس وقت پکڑا تھا جب اس نے حضرت علی

Marfat.com

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تھا۔ انہوں نے اسے گرفتار کرلیا جب لوگ اسے پکڑنے لگے تو اس نے ان پر تلوار سے حملہ کردیا وہ باہر نکل گئے مغیرہ بن نوفل نے اس پر چادر پھینک دی۔ اسے اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اس سے تلوار چھین لی۔ وہ بہت قوی تھے، پھر ابن ملجم کو قید کردیا گیا حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ اسے بھی قتل کردیا گیا۔ یہی حضرت مغیرہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں قاضی تھے۔ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ صفین میں شرکت کی، اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تھا۔ انہوں نے آپ سے روایت بھی کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی روایات مرسل ہیں۔ انہوں نے آپ سے سماعت نہیں کی۔ ان کی اولاد میں عبدالملک بن مغیرہ تھے۔

عبداللہ بن نوفل بہت حسین تھے وہ حضور اکرم ﷺ کے مشابہ تھے۔ حضرت امیر معاویہ کے دورِ حکومت میں انہیں سب سے پہلے مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ حضرات عبید اور سعید سے علم روایت کیا گیا ہے جب کہ عبدالرحمٰن اور ربیعہ کی اولاد نہ تھی۔



Marfat.com

حارث بن عبدالمطلب کی اولاد

۱۔ ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ

ابوار دی ان کی کنیت تھی۔ حضور اکرم ﷺ ان کی توصیف فرماتے تھے اور تکریم کرتے تھے۔ دارقطنی نے کتاب الاخوۃ والاخوات میں آپ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ربیعہ بہترین شخص ہے اگر بال چھوٹے رکھیں اور کپڑے سمیٹیں۔ حضور اکرم ﷺ انہیں ہر سال ایک سو وسق خیبر کی کھجوریں عطا کرتے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے تجارت میں شریک تھے۔ انہوں نے ۲۳ھ میں وصال کیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت تھا۔ ان کی بیٹیاں اور بیٹے تھے۔ ان کے بیٹوں میں عباس، عبدالمطلب، عبداللہ، حارث، امیہ، عبد شمس اور آدم بن ربیعہ تھے۔ وہ بنو ہذیل میں دودھ پیتے تھے۔ حضرت عباس بہت قدر ومنزلت والے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں انہیں ایک گھر دیا تھا۔ انہوں نے انہیں ایک ہزار دراھم دیئے تھے۔ ابن حبان نے مطلب بن ربیعہ سے روایت کیا تھا۔

۲۔ عبد شمس بن حارث

آپ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں وصال کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی قمیض میں دفن کیا تھا۔ ان کے حق میں فرمایا: انہیں سعادت نے آلیا ہے۔ دارقطنی نے الاخوۃ والاخوات میں اور امام بغوی نے معجم میں لکھا ہے: کہ ان کی اولاد نہ تھی جب کہ ابن قتیبہ نے لکھا ہے: کہ ان کی اولاد شام میں تھی۔ ان کی قلت کی وجہ سے انہیں الموزہ کہا جاتا تھا ان کی تعداد کبھی تین سے زائد نہ ہوئی تھی۔

Marfat.com

۳- مغیرہ بن حارث

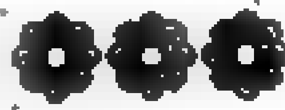
یہ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کے قاضی تھے۔ انہوں نے صفین میں شرکت کی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد حضرت امامہ بنت ابی العاص سے نکاح کر لیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھیں۔

۴- ہند بنت ربیعہ

ایک قول کے مطابق ان کا نام اسماء تھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد ہمایوں میں پیدا ہوئی تھیں حبان بن منقذ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا تھا ان کے ہاں واسع بن حبان اور یحییٰ بن حبان پیدا ہوئے تھے۔

۵- اروی بنت حارث

ان کا تذکرہ ابن قتیبہ اور ابو سعد نے کیا ہے ان سے نکاح ابو وداعہ بن صبرہ السہمی نے کیا تھا۔ ان کے ہاں مطلب اور ابو سفیان بن ابی وداعہ پیدا ہوئے تھے۔



Marfat.com

حضرت زبیر بن عبدالمطلب، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما

اور ابولہب کی اولاد

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے تین بچے تھے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں صاحبزادے کا نام عبداللہ بن زبیر تھا۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت ابی وہب تھیں۔ انہوں نے اسلام کو پالیا تھا۔ اسلام قبول کیا۔ یوم حنین آپ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یوم اجنادین میں شہید ہوئے تھے۔ ان کے اردگرد روم کا ایک گروہ مقتول پڑا تھا۔ انہوں نے انہیں قتل کیا تھا، پھر زخموں نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔ محمد بن عمر اسلمی نے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے شہید تھے جسے مشہور بطریق نے شہید کیا تھا۔ اس نے آپ کو دعوت مبارزت دی۔ حضرت عبداللہ نے اسے لبیک کہا۔ ان میں کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی پھر حضرت عبداللہ نے اسے داصل جہنم کر دیا۔ اس کا سامان نہ لیا، پھر دوسرے شخص نے دعوت مبارزت دی آپ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ کچھ دیر نیزہ بازی ہوتی رہی، پھر وہ تلواروں کی طرف لپکے۔ حضرت عبداللہ نے اس کے کندھے پر تلوار ماری۔ وہ فرما رہے تھے: "لو۔ میں عبدالمطلب کے بیٹے کا فرزند ہوں۔" اس پر حملہ کیا اور اس کی زرہ کاٹ کر رکھ دی۔ جو اس کے کندھے میں دھنس گئی، پھر رومی شکست خوردہ ہو کر چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے انہیں قسم دی کہ وہ دعوت مبارزت نہ دیں۔ انہوں نے فرمایا: میں صبر نہیں کر سکتا۔ جب تلواریں باہم ملیں اور انہوں نے ایک دوسرے کو کاٹا تو رومیوں کے گروہ میں دس افراد مقتول پائے گئے۔ یہ ان کے مابین شہید پڑے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ حضور اکرم ﷺ انہیں چچازاد اور محبوب فرماتے تھے۔ بعض کہتے تھے: میری والدہ کے فرزند! ان کی اولاد نہ تھی۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔

Marfat.com

صاجزادیوں میں سے ایک حضرت ضباعہ تھیں انہیں ہی آپ نے حج میں استمرار کا حکم دیا تھا۔ یہ حضرت مقداد بن اسود کی زوجیت میں تھیں۔ دوسری صاجزادی ام الحکم تھیں۔ یہ ربیعہ بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاں عمارہ اور یعلی پیدا ہوئے۔ ان کے ہاں پانچ بچے پیدا ہوئے مگر نسل آگے نہ چلی۔

ابولہب کے پانچ بیٹے تھے۔

۱- عتبہ۔

۲- معتب۔ انہوں نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا تھا یہ بھاگ گئے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں بلایا انہوں نے حنین میں شرکت کی۔ طائف کے غزوہ میں بھی شرکت کی۔ حنین کے روز حضرت معتب کی آنکھ پھوڑ دی گئی۔ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے نہ تھے نہ ہی مدینہ طیبہ گئے تھے ان کی اولاد تھی۔

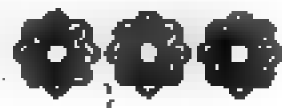
۳- درہ۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا یہ حضرت حارث بن نوفل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ انہیں فرماتے تھے: تم مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔ اسے طبرانی نے صحیح کے راویوں سے نقل کیا ہے۔

۴- خالدہ۔ ان کی ماں کا نام ام جمیل تھا۔ ان کے ساتھ نکاح اوفی بن حکیم نے کیا تھا۔ ان کے ہاں عبیدہ، سعید اور ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔

۵- عتیبہ۔ یہ بحالت کفر میں مرا تھا۔ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ اس کی زوجیت میں تھیں۔ اسلام آیا تو اس نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب عتیبہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جدا کر دیا تو آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کے دین کا انکار کیا۔ آپ کی بیٹی کو جدا کر دیا نہ آپ ﷺ میرے پاس آنا نہ ہی میں آپ ﷺ کے پاس آؤں گا۔ اس نے آپ ﷺ پر حملہ کر دیا آپ ﷺ کی قمیض مبارک کو پھاڑ دیا۔ وہ شام کی طرف جا رہا تھا آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا: میں رب تعالیٰ سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ اپنا کتا تجھ پر مسلط کر دے۔ وہ قریش کے ایک گروہ کے ساتھ عازم سفر ہوا وہ شام کے کسی علاقے میں ٹھہرے جسے الزرقہ کہا جاتا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ اس رات ان کی سمت ایک شیر آیا۔ عتیبہ نے کہا: بخدا! میری ماں کی ہلاکت! یہ مجھے کھا جائے گا جیسے محمد عربی ﷺ نے دعا کی ہے کہا، ابن ابی کبشہ میرے قاتل ہیں۔ وہ مکہ میں ہیں میں شام میں ہوں۔ سارے لوگوں کو چھوڑ کر شیر نے اس پر حملہ کر دیا۔ سر سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اور اسے مار ڈالا۔



Marfat.com

آپ کے ماموں

الاسود بن عبد یغوث

علامہ بلاذری نے لکھا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا ماموں تھا۔ یہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتا تھا، پھر عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے اسود بن عبد یغوث کی گردن پکڑی ان کی کمر جھکادی حتیٰ کہ اسے ٹیڑھا کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرا ماموں۔ میرا ماموں"۔ انہوں نے عرض کی: محمد عربی! ﷺ اسے چھوڑ دیں۔

ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ماموں الاسود بن وہب سے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے یہ سکھا دیتا ہے پھر وہ انہیں کبھی بھی فراموش نہیں کرتا۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! یارسول اللہ! ﷺ آپ نے فرمایا: یوں کہو:

اللھم انی ضعیف فقو فی رضاك ضعفی و خذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتھی رضای۔

ابن مندہ نے اسود بن وہب آپ ﷺ کے ماموں سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے متعلق نہ بتاؤں جس کے ساتھ رب تعالیٰ تمہیں نفع دے؟ فرمایا: سود کا لین دین کرنا ستر گناہوں کے برابر ہے اور ان میں سے ادنیٰ گناہ کا درجہ آدمی کا اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا ہے کسی شخص کا اپنے بھائی سے سودی لین دین کرنا ناحق اس کی عزت کے ساتھ عداوت کرنا ہے۔

ابن شاہین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کے ماموں حضرت اسود بن وھب نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ماموں! آجائیں۔ وہ اندر آئے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ انہوں نے

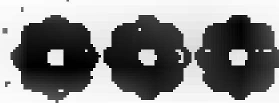
Marfat.com

عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر بیٹھوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ماموں باپ ہی ہوتا ہے۔

خرائطی نے مکارم اخلاق میں ضعیف سند سے محمد بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ عمیر بن وہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماموں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پر بیٹھوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ماموں والد ہی ہوتا ہے۔ یا وارث ہوتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا جبرائیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آئے۔۔۔۔

ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خالہ کو غلام دیا۔ فرمایا: اسے قصاب حجام یا سنار نہ بنانا۔



Marfat.com

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

Marfat.com

Marfat.com

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا اجمالی تذکرہ اوران کے ساتھ نکاح فرمانے کی ترتیب

۱-آپ نے صرف جنتی خاتون سے ہی نکاح فرمایا

ابن ابی خیثمہ نے ہند بن ابی ہالہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رب تعالیٰ نے انکار فرمایا ہے مگر یہ کہ میں صرف اہل جنت سے ہی نکاح کروں۔

۲-ان کی تعداد اور ترتیب

ان کی تعداد گیارہ ہے۔ ابو طاہر المخلص نے سیف بن عمر کی سند سے (یہ بہت ہی زیادہ ضعیف تھا) حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پندرہ (عفت مآب) خواتین سے نکاح فرمایا۔ تیرہ سے حق زوجیت ادا کیا۔ گیارہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں رہیں۔ جب وصال فرمایا تو نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔ ابن عساکر نے بحر بن کثیر السقاء کی سند سے (یہ بہت ہی زیادہ ضعیف تھا) حضرت انس سے، عثمان بن مقسم کی سند سے، یہ متروک تھا حضرت قتادہ سے موقوفاً روایت کیا ہے، ابن بحر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور ازواج مطہرات کی تعداد بارہ یا تیرہ لکھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام شریک بنت جابر اور نشاۃ بنت رفاعہ سے بھی حق زوجیت ادا کئے تھے مگر میں نے ان کا تذکرہ نہ تو التجرید از امام ذہبی میں پڑھا ہے نہ ہی الاصابہ میں۔ جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کئے لیکن حق زوجیت ادا نہ کیا۔ وہ عمرہ بنت یزید الغفاریہ اور الشنباء تھیں مگر میں نے اس کا ذکر نہیں پایا۔

چھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا تعلق قریش سے تھا۔ ۱-حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ ۲-

Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ ۳- حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔ ۴- حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ ۵- حضرت ام سلمہ ہند بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔ ۶- حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔ چار ازواجِ مطہرات قریش کے علاوہ عربیہ تھیں۔ ۱- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔ ۲- حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ ۳- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ ۴- حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا۔ ایک زوجہ محترمہ غیر عربیہ تھیں ان کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ وہ حضرت صفیہ بنت حیی تھیں۔

یہ وہ مشہور ازواجِ مطہرات ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفۂ زوجیت ادا کیا ان میں دو کا بھی اختلاف نہیں ان کے علاوہ بقیہ کا تذکرہ انفرادی طور پر آئے گا۔ دو ازواج مطہرات آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی وصال کر گئی تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔ ریحانہ کے متعلق اختلاف ہے ان کا تذکرہ سراری میں آئے گا۔ ابو عبید معمر بن المثنی نے تحریر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا، پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ کے عقد نکاح میں نو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں۔

ان میں پانچ کا تعلق خاندان قریش کے ساتھ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ تین عرب تھیں لیکن قریش کے ساتھ تعلق نہ تھا۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہن۔ ایک غیر عرب تھیں وہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں۔ بلا اختلاف سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا عبالۂ عقد میں آئیں۔ ان کی زندگی میں کسی خاتون سے نکاح نہ فرمایا۔ بقیہ کی ترتیب میں اختلاف ہے جب کہ اتفاق اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان تمام کے ساتھ نکاح فرمایا تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل نے لکھا ہے: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت

Marfat.com

سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت زینب بنت خزیمہ الکندیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے التجاء کی تھی کہ آپ انہیں طلاق دے دیں۔ حضرت قتادہ نے یہ ترتیب اس طرح لکھی ہے: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پھر حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا۔

ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے پھر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے (مکہ مکرمہ میں) پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (ہجرت سے دو سال قبل) پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے (غزوہ بدر کے بعد ۷ ھ کو) پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے (۲ھ) پھر حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے (سنہ ۳ھ میں) پھر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے (۵ھ) پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے (۶ھ) پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے (۷ھ) پھر حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے، پھر فاطمہ بنت سرع رضی اللہ عنہا سے، پھر زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے پھر ہند بنت زید رضی اللہ عنہا سے، پھر اسماء بنت نعمان رضی اللہ عنہا سے، پھر قتیلہ بنت اشعث رضی اللہ عنہا سے، پھر شنباء بنت اسماء رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

میں کہتا ہوں کہ عنقریب حضرات فاطمہ، ہند، اسماء، شنباء رضی اللہ عنہن کے متعلق گفتگو آئے گی۔

عقیل اور امام زہری نے ان کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت عقیل نے کہا: حضرت خدیجہ، پھر حضرت عائشہ، پھر حضرت ام حبیبہ، پھر حضرت حفصہ، پھر حضرت ام سلمہ پھر حضرت زینب بنت جحش، پھر حضرت جویریہ، پھر حضرت میمونہ پھر صفیہ، پھر کندہ میں سے بنو جوث کی ایک عورت، پھر عمریہ پھر عالیہ رضی اللہ عنہن سے نکاح فرمایا۔

حضرت یونس نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت خدیجہ، پھر حضرت عائشہ، پھر حضرت سودہ سے، پھر حضرت حفصہ سے، پھر حضرت ام حبیبہ سے، پھر حضرت ام سلمہ سے پھر حضرت زینب بنت جحش سے، پھر حضرت میمونہ سے، پھر حضرت

Marfat.com

جویریہ سے، پھر حضرت عائشہ سے (ان کا حق مہر چار سو دراھم تھے۔ ان کے والد گرامی نے آپ کا نکاح کیا تھا) پھر حضرت سودہ سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح ان کے والد نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار سو دراھم تھا، پھر آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح ان کے والد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، پھر حضرت زینب بنت مریم سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح عقبہ بن عمرو نے کیا تھا، پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کاشانہ نبوت میں آئیں۔ ان کا نکاح ان کے نورِ نظر سلمہ بن ابی سلمہ نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر ایک بستر جس میں پتے تھے، ایک پیالہ اور ایک چکی تھا، پھر آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح احمد بن جحش نے کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار سو دراھم تھا۔ پھر حضرت جویریہ سے نکاح فرمایا۔ ان کا نکاح حضرت خالد بن سعید نے کیا تھا، پھر حضرت ریحانہ سے نکاح فرمایا پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا ان کا نکاح خالد بن سعید نے کیا تھا، جبکہ یہ حبشہ میں تھیں۔ ان کا حق مہر آپ ﷺ نے مقرر کیا تھا، پھر حضرت صفیہ سے، پھر حضرت میمونہ سے، ان کا نکاح حضرت عباس نے کیا تھا۔ حضرت عباس نے ان کا حق مہر ادا کیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ انھوں نے اپنا آپ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ ان کا نکاح خالد بن سعید نے کیا تھا نجاشی نے اپنی طرف سے ان کا حق مہر ۴۰۰ دینار ادا کیا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی طرف سے انھیں پیغام نکاح دیا تھا۔

تنبیہ

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی اکثر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا حق مہر چار سو دراھم تھا لیکن اس کے مخالف وارد ہے۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر بارہ اوقیہ اور کچھ ہوتا تھا۔ انھوں نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں! فرمایا نصف اوقیہ۔ یہ پانچ سو دراھم بنتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر تھا یہ صحت کے زیادہ قریب

Marfat.com

ہے کیونکہ یہ متفق علیہ ہے۔ اس میں ابن اسحاق کے قول سے زیادتی بھی ہے۔ زیادہ کے تذکرے میں علم کی زیادتی ہوتی ہے۔

۳- وہ آیات جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی شان میں اتریں

رب تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط (الاحزاب:٦)

ترجمہ: اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

یعنی وہ حرمت کی تعظیم اور ہمیشہ کے لیے نکاح کرنے کی حرمت کی وجہ سے ان کی مائیں ہیں، لیکن انھیں دیکھنا اور ان کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا جائز نہیں۔ یہ ان کے حق میں حرام ہے۔ ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں نہیں کہا جائے گا نہ ان کے بھائیوں کو مسلمانوں کے ماموں کہا جائے گا۔ حضرت زبیر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا یہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی بہن تھیں۔ حضرت عباس نے حضرت ام الفضل سے نکاح کرلیا تھا یہ حضرت میمونہ کی بہن تھیں۔ انھیں مومنین کی خالہ نہیں کہا جائے گا ازواج النبی ﷺ کو مردوں کی امہات المومنین کہا جائے گا۔ عورتوں کی نہیں۔ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے حضرت مسروق نے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: امی! انھوں نے فرمایا: میں تمھاری ماں نہیں ہوں۔ میں تمھارے مردوں کی ماں ہو اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ امت کے حق میں ان کی امومت کا معنی ہے ابداً ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ سورۃ الاحزاب میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (الاحزاب:٢٨)

ترجمہ: اے نبی مکرم! فرمادیجیے اپنی بیویوں کو۔

شیخین نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا حضور اکرم ﷺ اس وقت تشریف لائے جب اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے آپ ﷺ کو اختیار دینے کے لیے فرمایا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے آغاز کیا۔ فرمایا میں تم سے ایک امر کا تذکرہ کرنے لگا ہوں۔ جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ آپ ﷺ جانتے تھے کہ میرے والدین آپ ﷺ کو چھوڑنے کے لیے مجھے مشورہ نہیں دیں گے، پھر فرمایا رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ۔

میں نے عرض کی میں امر کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ اور دار آخرت کا ارادہ کرتی ہوں۔

ان کے ساتھ آپ ﷺ کا حسن سلوک

طیالسی، امام احمد، ابن عساکر نے حضرت عبداللہ جدلی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی آپ ﷺ کا اپنے اہل خانہ میں خلق کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کا اخلاق سارے لوگوں سے عمدہ تھا۔ آپ ﷺ فحش گو نہ تھے۔ قصداً بھی بری بات نہ کرتے تھے بازار میں شور کرنے والے نہ تھے برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے، لیکن بلکہ درگزر فرماتے اور معاف فرماتے تھے۔

حارث ابن اسامہ اور خرائطی اور ابن عساکر نے حضرت عمرہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے متعلق پوچھا گیا جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ہوتے تھے انھوں نے فرمایا آپ ﷺ تمہارے بشر کی مانند بشر (کامل و اکمل) تھے، مگر آپ ﷺ سارے لوگوں سے زیادہ کریم تھے اخلاق عالیہ سب سے حسین تھے سارے لوگوں سے زیادہ نرم تھے ہمیشہ تبسم ریز رہتے تھے ابن سعد نے حضرت میمونہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ایک دن آپ ﷺ میرے پاس سے باہر نکلے۔ میں نے دروازہ بند کر دیا آپ ﷺ تشریف لائے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر

Marfat.com

دیا۔ فرمایا: ''میں تمھیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم دروازہ کھولو۔'' میں نے عرض کی: ''آپ ﷺ میری باری میں کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا: میں نے اس طرح نہیں کیا، لیکن میں نے پیشاب کرنا تھا۔ امام احمد، ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں نے کسی کو اس طرح کھانا پکاتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے حضرت ام المومنین صفیہ کھانا پکاتی تھیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا بھیجا میں نے پیالہ لیا اور اسے توڑ دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے اس عمل کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا برتن کی طرح کا برتن اور کھانے کی طرح کا کھانا۔'' امام احمد، ابو داؤد نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا حضرت زینب آپ ﷺ کے زلف معنبر کو سنوار رہی تھیں۔ آپ ﷺ کے پاس حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ تھیں۔ کچھ اور مہاجرات تھیں جو اپنے گھروں کی شکایات لے کر آئی تھیں۔ وہ چلی گئیں۔ آپ ﷺ ان کی وجہ سے پریشان تھے۔ حضرت زینب نے بات عرض کی آپ ﷺ کے سر اقدس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی آنکھوں سے بات نہیں کر رہی بات بھی کرو اور اپنا کام بھی کرو۔ امام نسائی اور ابو بکر شافعی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ایک دن حضرت سودہ ہمارے حجرہ میں آئیں۔ حضور اکرم ﷺ میرے اور ان کے مابین تشریف فرما تھے۔ ایک ٹانگ مبارک میری گود میں دوسری ان کی آغوش میں تھی۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے خزیرہ بنایا تھا۔ میں نے انھیں کھانے کے لیے کہا مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کھاؤ ورنہ میں اسے تمھارے چہرے پر مل دوں گی، مگر انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نے پیالے میں سے کچھ لیا اور کے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ تبسم فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے ان کی گود سے ٹانگ مبارک اٹھائی تاکہ وہ مجھ سے بدلہ لے سکیں۔ انھیں فرمایا ''ان کے چہرے پر بھی مل دو۔'' انھوں نے پیالے سے کچھ لیا اور میرے چہرے پر مل دیا۔ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انھوں نے

Marfat.com

فرمایا مجھ پر آفت آئی۔قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی جب آپ ﷺ سے وحی جدا ہوئی اور فرشتہ چلا گیا آپ ﷺ نے میرے والد گرامی سے فرمایا: ''اپنی نورِ نظر کے پاس جائیں۔انھیں بتائیں رب تعالیٰ نے ان کا عذر آسمان سے نازل کر دیا ہے۔وہ میرے پاس آئے۔وہ دوڑ رہے تھے قریب تھا کہ گر پڑتے۔انھوں نے کہا: نورِ نظر خوش ہو جا۔رب تعالیٰ نے تمہارا عذر آسمان سے نازل کر دیا ہے۔'' میں نے کہا: ''میں رب تعالیٰ کی تعریف کرتی ہوں، نہ تمہارا نہ ہی تمہارے صاحب کی حمد کرتی ہوں۔جنھوں نے تمھیں بھیجا ہے۔آپ ﷺ اندر تشریف لائے۔میرا بازو پکڑا میں نے اسی طرح کہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جوتا پکڑا تا کہ مجھے ماریں۔میری امی نے انھیں روک لیا۔حضور اکرم ﷺ مسکرا رہے تھے۔

امام احمد، شیخین اور ابو شیخ نے اسود بن یزید سے روایت کیا ہے۔انھوں نے فرمایا میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ بشر (کامل) تھے زلف معنبر سنوارتے تھے۔بکری کو دوہتے، اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے، اپنے کام خود کرتے تھے جوتا درست فرما لیتے تھے۔وہ سارے کام کرتے تھے جو مرد گھروں میں کرتے ہیں۔آپ ﷺ اہل خانہ کی خدمت میں مصروف ہوتے تھے جب موذن کو اذان دیتے سنتے تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔انھوں نے فرمایا ''حضور اکرم ﷺ اہل بیت کے کام کرتے تھے۔آپ ﷺ اکثر کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔

ابن ضحاک نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجوریں نہیں اس کے اہل خانہ بھوکے رہتے ہیں۔جس گھر میں سرکہ نہیں ہوتا اس کے اہل خانہ پر فقر رہتا ہے۔جس گھر میں بچے نہیں اس میں بھلائی نہیں ہوتی۔تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہترین ہو میں اپنے اہل کے لیے تم سب میں سے بہترین ہوں۔

ابو بکر شافعی نے حضرت قاسم سے روایت کیا ہے۔انھوں نے فرمایا میں نے ام المومنین سے پوچھا حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ بشر

Marfat.com

(کامل) تھے اپنے کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے اپنی بکری کو دوھ لیتے تھے۔ اپنی خدمت خود کر لیتے تھے وغیرہ۔

طبرانی نے حبہ اور سواء پسران خالد سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوتے۔ اس وقت آپ کوئی چیز درست فرما رہے تھے۔ ہم نے آپ کی اعانت کی۔ فرمایا: جب تک تمہارے سر حرکت کر رہے اس وقت تک رزق سے مایوس نہ ہو جانا۔ جب انسان کو اس کی ماں جنتی ہے تو اس پر کپڑا بھی نہیں ہوتا، پھر رب تعالیٰ اسے رزق عطا فرما دیتا ہے۔

ابو بشر دولابی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا آپ ﷺ جوتے درست کر لیتے تھے۔ کپڑے کو پیوند لگا لیتے تھے۔ ابن شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ''آپ ﷺ جوتے درست فرما لیتے تھے۔ کپڑے سی لیتے تھے وغیرہ۔ امام عبدالرزاق نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا ''کیا حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں کام کر لیتے تھے؟ انھوں نے فرمایا ''ہاں! آپ ﷺ جوتے درست فرما لیتے تھے۔ کپڑے سی لیتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں اسی طرح کام کرتے جیسے تم میں سے کوئی ایک گھر میں کام کرتا ہے۔ ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے تو آپ ﷺ انھیں سلام کرتے تھے۔

امام نسائی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب میں اذن طلب کیا۔ انھوں نے سنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آواز بلند تھی۔ انھوں نے انھیں مارنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ کہا ''فلانہ کی بیٹی! تم اپنی آواز حضور اکرم ﷺ کی آواز سے بلند کرتی ہو۔ وہ غصے کی

Marfat.com

حالت میں باہر نکل گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! کیسا رہا۔ میں نے تمھیں اس شخص سے بچا لیا تھا پھر سیدنا صدیق اکبر نے اذن طلب کیا جبکہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صلح ہو گئی تھی۔ انھوں نے کہا صلح میں اسی طرح داخل ہو جاؤ جیسے شکر رنجی میں داخل ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم نے اس طرح کر دیا ہے۔"

امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ اپنی کسی زوجہ کریمہ کے پاس تھے۔ میرا گمان ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ تھیں۔ امام نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ انھوں نے ازار باندھا ہوا تھا۔ ان کے پاس پتھر تھا۔ انھوں نے اسی کے ساتھ پیالہ توڑ دیا۔ تو ان کی طرف دوسرا پیالہ بھیج دیا گیا۔ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ وہ بلاشبہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ ہی تھیں کسی ام المومنین نے ان کی طرف پیالہ بھیجا شاید حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھیجا تھا۔ اس پیالے میں کھانا تھا۔ انھوں نے اسے توڑ دیا جس کے حجرہ مقدسہ میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ امام نسائی کی روایت میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ازار پہن کر آئیں ان کے پاس پتھر تھا۔ انھوں نے اس کے ساتھ وہ پیالہ توڑ دیا۔ وہ نیچے گرا۔ وہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ٹکڑے جمع کیے انھیں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑا پھر وہ کھانا اکٹھا کیا جو پیالے میں تھا، پھر فرمایا تمہاری ماں کو غیرت نے آ لیا تھا، پھر خادم کو روکے رکھا، حتیٰ کہ وہ پیالہ لے آیا جو حضرت ام المومنین کے گھر میں تھا۔ وہ پیالہ اس ام المومنین کے گھر بھیج دیا جنہوں نے کھانا بھیجا تھا۔

ٹوٹا ہوا پیالہ سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر دے دیا۔ فرمایا: کھانے کے بدلے میں کھانا۔ برتن کے بدلے میں برتن۔

ابن ابی شیبہ نے بنوسراۃ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: "میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی مجھے آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں بتائیں۔ انھوں نے فرمایا کیا تم نے پڑھا نہیں؟

Marfat.com

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿۴﴾ (القلم: ۴)

ترجمہ: بیشک آپ عظیم خلق کے مالک ہے۔

ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ ﷺ کے لیے کھانا بنایا۔ وہ مجھ سے سبقت لے گئیں۔ میں نے لونڈی سے کہا جاؤ ان کا پیالہ اوندھا کر دو۔ وہ اس وقت ان کے پاس گئی جب وہ آپ ﷺ کے سامنے رکھ رہی تھیں۔ اس نے اسے الٹا کر دیا۔ پیالہ ٹوٹ گیا۔ کھانا بکھر گیا۔ آپ ﷺ نے پیالہ جمع کیا۔ کھانا اکٹھا کیا تناول فرمالیا۔

میں نے پیالہ بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔ فرمایا: "پیالے کی جگہ پیالہ لے لو، جو کچھ اس میں ہے اسے کھالو" میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات نہ دیکھے۔ امام نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک پیالے میں کھانا لے کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کرام میں موجود تھے۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ آئیں۔ ان کے ہاتھ میں پتھر تھا۔ اس نے پیالہ توڑ دیا۔ آپ ﷺ نے پیالہ کے ٹکڑے جمع کیے فرمایا۔ کھاؤ۔ تمھاری ماں کو غیرت آگئی تھی۔ آپ ﷺ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا۔ اسے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیج دیا، اور ان کا پیالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

امام ترمذی نے روایت کیا ہے انھوں نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض وصال میں اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جمع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا وہ امر جو مجھے میرے وصال کے بعد اہم لگتا ہے۔ تم پر صرف صابرین ہی صبر کریں گے۔" ابو نعیم کے الفاظ میں ہے "تم میں سے صابر اور صادق ہی میری حفاظت کریں گی۔"

Marfat.com

رات کے وقت آپ ﷺ کا ان سے گفتگو فرمانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کی داستان بیان کرتے تھے جنہوں نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا تھا۔ وہ اپنی اپنی صفات کا ذکر کرنے لگے تاکہ وہ ان کے سامنے اپنی اپنی خوبیوں کا تذکرہ کریں وہ جس سے چاہے شادی کر لے۔ ان کے اوصاف سننے کے بعد وہ جس سے چاہے نکاح کر لے آپ ﷺ ان کی داستان میں بیان فرماتے تھے۔

خذی من اخی ذالجبل اذارعی القوم عقل

و اذا سعی القوم یسل و اذا عمل القوم اتکل

و اذا ترب الزاد اکل

میرے بھائی سے لو جو بہت قدروالا ہے۔ جب قوم جانور چراتی ہے تو وہ اسے باندھ دیتا ہے جب قوم جدوجہد کرتی ہے۔ تو وہ بھول جاتا ہے۔ جب قوم عمل کرتی ہے تو وہ توکل کرتا ہے جب زادراہ کو مٹی لگ جاتی ہے تو وہ کھالیتا ہے۔

اس عورت نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لمبے ڈگ بھرنے والا شخص ہے۔ اس نے کہا:

خذی من اخی ذالبجلة خانوته یخصف نعلی و نعله

و یحمل ثقلی وثقله و یرحل رحلی ورحله

و یدرك نبلی نبله واذا حلّ برمة تقدمت قبله

میرے بھائی سے لو جو بہت قدروالا ہے۔ اس کی دکان بہت اچھی ہے۔ وہ میرے اور اپنے جوتے سی لیتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا بوجھ اٹھاتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا کجاوہ لے کر سفر کرتا ہے۔ وہ میرا اور اپنا بوجھ اٹھاتا ہے جب وہ رسی کے ساتھ آتا ہے تو وہ اس سے آگے بڑھ جاتی ہے۔

اس عورت نے کہا یہ تمہارا گدھا ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا:

Marfat.com

خذی من اخی هذ الاسد افتك منزل به اللص ملحد
ورکابه بحر مزید اقبل من رآنا به اللص ملحد
و اذا رئی من رائینا لزندیزبد

میرے اس بھائی سے لے لو۔ یہ شیر ہے۔ وہ اپنے ہاں اترنے والے پر حملہ آور ہو جاتا ہے وہ چور اور منحرف ہے۔ اس کی سواری جھاگ والا سمندر ہے۔ وہ آتا ہے جسے ہم اس کے ساتھ دیکھتے ہیں وہ چور اور منحرف ہے۔ جب وہ نظر آتا ہے جسے ہم دیکھتے ہیں وہ ایسا چقماق ہے جو جھاگ نکالتا ہے۔

اس نے کہا یہ چور ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مرد نے کہا:

خذی من اخی ذالشمر صبیّ خفر شجاع ظفر
وهو خیر من ذالك اذا سکر

ترجمہ: میرے بھائی سے لو وہ ثمر آور ہے۔ وہ باحیاء بچہ ہے وہ بہادر اور فتح یاب ہے۔ جب وہ نشے میں ہوتا ہے تو وہ اس سے بھی بہتر ہوتا ہے۔

اس عورت نے کہا یہ بہت زیادہ نشہ کرنے والا ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا

خذی من اخی الحممه یهب المائئة البکر السمنه
والمائئة البقره الصرمه والمائئة الشاه الزغه
واذا اتت علی عادِلیلة مظلمة وثب وثوب الکعب ولا هم شرته
اکفونی المیمنه اکفیکم المشأمه
لست فیه لعتمه الا انه ابن امه

ترجمہ: میرے اس بھائی کو لو جو سوار ہے جو ایک نوجوان موٹے اونٹ دے دیتا ہے وہ ایک سو دودھ دینے والی گائیں دے دیتا ہے ایک سو شیر دار بکریاں دیتا ہے۔ جب عاد پر تاریک رات آتی ہے تو یہ تیزی سے اٹھتا ہے۔ ان کے پاس

Marfat.com

قیمتی مال نہیں ہوتا یہ ان سے کہتا ہے۔ تم میری برکت کے لیے کافی ہو جاؤ۔ میں تمہاری نحوست کو کافی ہو جاتا ہوں۔ میں اس میں تاخیر کرنے والا نہیں ہوں۔ ارے! وہ لونڈی کا بیٹا ہے۔

اس عورت نے کہا: "یہ چھوٹے ڈگ بھرنے والا ہے۔ میں نے اسے پسند کیا ہے۔"
اس نے اس عورت سے کہا: "جیسے تو ہے یہ بھی اسی طرح باقی ہے۔"

خذی من اخی ذالحقاق صفاق افاق
یعمل الناقة والساق علیه من الله اثم لا یطاق

ترجمہ: میرے اس بھائی سے لو وہ بہت زیادہ اونٹوں والا ہے وہ بہت بڑا تاجر ہے۔ وہ بہت بڑا ایساح ہے وہ اونٹنی اور جانوروں کو بطور اجرت دے دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ گناہ ہے جس کو برداشت کرنے کی اس میں استطاعت نہیں۔

اس عورت نے کہا: "میں نے اسے پسند کر لیا ہے۔" اس نے کہا: "یہ اسی طرح باقی ہے جیسے تم ہو۔" اس نے کہا:

خذی من اخی حرینا اولنا اذا غزونا
و آخرنا اذا حمینا وعصمة آبائنا اذا شتونا
و صاحب خطبة اذا التجینا ولا یدع فضله علینا
و فاصل خطبة اعتت علینا

ترجمہ: میرے اس بھائی سے لو۔ جس کی طرف ہم رخ کرتے ہیں۔ جب ہم جنگ کرتے ہیں تو سب سے مقدم ہوتا ہے جب ہم پیچھے ہٹتے ہیں تو وہ سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ جب ہم کو قحط سالی آلیتی ہے تو وہ ہمارے آباء کی عزت ہے۔ جب ہم اس سے پناہ طلب کرتے ہیں تو وہ ہمیں پناہ دینے والا ہے وہ ہم پر اپنے کبھی فضل کو ترک نہیں کرتا۔

Marfat.com

اس عورت نے کہا: "میں نے اسے پسند کر لیا ہے۔" اس نے کہا: "رکو۔ اب میں باقی رہ گیا ہوں۔" اس عورت نے کہا: "اب اپنی تعریف کرو۔" اس نے کہا: "میں لقمان بن عاد ہوں۔ اس کی خاندانی عظمت کی طرف رجوع نہیں ہو سکتا جب درندے لیٹ جاتے ہیں تو وہ سیدھا گزر نہیں جاتا۔ میرا اتھوک میرا پہلو نہیں بھرتی۔ میرا ازار کسی لالچ کو لپیٹ نہیں لیتا کہ کوئی لالچ آ لے۔

اس عورت نے کہا: "مجھے تمہاری ضرورت نہیں تم تو چور ہو۔ میں بہت زیادہ غمزدہ ہوں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی فرماتے: "خذی من اخی کذا۔" تو ایک زوجہ محترمہ کہتیں۔ بعض طرق میں ہے کہ وہ حضرت ام حبیبہ تھیں۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے اسے لے لیا ہے۔" آپ فرماتے: "ذرا ٹھہرو! میں ان کی گفتگو سے فارغ نہیں ہوا۔" دوسری روایت میں ہے: "جلدی نہ کرو ابھی باقی ہے۔" اس روایت کو حمید رنجویہ نے اپنی کتاب "آداب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ابن قتیبہ نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لقمان بن عاد نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا۔ اس کے بھائی اس سے قبل اسے پیغام نکاح دے چکے تھے۔ انہوں نے کہا: "تو نے برا کام کیا ہے کہ تو نے اس عورت کو پیغام نکاح دیا ہے جسے ہم پہلے شادی کا پیغام دے چکے تھے۔ وہ سات تھے۔ آٹھواں وہ تھا۔ انہوں نے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اسے ان کے اوصاف بیان کرے گا۔ سچ بولے گا۔ وہ جسے چاہے گی پسند کر لے گی۔"

حضرت عروہ نے فرمایا: "مغموم حالت میں اس کی شادی ہوئی۔" حمید بن رنجویہ نے کہا: "حضرات عروہ داؤد بن حصین، عبیداللہ بن عتبہ، عیسیٰ بن عیسیٰ اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے۔ ان سب نے فرمایا ہے کہ بنو عاد کی داستان یہ ہے کہ وہ ایک عورت کو پیغام نکاح دینے پر جمع ہو گئے۔ ان میں سے بڑے نے کہا: "مجھے اجازت دو۔ میں تجھے ان کی صفات بتاتا ہوں، یعنی بھائیوں کی اور اپنی۔ بخدا! میں تجھے ان کے متعلق اپنے علم کے بارے میں بتاؤں گا۔" اس عورت نے کہا: "مجھے بتاؤ۔" اس نے اسے بتایا۔

Marfat.com

حدیث خرافہ، ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابو یعلی، بزار اور طبرانی اور امام احمد نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: ''حضور اکرم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات کو خرافہ کی باتیں سناتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''کیا تمہیں علم ہے کہ خرافہ کیا ہے۔ یہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا۔ جسے جنات لے گئے تھے۔ وہ کافی مدت ان کے ہاں ٹھہرا رہا، پھر واپس آ گیا۔ وہ ان عجائب کو بیان کرتا تھا جو اس نے وہاں دیکھے تھے۔ لوگ کہتے تھے ''خرافہ کی باتیں''۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب جنات چوری چھپے سن لیتے تھے تو وہ اسے بتا دیتے تھے وہ لوگوں کو بتاتا تھا وہ انہیں اسی طرح پاتے تھے۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب ذم البغی'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''آپ ﷺ اس طرح اہلِ خانہ سے گفتگو کرتے تھے جیسے ایک شخص ان کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''یہ خرافہ کی باتیں ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ خرافہ کون تھا؟'' بنو عذرہ کے ایک شخص کو جنات اٹھا کر لے گئے تھے کافی مدت وہ ان میں ٹھہرا رہا وہ انسانوں کی طرف آیا۔ وہ جنات کے عجیب و غریب قصے سنانے لگا۔ جو انسانوں میں رونما ہوتے تھے۔ اس نے بیان کیا کہ ایک جن کی ماں تھی۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ شادی کر لے۔ بیٹے نے کہا: ''مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مشقت میں پڑ جائے گی یا کسی ناپسندیدہ امر کا سامنا کرنا پڑے گا۔'' اس نے اصرار کیا حتیٰ کہ اس کی شادی کر دی۔ وہ ایک رات اپنی بیوی کے پاس اور ایک رات اپنی ماں کے ہاں گزارتا تھا۔ اس کی بیوی کی باری تھی۔ اس کی ماں تنہا تھی۔ سلام کرنے والے نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا: ''کیا رات بسر کرنے کی جگہ ہے۔'' عورت نے کہا: ''ہاں!'' اس شخص نے کہا: ''کیا کھانا ہے؟'' عورت نے کہا: ''ہاں!'' اس شخص نے کہا: کیا کوئی رات کو گفتگو کرنے والا ہے؟ اس عورت نے کہا: میرے بیٹے کی طرف پیغام بھیجو وہ تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں باتیں سنائے گا۔'' انہوں نے کہا: ''یہ کیسی آوازیں ہیں جو ہم تمہارے گھر میں سن رہے

Marfat.com

ہیں؟" عورت: "یہ اونٹوں اور بکریوں کی آوازیں ہیں۔" اس کے ایک ساتھی نے کہا: "جو تم نے تمنا کی تھی اس کی قیمت ادا کرو۔" اس نے کہا: "اگر خیر ہوئی تو وقت صبح اس کا گھر اونٹوں اور بکریوں سے بھر جائے گا۔" اس عورت کا لڑکا خبیث النفس نکلا۔ عورت نے کہا: "کیا مسئلہ ہے؟ شاید تمہاری بیوی چاہتی ہے کہ وہ میرے گھر اور میں اس کے گھر چلی جاؤں۔" لڑکے نے کہا: "ہاں!" عورت: اسے میرے گھر اور مجھے اس کے گھر بھیج دو۔ اس نے بیوی کو اپنی ماں کے گھر اور ماں کو اپنی بیوی کے گھر منتقل کر دیا۔ وہ اسی طرح ٹھہرے رہے پھر واپس لوٹے جوان اپنی ماں کے پاس تھا۔ انہوں نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا۔ انہوں نے کہا: "کیا رات گزارنے کے لیے جگہ ہے؟" اس نے کہا: "نہیں!" انہوں نے کہا: کیا ایسا انسان ہے جو آج رات ہمارے ساتھ باتیں کرے۔" عورت: نہیں۔ انہوں نے کہا: "یہ کیسا شور ہے؟" عورت: "یہ درندے ہیں۔" ایک نے دوسرے سے کہا: "اسے اس کی قیمت ادا کرو جو تم نے طے کی تھی۔" اس نے کہا: "اگر یہ بری ہوئی تو اس کا گھر درندوں سے بھر جائے گا۔" وقتِ صبح اسے درندے کھا چکے تھے۔" الحافظ نے لکھا ہے:

"اس کے راوی ثقہ ہیں۔ سوائے ایک راوی کے۔ یہ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے۔ وہ راوی حکیم بن مرسویہ ہے یہ عاصم بن علی سے بھی روایت ہے۔ المفضل الضبی نے کتاب الامثال میں لکھا ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کی: "مجھے خرافہ کی بات سنائیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ خرافہ پر رحم کرے وہ ایک صالح شخص تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ایک رات وہ کسی ضروری کام کے لیے نکلا اسے تین جن ملے۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ ایک نے کہا: "ہم اسے غلام بنائیں گے۔" دوسرے نے کہا: "ہم اسے قتل کر دیں گے۔" تیسرے نے کہا: "ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ ان میں سے ایک شخص اس کے پاس سے گزرا۔۔۔۔۔

Marfat.com

۵- اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو کچھ دنوں کے لیے چھوڑ دینا

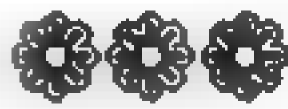
امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اذن طلب کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ لوگ آپ ﷺ کے درِ اقدس کے پاس جمع تھے۔ ان میں سے کسی کو اذن باریابی نہ تھا۔ انہیں اذن ملا تو وہ اندر حاضر ہو گئے، پھر حضرت عمر فاروق آئے۔ انہوں نے اذن طلب کیا تو انہیں اذن مل گیا۔ وہ اندر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے اردگرد تھیں۔ آپ ﷺ خاموش اور ساکت تھے۔ انہوں نے سوچا میں ایسی بات کروں گا جس سے آپ ﷺ مسکرا پڑیں گے۔ عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر آپ ﷺ دیکھیں کہ بنت خارجہ مجھ سے خرچے کا سوال کر رہی ہو تو میں اس کے پاس جا کر اس کی گردن پر ماروں۔'' آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرے اردگرد اسی لیے بیٹھی ہیں جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی تھیں۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ ان کی گردن پر مارنے لگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کی گردن پر مارنے لگے۔ دونوں کہہ رہے تھے۔ ''تم آپ ﷺ سے ایسے امر کا سوال کر رہی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: ''بخدا! ہم آپ سے کبھی ایسی چیز کا سوال نہ کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہ ہو۔'' آپ ﷺ نے انہیں ۲۹ یا ۳۰ روز کے لیے چھوڑ دیا، پھر یہ آیت طیبہ نازل ہوئی:

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ (الاحزاب: ۲۸،۲۹)

Marfat.com

ترجمہ: آپ فرمادیں اپنی بیویوں کو اگر تم ہو خواہاں دنیوی زندگی اور اس کی آرائش کی تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں رخصت کرنا بڑی خوبصورتی (کے ساتھ) اور اگر تم چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو تو اللہ نے تیار رکھا ہے نیکو کاروں کے لیے تم میں سے اجر عظیم۔

آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا۔ فرمایا: "عائشہ! میں تم پر ایک امر پیش کرنے لگا ہوں۔ مجھے پسند یہ ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو، حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کرلو؟ انہوں نے عرض کی: "میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسولِ محترم ﷺ اور دارِ آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ میں آپ ﷺ سے التجاء کرتی ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اپنی کسی زوجہ کریمہ کو نہ بتانا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان میں سے کسی سے نہ پوچھنا ورنہ اسے بتا دوں گا۔ رب تعالیٰ نے مجھے مشقت اور پریشانی میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجا۔ اس نے مجھے معلم اور آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔"



Marfat.com

حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

ا۔نسب

پہلے باب میں ان کے والدہ کا نسب گذر چکا ہے۔ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ان کی والدہ ہالہ بنت عبد مناف تھی۔ان کی والدہ العرقہ تھی۔اس کا نام قلابہ بنت سعید تھا۔

۲-آپ سے قبل یہ کس کی زوجیت میں تھیں

زبیر بن بکار نے لکھا ہے کہ آپ سے قبل وہ عتیق بن عائذ کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں بچی پیدا ہوئی جس کا نام ہند رکھا گیا پھر ابوہالہ مالک بن نباش نے ان سے نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں ہند اور ہالہ پیدا ہوئے۔یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولادِ پاک کے بھائی تھے۔

۳-ان سے نکاحِ مبارک

امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس سے، بزار، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر بن سمرہ سے یا کسی صحابی سے، بزار اور طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت عمار بن یاسر سے، طبرانی اور بزار نے ضعیف سند سے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔حضرت جابر یا مبہم شخص نے کہا: "آپ گلہ بانی فرماتے تھے، پھر آپ اونٹ چروانے لگے۔آپ کے ساتھ آپ کا شریکِ کار بھی تھا۔یہ حضرت خدیجہ کی بہن کے اونٹ چرواتے تھے۔جب انہوں نے سفر کیا تو ان کا کچھ بقیہ اس عورت پر تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شریکِ کار نے کہا: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جائیں اور اس سے تقاضا کریں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "تم جاؤ۔مجھے تو حیاء آتی ہے۔"جب آپ کا شریکِ کار اس عورت کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: "محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟" اس نے کہا: "ان کا گمان ہے کہ انہیں حیاء آتی ہے۔" اس عورت نے کہا: "میں نے ان سے زیادہ باحیاء شخص نہیں دیکھا۔نہ ہی اتنا عفیف شخص دیکھا

Marfat.com

ہے۔ یہ بات حضرت خدیجہ کے دل میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ عرض کی میرے والد کے پاس جائیں اور مجھے پیغامِ نکاح دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا باپ کثیر رقم والا ہے۔ وہ یہ نکاح کبھی نہ کرے گا۔" حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ ہم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنی قالین پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بلایا میں اس کے پاس گیا۔ حضور اکرم ﷺ وہیں ٹھہر گئے۔ اس نے کہا: "کیا تمہارے صاحب کو ضرورت نہیں کہ وہ خدیجہ سے شادی کر لیں۔" میں نے آپ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! مجھے حیاتِ طیبہ کی قسم! میں اس عورت کے پاس گیا اور اسے بتایا۔"

حضرت جابر اور اس مبہم شخص کی روایت میں ہے "اس نے کہا: "میرے باپ کے پاس جائیں۔ ان سے بات کریں۔ میں تمہاری کفایت کروں گی۔ صبح ہمارے پاس آجانا" آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ کا تذکرہ کیا۔ ان کا باپ ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ انہوں نے کھانا اور مشروب تیار کیا۔" حضرت عمار کی روایت میں ہے "انہوں نے گائے ذبح کی۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "انہوں نے اپنے باپ اور قریش کے افراد کو کھانے پینے دیا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گئے۔" حضرت خدیجہ نے فرمایا: "محمد عربی ﷺ نے مجھے پیغامِ نکاح دیا ہے۔ ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔" حضرت جابر اور اس مبہم شخص کی روایت میں ہے "حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ اس سے بات کی۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ انہوں نے اس کو حلہ پہنایا۔ خوشبو لگائی۔" حضرت عمار کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے خیمہ لگایا۔" حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ اپنے آباء سے اس طرح روایت کرتے تھے۔ جب اسے ہوش آئی تو اس نے دیکھا کہ اسے خوشبو بھی لگائی گئی تھی۔ اس پر خیمہ بھی تھا۔" اس نے کہا: "مجھے کیا ہوا ہے؟ یہ کیا ہے؟ حضرت خدیجہ نے کہا: "تم نے میرا نکاح محمد عربی ﷺ سے کرا دیا ہے۔" حضرت جابر اور مبہم شخص کی روایت میں ہے "وقتِ صبح وہ محفل میں بیٹھا تو اس

Marfat.com

سے کہا گیا۔" تو نے اچھا کیا۔ اپنی نورِ نظر کا نکاح محمد عربی ﷺ سے کر دیا ہے۔" اس نے کہا: "کیا میں نے کر دیا ہے۔" لوگوں نے بتایا: "ہاں! وہ اٹھا اور حضرت خدیجہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا: "لوگ کہہ رہے ہیں کہ میں نے محمد عربی ﷺ کا نکاح کر دیا ہے میں نے تو یہ کام نہیں کیا۔" انہوں نے کہا: "ہاں! کر دیا ہے۔" حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے۔ اس نے کہا: "کیا میں نے ابوطالب کے (در) یتیم کا نکاح کر دیا ہے۔ نہیں! مجھے زندگانی کی قسم!" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "کیا تجھے حیاء نہیں آتی۔ کیا خود کو قریش کے سامنے احمق بنانا چاہتے ہو۔ کیا تم انہیں بتانا چاہتے ہو کہ تم نشے میں تھے۔ محمد عربی ﷺ تو اس طرح ہیں۔" وہ اس کے ساتھ برابر اصرار کرتی رہی حتیٰ کہ وہ راضی ہو گیا۔" حضرت جابر یا اس مبہم شخص نے کہا ہے "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دو اوقیہ چاندی یا سونا بھیجا۔ عرض کی: "حلہ خریدیں اور اسے مجھے بطور ہدیہ دے دیں، پھر یہ اور یہ خریدیں۔" آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو زمانہ جاہلیت میں "طاہرہ" کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے بعثت سے پندرہ سال پہلے یہ نکاح کیا تھا۔ یا اس سے زیادہ سال پہلے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی یا زائد تھی۔

۴- سب سے پہلے دامن اسلام میں وہی آئیں

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت بریک سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "سب سے پہلے آپ ﷺ پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔" طبرانی نے اس سند سے جس میں کوئی حرج نہیں حضرت قتادہ بن زعامہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہجرت سے تین سال قبل ہوا۔ مرد اور عورتوں میں سے سب سے پہلے وہ ہیں آپ ﷺ پر ایمان لائی تھیں۔" عبداللہ بن محمد بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ ﷺ پر نازل کردہ کلام پر ایمان لائیں۔" حضرت ابن شہاب نے کہا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں۔ نماز کے فرض ہونے

Marfat.com

سے پہلے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔"

ابوعمر نے لکھا ہے کہ مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔"

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ساری مخلوق سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ اسی پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کوئی مرد اور عورت ان سے آگے نہ بڑھ سکی۔ امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے۔ امام ثعلبی نے اس پر علماء کا اتفاق لکھا ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ ان کے بعد کون اسلام لایا۔" امام نووی نے لکھا ہے کہ محققین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ صحیح ہے۔ ان کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کا بوجھ ہلکا فرمایا۔ جب لوگ آپ ﷺ کی دعوت ٹھکرا دیتے تو آپ ﷺ ان ہی کے پاس جاتے وہ آپ ﷺ کا بوجھ ہلکا کرتیں اور ثابت قدمی کے لیے عرض کرتیں۔"

۵- اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل امین کا سلام بھیجنا

شیخین نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ خدیجہ ہیں۔ ان کے پاس برتن ہے جس میں کھانا پانی اور سالن ہے جب وہ آجائیں تو انہیں ان کے رب تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام دینا، نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضرت جبرائیل امین بارگاہِ رسالت مآب میں آئے اور عرض کی: "رب تعالیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر سلام بھیجتا ہے۔" انہوں نے عرض کی: "رب تعالیٰ تو سلام ہے۔ حضرت جبرائیل امین پر سلام ہو اور آپ ﷺ پر بھی سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔"

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آئیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ خدیجہ ہیں۔" حضرت جبرائیل امین نے کہا: "انہیں رب تعالیٰ اور

Marfat.com

میری طرف سے سلام دیں۔" زاد المعاد میں ہے: "یہ فضیلت ان کے علاوہ کسی اور عورت کے لیے معروف نہیں ہے۔"

۶- آپ ﷺ نے ان کے وصال تک دوسرا نکاح نہ کیا، آپ نے انہیں جنت کے انگور کھلائے

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں آپ ﷺ نے کسی اور عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس چوبیس سال اور کچھ ماہ رہیں۔" طبرانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے انہیں جنت کے انگور کھلائے۔

۷- جنت میں محل کی بشارت

شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی کے محل کی بشارت دی جہاں شور و غل نہ ہو گا۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے۔ ابن حبان اور دولابی نے حضرت عبدالرحمٰن بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال فرائض اور احکام کے نزول سے قبل ہو گیا تھا۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے انہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر موتی کے محل میں دیکھا۔ جس میں شور و غل نہ تھا۔" طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبداللہ بن الاوفی سے روایت کیا ہے کہ اس جگہ قصب سے مراد موتی ہے۔" انہوں نے الکبیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔" ایسے موتیوں کا گھر جو اندر سے خالی ہوں۔

۸- آپ ان کی بہت زیادہ تعریف فرماتے تھے

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے

Marfat.com

فرمایا: ''جب آپ ﷺ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے تو بہت تعریف فرماتے۔ ایک دن مجھے غیرت نے آلیا۔ میں نے کہا: ''آپ ﷺ اس سرخ گوشۂ دہن والی خاتون کا بہت تذکرہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے بہتر بیویاں دیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر بیویاں نہ دیں۔ جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے مجھے محروم کیا تو انہوں نے اپنے مال سے میرے ساتھ ہمدردی کی۔ مجھے ان سے اولاد ملی جبکہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اولاد نہ ہوئی۔''

طبرانی نے جید سند کے ساتھ اور دولابی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ فرماتے تو ان کی تعریف کرتے کرتے اور ان کے لیے مغفرت طلب کرتے کرتے نہ اکتاتے تھے۔ ایک دن آپ نے ان کا تذکرہ کیا تو مجھے غیرت نے آلیا۔ میں نے عرض کی: ''رب تعالیٰ نے اس بڑھیا کے عوض آپ ﷺ کو عمدہ ازواجِ مطہرات سے نوازا ہے۔'' میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سخت غصے میں ہو گئے۔ میں نادم ہوئی۔ میں نے یہ دعا مانگی: ''مولا! اگر آپ ﷺ کا غصہ ختم ہو گیا تو میں جب تک زندہ ہوں ان کا ذکر برائی کے ساتھ نہ کروں گی۔ جب آپ ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: ''بخدا! تم نے یہ کیسے کہہ دیا ہے۔ بخدا! وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے انکار کیا۔ جب لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تو انہوں نے میرے ساتھ ہمدردی کی۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی۔ مجھے ان سے اولاد ملی مگر تم اس سے محروم کر دی گئیں ہو۔''

۹- ان کے وصال کے بعد ان کی سہیلیوں سے حسنِ سلوک

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب آپ ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز آتی تو آپ ﷺ فرماتے: ''اسے فلانہ کے پاس لے جاؤ۔ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سہیلی تھیں۔'' اس روایت کو ابن حبان اور دولابی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس میں ہے: ''اسے فلانہ کے پاس

Marfat.com

لے جاؤ وہ حضرت خدیجہ سے پیار کرتی تھی۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: "ایک بڑھیا آپ ﷺ کی خدمت میں آتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "تو کون ہے؟ اس نے عرض کی: "میں جثمامۃ المدینہ ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں تم حسانۃ المدینہ ہو۔ تم کیسے ہو؟ تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟" اس نے عرض کی: "خیر کے ساتھ! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ ﷺ پر فدا!" دوسرے الفاظ میں ہے: "ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آتی تھی۔ میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ کون ہے؟ یا میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میرے والدین آپ ﷺ پر فدا! آپ ﷺ اس کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو کسی اور کے ساتھ نہیں کرتے یا اس عورت کی طرف اس طرح کیوں توجہ فرما ہوتے ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دور میں ہمارے پاس آتی تھی۔ حسن عہد یا محبت کی عزت ایمان میں سے ہے۔"

۱۰۔ وہ اہلِ جنت کی عورتوں سے افضل ہیں

امام احمد، ابویعلیٰ اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "آپ نے زمین پر چار خطوط کھینچے۔" فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں؟" صحابہ کرام نے عرض کی: "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولِ محترم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اہلِ جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجۃ الکبریٰ، سیدہ فاطمۃ الزہراء، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔"

۱۱۔ وہ عالمین کی عورتوں سے بہتر ہیں

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "اس امت کی بہترین خاتون حضرت مریم اور اس امت کی بہترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔"

Marfat.com

۱۲- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ سے ان کی اولاد

ان کی ایک بیٹی تھی۔ جس کا نام ہند تھا۔ یہ عتیق بن عائذ سے تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کی شادی بھی ہوئی تھی۔ ایک بچی کو ہالہ کہا جاتا تھا۔ جو نباش بن زرارہ سے تھیں۔ ایک بچے کو ہند بن ابی ہالہ کہا جاتا تھا۔

ابن قتیبہ، ابن سعد اور ابو عمر نے لکھا ہے کہ ہند بن ہند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں ہی پروان چڑھے۔ انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا۔ یوم الجمل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہید ہوئے تھے۔ اس کا تذکرہ زبیر نے کیا ہے۔ جبکہ ایک قول یہ ہے کہ وہ بصرہ میں طاعون کی وجہ سے انتقال کر گئے تھے۔ لوگوں نے ان کے جنازے پر بھیڑ بنالی۔ اپنے جنازے چھوڑ دیے۔ انہوں نے کہا: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ!" یہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ اور حلیہ بیان کرنے والے تھے انہوں نے عمدہ اور احسن انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے "میں والد گرامی، امی جان، بھائی جان اور بہن محترمہ کے اعتبار سے سب سے معزز ہوں۔ میرے والد گرامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امی جان حضرت خدیجۃ الکبریٰ، بھائی حضرت قاسم اور بہن حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں۔"

وصال

ان کا وصال ہجرت سے چار یا پانچ سال قبل ہوا تھا۔ رمضان المبارک کے سترہ دن گزر چکے تھے۔ صحیح روایت کے مطابق معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سال قبل وصال ہوا تھا۔ آپ ان کی قبر انور میں اترے۔ وقتِ وصال ان کی عمر مبارک ۶۵ سال تھی۔ اس وقت نمازِ جنازہ مشروع نہ تھی۔"

تنبیہات

۱- انہیں موتی کا محل کیوں نہ عطا کیا جاتا، حالانکہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی۔ امام سہیلی نے لکھا ہے "قصب کے محل میں نکتہ یہ ہے جبکہ اس نے لولو کا محل نہ

Marfat.com

فرمایا کیونکہ قصب کے لفظ میں مناسبت ہے، کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ زیادہ موتیوں کے استواء کے اعتبار سے بھی ان میں مناسبت پائی جاتی ہے۔ حضرت خدیجہ کی ذات مبارکہ میں وہ استواء ہے جو کسی اور میں نہیں۔ وہ ہر ممکن امر سے آپ کی رضا کے حصول کے متمنی رہتی تھیں۔ ان سے کبھی کسی ایسے امر کا ظہور نہیں ہوا جو آپ ﷺ کو ناراض کرنے کا سبب بنتا ہو۔ آپ ﷺ نے انہیں بشارت "بیت" (گھر) سے دی۔ ابوبکر الاسکاف نے فوائد الاخبار میں لکھا ہے اس سے مراد وہ محل ہے جو رب تعالیٰ انہیں ان کے عمل کے ثواب کے علاوہ عطا کرے گا۔ لہٰذا فرمایا: "لَا نَصَب" جس کی وجہ سے وہ تھکی نہ تھیں۔ امام سہیلی نے لکھا ہے:

"حضور اکرم ﷺ نے یہاں بیت کا تذکرہ فرمایا لیکن محل کا ذکر نہ فرمایا تاکہ معنی حال کی کیفیت کے مطابق ہو جائے کیونکہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اسلام کے گھرانے کی مالکہ تھیں۔ جب وہ دامن اسلام سے وابستہ ہوئیں تو صرف ان کا گھرانہ ہی اسلام کا گھرانہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ سے شادی کر کے انہوں نے اسلام کے گھرانے کی بنیاد رکھی تھی، لہٰذا فعل کی جزاء اس فعل کے لفظ کو ذکر کر کے بیان کی گئی۔ اگرچہ جزاء اس فعل سے زیادہ شرف اور قدر والی ہے۔"

ان کے علاوہ دیگر علماء نے لکھا ہے "اہل بیت کا مرجع ان کی طرف ہی ہے جیسے کہ اس آیت طیبہ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ. (الاحزاب: ۳۳)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے پلیدی اے نبی کے گھر والو۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب یہ آیت طیبہ اتری تو آپ ﷺ نے حضرات فاطمہ، علی، حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ ان پر اپنی چادر مبارک ڈالی پھر یہ دعا مانگی: "مولا! یہ میرے اہل بیت ہیں۔" ان اہل بیت کا مرجع حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہیں، کیونکہ حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے نوران نظر

Marfat.com

ہیں اور سیدہ ان کی ہی پیاری نورِ نظر ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بچپن میں ان کے گھر ہی پلے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نورِ نظر کا نکاح ان سے کر دیا۔ اہلِ بیت نبوی کا رجوع حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف ثابت ہو گیا۔"

۲- حضرت خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت مریم اور حضرت فاطمہ میں سے کون افضل ہیں حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن میں سے افضل کون ہے؟

رب تعالیٰ تمہیں عزتوں سے نوازے۔ جان لو اس مسئلہ میں نقل کرنا ہی بہتر ہے۔ شیخ الاسلام، قدوۃ العلماء الاعلام امام سبکی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے فتاویٰ "الحلبیات" میں پیاسے کے لیے سیرابی ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کے متعلق علامہ صاحب نے ان سے پوچھا تھا۔ انہیں شیخ امام شہاب الدین الازرعی نے لکھا تھا۔ اس کتاب میں لطیف نفائس ہیں۔ جو کسی اور میں نہیں۔ ہمارے شیخ امام جلال الدین سیوطی نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے۔ انہوں نے امام سبکی سے اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ ہمارا مقصود بھی یہی ہے۔ امام نووی نے "الروضۃ" میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ساری خواتین سے افضل ہیں۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ۔ (الاحزاب:۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

علامہ سبکی نے لکھا ہے کہ قاضی حسین علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن عالمین کی خواتین سے افضل ہیں۔" المتولی کی عبارت میں ہے "اس امت کی خواتین سے افضل ہیں، جبکہ الروضۃ کی عبارت دونوں کا احتمال رکھتی ہے۔ اس امت کی بہترین خواتین ہونے کا تقاضا ہے کہ وہ ساری امم کی خواتین سے افضل

Marfat.com

ہوں، کیونکہ یہ امت خیر الامم ہے۔ افضل پر فضیلت ہر ہر فرد کی فضیلت ہوتی ہے، مکمل پر مکمل کی فضیلت سے ہر فرد کی ہر فضیلت لازم آتی ہے ایک قول حضرت مریم اور حضرت آسیہ کی نبوت کے متعلق بھی ہے اسی طرح حضرت ام موسیٰ کی نبوت کے بارے میں بھی ایک قول ہے اگر یہ ثابت ہو جاتے تو وہ عموم سے خاص ہو گی۔"

الروضہ میں ہے: "ازواجِ مطہرات میں سے افضل حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے مابین فضیلت تین اعتبار سے ہے۔ (۱) وقف (۲) اسی طرح بلاترجیح اختلافِ روایت ہے۔ امام سبکی نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو افضل قرار دیا ہے، جیسے کہ میں عنقریب تذکرہ کروں گا۔ القمولی نے کہا ہے۔ "بعض علماء حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرماتے تھے کہ ان میں سے افضل کون ہیں؟ صعلوکی نے لکھا ہے کہ جو ان کے مابین فرق جاننا چاہتا ہو تو وہ آپ کی نورِ نظر اور زوجہ کریمہ کے متعلق غور و فکر کرے۔" ہمارے شیخ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قطعی طور پر افضل ہیں۔ امام سبکی نے اسی مؤقف کو درست قرار دیا ہے۔ الحلبیات میں انہوں نے لکھا ہے "مجھے کسی قابل اعتماد شخص نے بتایا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سے افضل ہیں۔ یہ اس شخص کا قول ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو صحابہ کرام سے افضل سمجھتا ہے کیونکہ وہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر ہوں گی۔ یہ بلند ترین درجہ ہے یہ ساقط، مردود اور ضعیف قول ہے۔ نہ نظر اور نہ ہی نقل کے اعتبار سے اس کی کوئی سند ہے۔ جس مؤقف کو ہم اختیار کرتے ہیں اور اسے مذہب سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ سب سے افضل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور پھر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ابن المغربی نے اپنے "الروضہ" میں اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ امام سبکی نے لکھا ہے کہ اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے صحیح میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "کیا آپ راضی نہیں ہیں کہ آپ اہلِ ایمان کی عورتوں کی سردار ہوں یا اس امت کی

Marfat.com

عورتوں کی سردار ہوں۔" اسی طرح امام نسائی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "اہلِ جنت کی عورتوں میں سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد صلی اللہ وعلیہما السلام ہیں۔" شیخ نے اپنی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیویاں عطا کی ہیں۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں! بخدا! رب تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر بیوی عطا نہیں کی۔"

ابو داؤد سے سوال کیا گیا کہ کون افضل ہیں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے فرمایا: "سیدہ خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں۔" حضرت خدیجہ پر سلام ان کے رب تعالیٰ نے بھیجا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرائیل امین کی طرف سے آپ نے سلام دیا، لہٰذا پہلی افضل ہیں۔" ان سے عرض کی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں یا سیدہ فاطمۃ الزہراء افضل ہیں۔" انہوں نے فرمایا: "حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں۔ میں آپ کے جسم اطہر کے ٹکڑے کو کسی پر ترجیح نہیں دیتا۔" عالمین کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد پھر آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فضیلت والدہ ہونے کے اعتبار سے ہے۔ سیادت کے اعتبار سے نہیں ہے۔" امام بکی نے لکھا ہے "یہ واضح ہے کہ وہ اور ان کی والدہ ماجدہ اہل جنت کی عورتوں سے افضل ہیں۔ پہلے روایت دلالت کر رہی ہے کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فاطمہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہے جو چیز انہیں شک میں ڈالے وہ مجھے شک میں ڈالتی ہے، جو چیز انہیں اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔" صحیح میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے بہترین مریم بنت عمران ہیں، اور اس زمانہ کی عورتوں میں سے بہترین خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔" اس کا تقاضا یہی ہے کہ حضرات مریم اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

مطلق عورتوں سے افضل ہیں۔ حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے اور حضرت خدیجہ اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں۔ اس طرح ایک کی دوسری پر فضیلت میں کوئی تعرض نہیں ہے۔ تم جانتے ہو کہ حضرت مریم کی نبوت میں اختلاف ہے۔ اگر وہ نبیہ ہوں تو وہ افضل ہیں۔ اگر وہ نبیہ نہ ہوں تو اقرب یہی ہے کہ وہ افضل ہوں کیونکہ ان کا ذکر قرآن پاک میں ہے ان کی صدیقیت کی شہادت ہے۔ بقیہ ازواجِ مطہرات اس رتبہ تک نہیں پہنچتیں۔ اگرچہ وہ ان تینوں کے بعد امت کی عورتوں میں سے بہترین ہیں۔ یہ فضیلت میں قریب قریب ہیں۔ اس کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن ہم حضرت حفصہ کے بہت سے فضائل سے آگاہ ہیں۔ شاید وہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بعد افضل ہوں۔" امام بکی کا کلام ختم ہو گیا۔ ان کی فضیلت میں گفتگو کرنا مشکل ہے۔ صرف وہی گفتگو کرنی چاہیے جو وارد ہے۔ ماسوائے سکوت اختیار کرنا قرین ادب ہے۔"

ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ حضرت مریم اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مابین فضیلت میں تعرض نہیں کیا جائے گا۔ پسندیدہ موقف یہ ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء افضل ہیں۔ حارث بن اسامہ کی مسند میں صحیح سند کے ساتھ مرسل روایت ہے کہ حضرت مریم اپنے وقت کی خواتین سے افضل تھیں جبکہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے وقت کی خواتین سے افضل ہیں۔ امام ترمذی نے حضرت علی المرتضیٰ سے موصولاً روایت کیا ہے کہ حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں سے افضل ہیں۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ مرسل متصل کی تائید کرتی ہے۔

امام نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ رب تعالیٰ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔ اس نے رب تعالیٰ سے اذن مانگا ہے کہ مجھے سلام عرض کرے اور مجھے بشارت دے کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

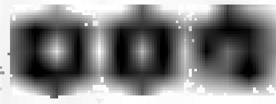
Marfat.com

انہوں نے جمع الجوامع کی شرح اور اتمام الدرایۃ میں لکھا ہے: ہمارا عقیدہ ہے کہ عورتوں میں سے افضل حضرت مریم اور حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا ہیں، پھر انہوں نے حضرت علی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کا تذکرہ کیا ہے پھر لکھا ہے: اس میں یہ دلالت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا حضرت مریم سے افضل ہیں جبکہ ہم اصح قول کریں کہ وہ نبیہ نہ تھیں یہ بھی مقدر ہے کہ یہ امت دیگر امتوں سے افضل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سابقہ گفتگو کا ماحاصل یہ ہے کہ امام بکی نے پسند کیا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ سے افضل ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں۔ ہمارے شیخ نے یہ موقف پسند کیا ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزھراء حضرت مریم سے افضل ہیں۔ قاضی قطب الدین خضری نے الخصائص میں لکھا ہے انہوں نے حضرت خدیجہ اور حضرت مریم کے مابین فضیلت کو عیاں کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جب تم نے یہ جان لیا ہے تو پھر یہ بھی جان لو کہ اس فضیلت سے سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کی فضیلت کو مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ وہ دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اطہر کا ٹکڑا ہے کوئی آپ کے جسد اطہر کے حصے کے ساتھ برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ امام ابوبکر عمر بن امام اہل الظاہر داؤد سے پوچھا گیا۔ کیا حضرت خدیجہ افضل ہیں یا سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں۔ شیخ تقی الدین المقریزی نے امتاع الاسماع میں لکھا ہے: اگر ہم حضرت مریم کی نبوت کا قول کریں تو پھر وہ سیدہ فاطمۃ الزھراء سے افضل ہیں۔ اگر ان کی نبوت کا قول نہ کریں تو سیدہ ان سے افضل ہیں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ شاید وہ برابر ہوں کیونکہ عورتوں میں سے ان کی فضیلت کے دلائل ان کے ساتھ خاص ہیں۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ شاید سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا ان سے افضل ہوں۔ وہ دیگر عورتوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے جسم اقدس کا ٹکڑا ہیں۔ کوئی چیز آپ کے جسم اطہر کے ٹکڑے سے برابری کا دعویٰ نہیں

Marfat.com

کر سکتی یہ اس شخص کے لیے اظہر احتمال ہے جس نے انصاف کیا۔

علامہ زرکشی نے الخادم میں امام نووی اور امام رافعی کے اس قول پر لکھا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ساری عورتوں سے افضل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: کیا اس امت کی عورتیں مراد ہیں یا ساری عورتیں مراد ہیں۔ اس میں اختلاف ہے جیسے رویانی نے لکھا ہے، لیکن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اس اختلاف سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ ساری دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں۔ صحیح میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم اطہر کا حصہ ہیں۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں میں سے افضل ہوں۔



Marfat.com

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ مناقب

۱۔نسب پاک اور ولادت

ان کے والد گرامی کا نسب پہلے گزر چکا ہے ان کی والدہ ام رومان بنت عامر تھیں۔ ابن خثیمہ نے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ تھیں۔ جب انہیں ان کی قبر انور میں رکھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے یہ امر خوش کرتا ہو کہ وہ حور عین میں سے کسی کی زیارت کرے وہ حضرت ام رومان کو دیکھ لے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت بعثت سے چار یا پانچ برس بعد میں ہوئی۔

۲۔کنیت

ابن جوزی نے "الصفوۃ" میں ان سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ ﷺ میری کنیت نہیں رکھ دیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو۔

ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی۔ میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا۔ یہ پہلی چیز تھی جو ان کے پیٹ میں گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عبداللہ ہے تم ام عبداللہ ہو۔ ابن ابی خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میری تمام ساتھیوں کی کنیتیں ہیں کاش! آپ ﷺ میری بھی کنیت رکھ دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کے نام پر کنیت رکھ لو۔ ان کی کنیت ام عبداللہ تھی حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ایک ضعیف قول یہ ہے کہ ان کے ہاں

Marfat.com

آپ ﷺ سے ایک بچہ پیدا ہوا جو بچپن میں ہی مر گیا تھا لیکن یہ قول ثابت نہیں ہے پہلا قول ہی صحیح ہے کیونکہ وہ ان سے کئی طرق سے روایت ہے۔

۳-نام مبارک

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جس کے دو بچے فوت ہو گئے ہوں رب تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ کی امت میں سے جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا ایک بچہ فوت ہوا ہو، وہ بھی جنت میں جائے گا۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ کی امت میں سے جس کا بچہ مرا ہی نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کا پیش رو ہوں۔ انہیں نہ مجھ جیسی تکلیف پہنچی نہ ہی مجھ جیسی تکلیف پہنچے گی۔

۴-ان کی ہجرت

طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم ہجرت کر کے آئے۔ ہم مشکل راستے سے آئے۔ میں جس اونٹ پر تھی وہ بھاگنے لگا۔ وہ عجیب طرز سے بھاگنے لگا۔ بخدا! مجھے اپنی امی جان کا یہ فرمان نہیں بھولا: ہائے میری دلہن! وہ مجھے سوچے سمجھے بغیر چلنے لگا۔ میں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا: ان کی نکیل نیچے پھینک میں نے نکیل نیچے پھینکی۔ وہ چکر میں یوں کھڑا ہو گیا جسے کوئی انسان اسے گھما رہا ہو گویا کہ کوئی انسان اس کے نیچے کھڑا ہو۔

۵-حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس ان کی تصویر لے کر آئے

امام احمد اور شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں خواب میں دیکھا۔ نکاح سے قبل دو دفعہ خواب میں دیکھا۔ یا تین راتیں دیکھا ایک فرشتہ ریشم کے ٹکڑے پر تصویر لے کر آیا۔ اس

Marfat.com

نے کہا: یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ چہرہ سے پردہ ہٹایا تو تم تھیں۔ میں نے کہا: اگر رب تعالیٰ کے ہاں اسی طرح ہے تو وہ ضرور کر دے گا۔

امام ترمذی نے حسن اور ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین مجھے سبز ریشم کے کپڑے میں لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ عرض کی: یہ دنیا اور آخرت میں تمہاری زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح نہ کیا حتیٰ کہ جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس میری تصویر لے کر آئے۔ انہوں نے عرض کی: یہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں۔ جب آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح فرمایا تو میں بالکل لڑکی تھی۔ جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا تو رب تعالیٰ نے مجھ پر حیاء طاری کر دیا۔ امام ترمذی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا: رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نور نظر سے کر دیا ہے۔ ان کے پاس حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر بھی تھی۔

۶- پیغامِ نکاح اور آپ ﷺ سے نکاح

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: امام احمد نے المناقب میں، مسند میں اور امام بیہقی نے حسن سند سے حضرت سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کیا ہے، بعض راویوں نے اسے حضرت ام المؤمنین سے متصل لیکن اکثر نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تو حضرت خولہ بنت حکیم، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی زوجہ آپ کی خدمت میں آئیں۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نکاح نہیں کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کس سے؟ انہوں نے عرض کی: آپ چاہیں تو باکرہ سے۔ آپ ﷺ پسند کریں تو ثیبہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ کون ہے اور ثیبہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: باکرہ آپ

Marfat.com

ﷺ کے نزدیک ساری مخلوق سے پسندیدہ ترین شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نورِ نظر عائشہ ہیں اور ثیبہ سودہ بنت زمعہ ہیں۔ وہ آپ ﷺ پر ایمان لا چکی ہیں انہوں نے آپ ﷺ کی اتباع کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور ان کے ہاں میرا ذکر کرو۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت ام رومان کے پاس آئی میں نے کہا: ام رومان! تمہیں کیا ہے کہ اگر رب تعالیٰ خیر و برکت تمہارے ہاں داخل کر دے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ عائشہ کو یاد کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: میری تمنا ہے کہ تم سیدنا صدیق اکبر کا انتظار کر لو۔ وہ آنے ہی والے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر آئے۔ میں نے اس کا ذکر کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: یہ آپ ﷺ کے لیے روا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے؟ میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گئی۔ ان کا قول عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو: تم اور میں دین میں بھائی ہیں اور تمہاری نورِ نظر میرے لیے جائز ہے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: انتظار کرو۔ جب وہ اٹھ کر گئے تو حضرت ام رومان نے مجھے فرمایا: مطعم بن عدی ان کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے مانگ رہا تھا۔ بخدا! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مطعم بن عدی کے پاس گئے۔ اس کے پاس ان کی بیوی ام الصبی تھی۔ انہوں نے اسے پوچھا: اس لڑکی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے اپنی بیوی کی طرف توجہ کی۔ پوچھا: تو کیا کہتی ہے؟ اس عورت نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی اور کہا: شاید اگر ہم اپنے بچے کی تمہارے ہاں شادی کر دیں کہ تم اسے صابی بنا دو۔ وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف توجہ کی۔ پوچھا: مطعم! تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہی کچھ جو یہ کہہ رہی ہے۔ وہ اٹھے ان کے دل میں وعدہ میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے حضرت خولہ سے فرمایا: جاؤ حضور اکرم ﷺ کو بلا کر لاؤ۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کو بلا کر لے گئیں۔ آپ ﷺ آئے تو انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ حضرت ام المومنین فرماتی تھیں: آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا۔ میں دو سال ٹھہری رہی۔ جب ہم مدینہ طیبہ آئے تو ہم دار بنی حارث

Marfat.com

میں السنح میں اترے۔ میری امی جان اس وقت آئیں جب میں جھولا جھول رہی تھی۔ میری عمر سات سال تھی۔ وہ جھولے کے پاس آئیں۔ میرے گھنے بال تھے۔ وہ مجھے لائیں میں دروازے کے پاس کھڑی ہوگئی۔ میں جھولے کی بڑی شوقین تھی۔ انہوں نے میرے چہرے کو دھویا۔ میرے بالوں میں کنگھی کی، پھر مجھے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ گھر میں مرد وخواتین تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے حجرہ میں بٹھایا۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں۔ رب تعالیٰ آپ کو ان کے لیے اور انہیں آپ ﷺ کے لیے بابرکت کرے۔ مرد وخواتین اٹھ کر چلے گئے۔ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ بخدا! میرے لیے نہ تو اونٹ ذبح کیے گئے نہ ہی بکری کو، بلکہ ایک پیالہ تھا جو حضرت سعد بن عبادہ سے بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا جاتا تھا۔

شیخین اور ابن حبان نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب میں چھ سال کی تھی تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا۔ ہم مدینہ طیبہ آئے۔ بنو حارث کے ہاں اترے۔ میرے بال بکھر گئے۔ میری والدہ حضرت ام رومان آئیں۔ میں جھولے میں تھی میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ تھیں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے مجھے گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا۔ میں جھولوں کی شوقین تھی۔ میں نے کہا: ہہ ہہ۔ انہوں نے کچھ پانی لیا اس سے میرا سر اور چہرہ دھویا پھر مجھے گھر میں داخل کر دیا۔ گھر میں انصاری خواتین تھیں انہوں نے کہا: خیر وبرکت کے ساتھ اور نیک شگون کے ساتھ۔ میری والدہ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے مجھے سنوارا۔ مجھے کسی نے نہ ڈانٹا۔ آپ ﷺ ہمارے گھر میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ آپ نے ہمارے گھر میں ہی میرے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا، نہ تو اونٹ اور نہ ہی بکری کو ذبح کیا گیا، حتیٰ کہ حضرت سعد بن عبادہ نے پیالہ بھیج دیا۔ وہ آپ ﷺ کی خواتین کی طرف بھیجتے تھے اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

امام مسلم نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو اس

Marfat.com

وقت اُن کی عمر سات سال تھی۔ جب رخصتی ہوئی تو عمر مبارک نو سال تھی۔ آپ ان کے ساتھ کھیل میں شرکت کرتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو ان کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔

امام مسلم اور امام نسائی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر سات سال تھی۔ جب میری رخصتی ہوئی تو عمر مبارک نو سال تھی۔ میں بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ وہ پڑوس میں رہتی تھیں۔ وہ میرے پاس آتی تھیں جب آپ ﷺ مجھے دیکھتے تھے تو وہ بھاگ جاتی تھیں۔ آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیج دیتے تھے۔ ابن سعد نے ان سے ہی روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں بچیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: حضرت سلیمان کا گھوڑا۔ آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ ابن ابی خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں میرے ساتھ نکاح کیا تو میری عمر چھ سال تھی۔ تین سال بعد میری رخصتی ہوئی اس وقت ہم مدینہ طیبہ میں تھے۔ میں بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری سہیلیاں پڑوس کی چھوٹی بچیاں تھیں۔ وہ میرے پاس آتی تھیں جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتیں تو ڈر کر بھاگ جاتیں آپ ﷺ جلدی سے جاتے اور انہیں میرے پاس لے آتے۔

شیخین نے، امام احمد، ابوداؤد، عبدالرزاق، بخاری نے ادب میں ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری سہیلیاں میرے پاس آتی تھیں۔ میں ان کے ساتھ کھیلتی تھی۔ آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے تھے۔ یا جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ بھاگ جاتیں آپ ﷺ انہیں پکڑ کر واپس لے آتے۔

امام احمد نے مسند میں حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سنوارا تھا۔ انہیں بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا تھا۔ میرے ہمراہ دو خواتین تھیں۔ بخدا! ہم نے آپ ﷺ کے ہاں کوئی ضیافت نہ پائی۔ صرف ان کے کہ دودھ کا ایک پیالہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے نوش،

Marfat.com

فرمایا، پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔ انہوں نے حیاء کیا۔ میں نے کہا: حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ واپس نہ لوٹانا۔ انہوں نے حیاء کے ساتھ اسے پکڑ لیا۔ دودھ پیا پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اپنی ساتھیوں کو دو۔ انہوں نے کہا: ہمیں بھوک نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اگر ہم میں سے کوئی ایسے چیز کو جسے وہ چاہتی ہو یہ کہے کہ اسے اس کی ضرورت نہیں کیا یہ جھوٹ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے حتیٰ کہ چھوٹے جھوٹ کو چھوٹا جھوٹ لکھا جاتا ہے۔ ام المومنین سے روایت ہے جب مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میرے بال گھنے اور کانوں تک تھے۔ امام احمد، امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: شوال میں آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ شوال میں میری رخصتی ہوئی۔ کون سی عورت آپ ﷺ کے ہاں مجھ سے زیادہ خوش نصیب ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنی نے لکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ام المومنین کے ساتھ آپ ﷺ نے ہجرت سے دو سال قبل نکاح فرمایا شوال کا مہینہ تھا۔ اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی۔ اہل عرب شوال میں عورتوں کی رخصتی کو ناپسند کرتے تھے۔ ابو عاصم نے لکھا ہے: اہل عرب شوال میں اپنی خواتین کی رخصتی کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ پہلے زمانہ میں شوال میں طاعون پھیلا تھا۔

ابن ابی خیثمہ نے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہ کیا۔

۷۔ آپ ﷺ کے ہاں ٹھہرنے کی مدت

ابن حبان اور ابو عمر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا تو میری عمر چھ سال تھی۔ رخصتی ہوئی تو عمر نو سال تھی۔ آپ ﷺ کے ہاں میں نو سال رہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفۂ زوجیت کیا تو عمر نو سال تھی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ ان سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب آپ

Marfat.com

ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تو میری عمر چھ یا سات سال تھی۔ جب رخصتی ہوئی تو میری عمر نو سال تھی۔ ان سے ہی روایت ہے، فرمایا: جب آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کیا تو میری عمر سات سال تھی۔ جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر مبارک نو سال تھی۔ میں آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس میں بچیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔

۸۔ وہ دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں

ابن حبان نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس امر پر راضی نہیں ہو کہ تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔ تم دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو۔

ابن ابی شیبہ نے مسلم البطین سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ جنت میں میری زوجہ ہیں۔ امام ترمذی نے عبداللہ بن زیاد الاسدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمار کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دنیا اور آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ابن حبان نے حضرت ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ جنت میں آپ ﷺ کی ازواج کون ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ ابوالحسن الخلعی نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ! میرا وصال مجھ پر آسان ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ تم جنت میں میری زوجہ ہو۔ ابن عساکر نے لکھا ہے: اب مجھے اس انتقال کی پرواہ نہیں میں جان گیا ہوں کہ تم جنت میں میری زوجہ ہو۔ سلفی کے الفاظ یہ ہیں: اب مجھ پر یہ انتقال آسان ہے میں نے عائشہ کو جنت میں دیکھا ہے۔

امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے عائشہ صدیقہ کو جنت میں دیکھا گویا کہ میں اب بھی ان کے ہاتھوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، تاکہ یہ میرے وصال کے وقت مجھ پر آسانی کا سبب بنے۔ ابوالفرج عبدالواحد شیرازی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تم اپنے اہل خانہ کے ساتھ اٹھو گی۔

Marfat.com

۹-ساری ازواج مطہرات سے محبوب

امام ترمذی نے عمرو بن غالب سے صحیح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان کے سامنے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بری بات کی۔ انہوں نے فرمایا: تو بھونکتا ہوا قبیح حالت میں پردیس میں مرے گیا تو حضور اکرم ﷺ کی محبوب زوجہ کریمہ کو اذیت دیتا ہے۔

ابوداؤد اور ابن عساکر نے آپ ﷺ کے دربان سے روایت کیا ہے۔ اس نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اذن لینے کے لیے حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی کوئی ضرورت نہیں۔ عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے ایک صالح فرد ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی عیادت کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں اجازت ہے۔ وہ اندر آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ ﷺ کو بشارت ہو۔ آپ ﷺ کے اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کے پیاروں سے ملنے کا صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو جائے۔ آپ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے محبوب زوجہ ہیں۔ آپ پاکیزہ کو ہی پسند فرماتے تھے۔ ابواء کے مقام پر آپ کا ہار گم ہوگیا۔ وقت صبح آپ نے اسے پالیا مگر صحابہ کرام کے ساتھ پانی نہ تھا۔ اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی۔ آپ کی وجہ اور برکت سے اس امت کو رخصت ملی۔ مسطح کا معاملہ تھا جو تھا۔ رب تعالیٰ نے آپ کی پاکدامنی کے متعلق ساتویں آسمان پر سے آیات نازل فرمائیں۔ یہ مسجد میں صبح و شام ان آیات کی تلاوت ہوتی ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا: ابن عباس! مجھے اور اپنی اس اصلاح کو چھوڑ دو۔ بخدا! میری تو خواہش ہے کہ مجھے بالکل فراموش کر دیا جاتا۔

۱۰-آپ حضور اکرم ﷺ کو سارے لوگوں سے پسندیدہ تھیں

حضرت عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی گئی: آپ

Marfat.com

ﷺ کو لوگوں میں سے کون پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ عرض کی گئی: مردوں میں سے: فرمایا: ان کے والد گرامی۔ طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام المؤمنین سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے پسندیدہ کون ہے؟ فرمایا: کیوں؟ عرض کی: تاکہ میں بھی اسے محبت کروں جس کے ساتھ آپ ﷺ محبت فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اس دن انہوں نے فرمایا: آج اس ہستی کا وصال ہو گیا ہے جو حضور اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ دارقطنی نے غرائب مالک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ سے عرض کی: آپ مجھ سے کیسے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: جیسے رسی کی گرہ۔ عرض کی: پھر گرہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا: وہ اپنے حال پر رہے گی۔

۱۱- آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نظر کا دم کیا کریں

امام مسلم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے میں خود کو نظر سے دم کیا کروں۔

۱۲- آپ کی نوبت دوراتیں تھی

ابوداؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہو گئیں۔ انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ حضور اکرم ﷺ انہیں جدا کر دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میری باری حضرت عائشہ کے لیے مختص فرمادیں۔ آپ ﷺ نے یہ ان سے قبول کر لیا۔ وہ فرماتی تھیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایسے ہی امور کے متعلق یہ آیت طیبہ اتری ہے:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا۔ (النساء: ۱۲۸)

ترجمہ: اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے جھگڑے کا اندیشہ ہو۔

Marfat.com

۱۳- امہات المومنین کے حجرات مقدسہ میں جاتے ہوئے آپ سب سے آخر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں جاتے تھے

ملا عمر سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز عصر ادا فرما لیتے تو ایک ایک زوجہ کریمہ کے گھر جاتے۔ آپ ﷺ سب سے آخر میں میرے پاس تشریف لاتے۔ جب آپ ﷺ آتے تو اپنا گھٹنا میری ران پر رکھتے۔ دست مبارک میرے کندھے پر رکھتے پھر مجھ پر جھک جاتے۔

۱۴- ان سے محبت کی ترغیب

ابویعلی اور بزار نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ پوچھا: کیا ہوا؟ میں نے عرض کی: سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھے برا بھلا کہا ہے۔ فرمایا: فاطمہ! عائشہ کو برا بھلا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! یا رسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا: کیا تم اس سے محبت نہ کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: کیا تم اس سے بغض نہ رکھو گی جس سے میں بغض رکھتا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: میں عائشہ سے محبت کرتا ہوں تم اس سے محبت کرو۔ انہوں نے عرض کی: آج کے بعد میں ان سے ایسی کوئی بات نہ کروں گی جو انہیں اذیت دے۔

۱۵- بدلہ لینے کا حکم

امام نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے علم ہی نہ ہوا کہ اچانک حضرت زینب غصے کی حالت میں میرے پاس آئیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی: جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ ﷺ کے پاس آجاتی ہے تو وہ آپ ﷺ کے لیے کافی ہو جاتی ہے، پھر انہوں نے میری طرف توجہ کی۔ میں نے ان سے اعراض کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ان سے بدلہ لو۔ میں ان کی سمت گئی۔ میں نے دیکھا کہ

Marfat.com

ان کا تھوک ان کے منہ میں خشک ہو چکا تھا۔ وہ مجھے کوئی جواب نہ دے رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

امام بخاری نے ادب میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ازواج مطہرات نے سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو بارگاہ رسالت مآب میں بھیجا۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ان کی چادر میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر حاضر ہوئیں۔ عرض کی: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نورِ نظر کے متعلق عدل کے لیے التجاء کر رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نورِ نظر! کیا تم اس سے محبت نہ کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: ہاں! فرمایا: ان سے محبت کیا کرو۔ وہ اٹھیں باہر نکلیں۔ ازواج مطہرات سے گفتگو کی۔ انہوں نے فرمایا: تم نے ہمیں فائدہ نہ دیا۔ دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ انہوں نے فرمایا: بخدا! اب میں ان کے متعلق کبھی بھی گفتگو نہ کروں گی۔ انہوں نے حضرت زینب کو بھیجا۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ انہیں اذن مل گیا انہوں نے یہی عرض کی: وہ مجھے برا بھلا کہنے لگی۔ میں ان کی طرف دیکھنے لگی۔ کیا مجھے آپ اذن دیتے ہیں یا نہیں۔ میں جان گئی کہ آپ ﷺ ناپسند نہیں فرما رہے کہ میں ان سے بدلہ لے لوں۔ میں ان پر گر پڑی۔ میں نے انہیں سختی سے پکڑے رکھا۔ آپ ﷺ تبسم فرما رہے۔ فرمایا: یہ بھی تو ابوبکر کی نورِ نظر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے بدلہ لو۔

١٦- ان کی باری کے روز صحابہ کرام تحائف بھیجتے تھے

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام اس دن تحائف بھیجتے تھے جب ان کی باری ہوتی تھی اس سے ان کا مقصود آپ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔

ابن ابی خیثمہ نے حضرت رمیثہ بنت حارث سے روایت کیا ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت ام سلمہ سے کہا: حضور اکرم ﷺ سے عرض کرو کہ صحابہ کرام اس روز تحائف پیش

Marfat.com

کرتے ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ کی نوبت ہوتی ہے ان سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں بھی ہوں وہ تحائف بھیجا کریں۔ ہم اسی طرح خیر کو پسند کرتی ہیں۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ پسند کرتی ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ یہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔ جب وہ چلی گئیں تو ازواج مطہرات حضرت ام سلمہ کے پاس آئیں کہا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض تو کی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ انہوں نے کہا: دوبارہ جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے تو انہوں نے دوبارہ عرض کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ام سلمہ! عائشہ کے متعلق مجھے تکلیف نہ دیا کرو۔ بخدا! تم میں سے کسی کے ہاں لحاف میں مجھ پر وحی نہیں اترتی سوائے عائشہ کے۔

حضرت ابو عمر نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: چار امور پر میں ازواج مطہرات پر فخر کر سکتی ہوں۔ میں باکرہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے نکاح نہ کیا۔ میرے بستر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی ہوتا۔ میری برات کے متعلق قرآن پاک نازل ہوا جسے تلاوت کیا جاتا ہے۔ میرے ساتھ نکاح کرنے سے قبل دو بار حضرت جبرائیل امین میری تصویر لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔

۱۷- آپ کی ان کے لئے دعا

طبرانی اور البزار نے ثقہ راویوں سے، ابن حبان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت خوشگوار تھی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے یہ دعا فرمائی: مولا! عائشہ صدیقہ کے اگلے پچھلے علانیہ اور پوشیدہ گناہ معاف فرما۔ حضرت عائشہ صدیقہ مسکرا اٹھیں، حتیٰ کہ مسکراتے مسکراتے سر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری دعا نے تمہیں خوش کر دیا ہے۔ عرض کی: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا خوش کیوں نہ کرے گی؟

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! ہر نماز میں میں اپنی امت کے لیے یہی دعا مانگتا ہوں۔

۱۸۔ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لینا

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیتے تھے۔ ان سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لے لیتے تھے ان کی زبان چوس لیتے تھے۔

۱۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی خوشی اور ناراضگی کی علامات

امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے اذن طلب کرنے آئے۔ انہوں نے سنا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی آواز آپ ﷺ کی آواز سے بلند تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے ام رومان کی بیٹی! انہیں پکڑ لیا۔ کیا تم اپنی آواز کو حضور اکرم ﷺ کی آواز سے بلند کرتی ہو؟ حضور اکرم ﷺ ان کے اور ام المؤمنین کے مابین حائل ہو گئے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو آپ ﷺ نے ام المؤمنین کو راضی کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ میں تمہارے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین حائل ہو گیا تھا پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ انہیں ہنسا رہے تھے۔ انہوں نے اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اذن دے دیا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اپنی صلح میں اس طرح شامل فرمالیں جیسے اپنی شکر رنجی میں شامل کیا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے اور حضور اکرم ﷺ کے مابین شکر رنجی تھی۔ آپ نے فرمایا: اپنے اور میرے مابین کسے ثالث بناتی ہو؟ کیا حضرت عمر فاروق سے راضی ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! عمر سخت آدمی ہیں۔ فرمایا: کیا میرے اور اپنے مابین اپنے والد گرامی کو ثالث مقرر کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ان کا یہ معاملہ

Marfat.com

ہے۔ اس کا یہ معاملہ ہے۔ میں نے کہا: اللہ سے ڈریں اور صرف حق بات کریں۔ سیدنا صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ اٹھایا میری ناک پر نشان ڈال دیا۔ فرمایا: ام رومان کی بیٹی تم اور تمہارا باپ حق کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ حق نہیں کہتے۔ میری ناک پھیل گئی گویا کہ وہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تمہیں اس لئے تو نہیں بلایا تھا، پھر وہ شاخ خرما لے کر اٹھے اور مجھے اس کے ساتھ مارنے لگے۔ میں ان سے بھاگ کر گئی اور آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم باہر چلے جاؤ۔ میں نے تمہیں اس لئے تو نہیں بلایا تھا۔ جب وہ باہر چلے گئے۔ میں اٹھی۔ آپ ﷺ سے علیحدہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا۔ فرمایا: اس سے قبل تم میری کمر کے ساتھ شدت سے چمٹی ہوئی تھی۔ امام مسلم، نسائی اور دار قطنی نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: میں جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کیسے جان جاتے ہیں؟ فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب محمد ﷺ جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو لا ورب ابراھیم۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ نے سچ فرمایا ہے میں صرف آپ ﷺ کا نام چھوڑتی ہوں۔

۲۰- دوڑ میں مقابلہ کرنا

حمیدی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ کسی سفر میں آپ کے ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ میں تمہارے ساتھ مقابلہ کرتا ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مقابلہ کیا تو میں آگے نکل گئی جب مجھ پر موٹاپا آگیا تو آپ ﷺ نے دوڑ لگائی تو آپ آگے نکل گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! یہ اس کا بدلہ ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ آپ ﷺ خوش طبعی فرماتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

فرمایا: ہم حج کا احرام باندھ کر آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عمرہ کا احرام باندھا جب ہم سرف پہنچے تو انہیں خصوصی ایام آ گئے۔ ہم آئے۔ ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کے مابین سعی کی۔ آپ ﷺ نے اسے احرام کھولنے کا حکم دے دیا جس کے پاس قربانی کا جانور نہ تھا۔ ہم نے عرض کی: کس چیز سے حلت؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز سے۔ ہم نے اپنی ازواج سے وظیفہء زوجیت ادا کیا۔ خوشبو لگائی۔ اپنے کپڑے پہنے ہمارے اور عرفہ کے مابین صرف چار راتیں تھیں۔ ہم نے یوم ترویہ کو احرام باندھا۔ آپ ﷺ سیدہ عائشہ کے پاس تشریف لائے تو وہ رو رہی تھیں۔ پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کی: میرے خصوصی ایام آ گئے ہیں۔ لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ میں نے احرام نہ کھولا۔ میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہ کیا لوگ اب صبح کو واپس جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ وہ امر ہے جسے رب تعالیٰ نے بنات آدم کے مقدر میں لکھ دیا ہے تم غسل کر لو پھر حج کا احرام باندھ لو۔ میں نے اسی طرح کیا۔ میں نے وقوف کیا جب پاک ہو گئی تو خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کی سعی کی۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے حج اور عمرہ کی وجہ سے خوش ہو گئی ہو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے دل میں خلش ہے۔ میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا حتیٰ کہ میں نے حج کر لیا۔ آپ نے فرمایا: عبدالرحمٰن! انہیں تنعیم سے عمرہ کرا لاؤ۔ یہ رات حصبہ کی تھی۔

۲۰- آپ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی اور باکرہ سے نکاح نہ فرمایا

امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کسی وادی میں تشریف لے جائیں اس میں درخت ہو جسے کھایا جا چکا ہو ایک ایسا درخت بھی ہو جسے ابھی تک کسی نے نہ کھایا ہو آپ اپنا اونٹ کس پر چھوڑیں گے؟ آپ نے فرمایا: اس پر جسے کھایا نہ گیا ہو، یعنی ان کے علاوہ آپ نے کسی باکرہ خاتون سے نکاح نہ کیا۔

Marfat.com

۲۱۔ حبشیوں کا کھیل دکھانا

امام ترمذی، نسائی، ابن عدی، اسماعیلی وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ تشریف فرما تھے ہم نے شور و غل اور بچوں کی آوازیں سنیں یا بچے اور عورتیں باہر نکل آئیں۔ آپ اٹھے۔ حبشی بچے ناچ رہے تھے۔ یا وہ اپنے نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ بچے ان کے ارد گرد تھے۔ آپ نے فرمایا: عائشہ! آؤ۔ دیکھو۔ امام نسائی نے روایت کیا ہے۔ حمیراء! کیا تم انہیں دیکھنا پسند کرو گی۔ میں نے عرض کی: ہاں۔ میں نے اپنا رخسار آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ اپنی چادر سے مجھے چھپائے ہوئے تھے۔ میں کندھے سے سر تک انہیں دیکھنے لگی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: عائشہ! کافی ہے۔ سیر ہو گئی ہو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ جلدی نہ کریں۔ آپ ﷺ کھڑے رہے فرمایا: کافی ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ جلدی نہ کریں۔ میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں، لیکن میں چاہتی تھی کہ عورتوں کو علم ہو جائے کہ آپ ﷺ مجھ سے اور میں آپ ﷺ سے کتنی محبت کرتی ہوں۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے قدمین شریفین کو باری باری حرکت دے رہے تھے جب حضرت عمر فاروق آئے تو لوگ اور بچے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں جن و انس کے شیطانوں کی طرف دیکھ رہا تھا وہ عمر سے بھاگ گئے ہیں۔

برقانی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میرے پاس دو بچیاں تھیں جو جنگ بعاث کے بارے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے چہرہ انور پھیر لیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے جھڑکا۔ انہوں نے فرمایا: شیطان کے مزامیر اور آپ ﷺ کے پاس۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف رخ انور کیا۔ فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ جب آپ ﷺ کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو میں نے انہیں اشارہ کیا تو وہ چلی گئیں۔ انہوں نے فرمایا: عید کے روز سوڈانی آئے وہ ڈھالوں اور نیزوں کے ساتھ کھیلنے لگے۔ جب میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: تو فرمایا: کیا

Marfat.com

تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا۔ فرمایا: بنوارفدہ! شروع کرو۔ جب میں تھک گئی تو فرمایا: کیا کافی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں!

۲۲- آیت تخییر میں ابتداء ان سے کی

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رب تعالیٰ نے آیت تخییر نازل کی تو آپ ﷺ نے ابتداء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کی۔ فرمایا: میں تم سے ایک امر ذکر کرنے لگا ہوں تم اس کے متعلق جلدی نہ کرنا حتیٰ کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ نے یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔

(الاحزاب: ۲۸)

ترجمہ: اے غیب بتانے والے (نبی)! اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو۔

انہوں نے عرض کی: کیا میں آپ ﷺ کے متعلق اپنے والدین سے مشورہ کروں گی، بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔

ایام مرض میں ان کے ہاں قیام فرمانا

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ علیل ہوئے تو آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات سے اذن لیا کہ آپ ﷺ ایام مرض میرے حجرہ میں گزار لیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اذن دے دیا۔ آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ٹیک لگا کر اٹھے۔ ساتھ ایک اور شخص بھی تھا آپ ﷺ کی مبارک ٹانگیں زمین پر گھسیٹی جارہی تھیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ شخص کون تھا؟ وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے، لیکن حضرت عائشہ صدیقہ نے ان کا تذکرہ نہ کیا۔ امام زہری نے روایت کیا ہے کہ

Marfat.com

حضورِ اکرم ﷺ نے (حضرت میمونہ کے حجرہ مقدسہ میں تھے) حضرت عبداللہ بن زمعہ سے کہا: لوگوں کو حکم دو وہ نماز ادا کریں۔ وہ حضرت عمر سے ملے۔ انہوں نے کہا: عمر! لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے انہیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے ان کی آواز سنی۔ ان کی آواز بلند تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ تو عمر فاروق کی آواز نہیں؟ لوگوں نے عرض کی: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ اس کا انکار فرماتا ہے۔ اہل ایمان بھی اس کا انکار کرتے ہیں۔ ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ام المومنین نے عرض کی: ابوبکر رقیق القلب انسان ہیں۔ وہ اپنے آنسو نہ روک سکیں گے۔ جب وہ قرآن پڑھتے تو بہت زیادہ روتے تھے۔ انہوں نے یہ بات اس لئے کی تاکہ لوگ انہیں اس سے بچائیں کہ وہ سب سے پہلے آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے اپنی عرض دہرائی تو فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے اپنی عرض دہرائی تو فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو صواحب یوسف کی ساتھی ہو۔

۲۴- اپنے ساتھ دعوت میں شریک کر لینا

امام مسلم اور برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک ایرانی شخص آپ ﷺ کا پڑوسی تھا۔ اس نے کھانا تیار کیا۔ آپ ﷺ کو دعوت دی۔ آپ کے پہلو میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اس نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا کہ آپ تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ اس نے اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ تیسری بار اس نے اشارہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں۔ اس نے عرض کی ہاں۔

۲۵- عورتوں پر ان کی فضیلت

ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس سے،

Marfat.com

امام احمد نے حضرت عائشہ سے، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے، حضرت سعد بن ابی وقاص سے، طبرانی نے حسن سند سے، حضرت فروہ بن ابی ایاس سے، طبرانی نے صحیح کے راویوں سے، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ دیگر خواتین سے اس طرح افضل ہیں جیسے ثرید دیگر کھانوں پر افضل ہوتی ہے۔

ابوطاہر المخلص نے امام بکی سے، طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمرو بن حارث سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: زیاد بن سمیہ نے حضرت عمرو بن حارث کے ساتھ کچھ ہدیے اور اموال امہات المؤمنین کے لئے بھیجے۔ انہوں نے حضرات ام سلمہ اور صفیہ کی طرف بھی تحائف بھیجے۔ ان سے حضرت عائشہ صدیقہ کی فضیلت کی وجہ سے معذرت کی۔ انہوں نے کہا: ان کی فضیلت تو اس فضیلت سے کہیں بڑھ کر ہے، پھر حضرت ام سلمہ کے پاس وہ قاصد گیا تا کہ معذرت پیش کرے۔ انہوں نے فرمایا: زیاد ان کے لئے معذرت کیوں کرتے ہو؟ حضرت عائشہ صدیقہ کو تو اس ذات نے فضیلت بخشی ہے جو ہم سب سے زیادہ عظیم ہے یعنی حضور اکرم ﷺ نے۔

۲۶-حضرت جبرائیل امین کو دیکھنا اور ان کا انہیں سلام دینا

امام احمد، ابن جوزی نے الصفوہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی اثناء میں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ مین نماز پڑھ رہے تھے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ نے کہا: میں نے اس طرح کا ایک شخص دیکھا ہے میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے؟ وہ فرماتی ہیں: میں نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے کپڑے پہنے اس کی طرف نکلے وہ سیدنا جبرائیل امین تھے۔ انہوں نے عرض کی: ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصاویر ہوں۔ آپ ﷺ اندر تشریف لائے۔ کتے کو مارا۔ حضرت جبرائیل امین اندر آ گئے۔ ابن ابی خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آپ کو سلام دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

Marfat.com

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوئی۔ میں نے عرض کی: حضور اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ حجرہ مقدسہ میں ہیں۔ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ میں وہیں ٹھہر گئی۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ جبرائیل ہیں جو آپ ﷺ کو سلام دے رہے ہیں۔

۲۷- امت کے لئے سراپا برکت

ابن ابی ملیکہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ سے اذن باریابی لیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے عرض کی: امی جان! حضرت ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے صالح شخص ہیں وہ آپ کی عیادت کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے انہیں اذن دے دیا۔ وہ اندر آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ کو بشارت ہو۔ بخدا! آپ کے اور حضور اکرم ﷺ سے اور احباء سے ملاقات کرنے کے مابین صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح مبارک آپ کے جسم سے نکل جائے آپ ﷺ کو آپ ساری ازواج مطہرات سے زیادہ پیاری تھیں۔ آپ ﷺ پاکیزہ کو ہی پسند کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اسی طرح ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: آپ کا ہار ابواء کے مقام پر گم ہو گیا۔ وقت صبح وہ آپ کو ملا، لیکن لوگوں کے پاس پانی نہ تھا۔ اس وقت یہ آیت اتری۔

فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا۔ (النساء:۴۳)

ترجمہ: ارادہ کرو زمین پاک کا۔

یہ آپ کے سبب اور برکت سے تھا کہ رب تعالیٰ نے اس امت کے لئے رخصت نازل کی۔ مسطح کے معاملہ میں رب تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے آپ کے لئے برأت نازل کی۔ صبح وشام ان آیات طیبات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس! مجھے چھوڑ دو۔ یہ اصلاح چھوڑ دو۔ بخدا! میں تو تمنا کرتی ہوں کہ مجھے بھلا دیا جاتا۔

Marfat.com

۲۸-ان کی پاکیزگی کی آیات آسمان سے نازل ہوئیں

الحوارث میں میں نے اس کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔زاد المعاد میں ہے۔امت کا اتفاق ہے کہ آپ پر بہتان لگانے والا کافر ہے۔

۲۹-ان کی دس خصوصیات

ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: مجھے ازواج مطہرات پر دس فضیلتیں حاصل ہیں۔عرض کی گئی: ام المومنین! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا: میرے علاوہ آپ نے کسی باکرہ عورت سے نکاح نہ کیا۔میرے علاوہ کسی اور ایسی عورت سے نکاح نہ کیا جس کے والدین مومن اور مہاجر ہوں۔رب تعالیٰ نے میری پاکیزگی کے لئے آیات آسمان سے اتاریں۔جبرائیل امین آسمان سے ریشم پر میری تصویر لے کر آئے۔انہوں نے عرض کی: ان سے نکاح کر لیں۔یہ آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کر لیتے تھے۔یہ آپ ﷺ نے میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے ساتھ نہ کیا۔آپ ﷺ میرے ہمراہ ہوتے تھے کہ آپ ﷺ پر نزول وحی ہوتا تھا۔میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے پاس نزول وحی نہ ہوا۔آپ ﷺ میرے سینے پر تھے کہ آپ کا وصال ہوا۔اس روز میری ہی باری تھی اور میرے حجرہ مقدسہ میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔

ان سے ہی روایت ہے۔فرمایا: مجھے ایسی خصوصیات بخشی گئی ہیں جو کسی اور عورت کو نہیں بخشی گئیں۔میری عمر سات سال تھی تو آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا۔فرشتے نے اپنی ہتھیلی پر میری تصویر لائی۔آپ ﷺ نے اسے دیکھا۔نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔میں نے حضرت جبرائیل امین کو دیکھا میرے علاوہ کسی اور زوجہ نے انہیں نہ دیکھا۔میں آپ کو ساری ازواج سے محبوب تھی میرے والد گرامی آپ ﷺ کو سارے صحابہ کرام سے محبوب تھے۔میں نے مرض وصال میں آپ ﷺ کی تیمارداری کی جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا تو میرے اور فرشتوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

Marfat.com

وزیر نظام الملک نے امالیہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے دس ایسی خصوصیات سے نوازا گیا ہے جن سے میرے علاوہ کسی اور عورت کو نہیں نوازا گیا تھا۔ میری ماں کی رحم میں میری تصویر بننے سے قبل حضور اکرم ﷺ کو میری تصویر پیش کی گئی۔ میں باکرہ تھی آپ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمالیا۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ سے آپ ﷺ نے نکاح نہ فرمایا۔ آپ ﷺ میرے سینے پر ہوتے تھے کہ حضرت جبرائیل وحی لے کر آجاتے تھے۔ آسمان سے میری برأت اتری۔ میں آپ ﷺ کو سارے لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ آپ ﷺ میرے سینے پر تھے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے میرے ہی دن وصال فرمایا میرے حجرہ مقدسہ میں ہی مدفون ہوئے۔ یہ دس خصوصیات کی روایت ہے مگر راوی نے آٹھ کا ذکر کیا ہے۔

ابویعلی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے کچھ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو صرف حضرت مریم کو ملی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین اپنی ہتھیلی پر میری تصویر لے کر اترے۔ آپ ﷺ نے صرف مجھ سے نکاح کیا جب کہ میں باکرہ تھی۔ میرے علاوہ کسی اور باکرہ عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ آپ ﷺ کا سر میری آغوش میں تھا کہ آپ ﷺ کا وصال اس حالت میں ہو گیا۔ میرے حجرہ میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔ فرشتے میرے حجرے میں پرے باندھے کھڑے ہوتے تھے۔ وحی نازل ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اپنی اہلیہ کے پاس ہوتے تھے۔ فرشتے آپ ﷺ سے جدا ہو جاتے تھے۔

میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے لحاف میں ہوتی تھی وحی آپ پر نازل ہو جاتی تھی۔ میں ان کے خلیفہ اور صدیق کی نور نظر ہوں۔ میری معذرت آسمان سے اتری۔ مجھے طیب اور پاک پیدا کیا گیا ہے۔ میں پاک اور طیب کے پاس ہی رہی۔ میرے ساتھ مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھ میں (سات) ایسے خصائل پائے جاتے ہیں جو عورتوں

Marfat.com

میں سے کسی میں نہیں پائے جاتے مگر رب تعالیٰ نے جو حضرت مریم کو عطا کیے۔ بخدا! میں یہ فخراً نہیں کہہ رہی یا میں ان کے ساتھ اپنی ساتھیوں پر فخر نہیں کر رہی۔ حضرت ابن صفوان نے عرض کی: ام المومنین! وہ خصوصیات کون سی ہیں؟ آپ نے فرمایا: فرشتہ میری تصویر لے کر آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے ساتھ اس وقت نکاح کیا جب میری عمر سات سال تھی۔ نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ میں باکرہ تھی آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا۔ لوگوں میں سے کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کیا۔ میں اور آپ ﷺ ایک ہی لحاف میں ہوتے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی میں اس شخص کی نور نظر تھی جو آپ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا تھا میرے بارے میں قرآن پاک کی آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت میری وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے حضرت جبرائیل کو دیکھا میرے علاوہ کسی اور زوجہ کریمہ نے انہیں نہ دیکھا۔ میرے ہی حجرہ مقدسہ میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ اس وقت میرے اور فرشتے کے علاوہ کسی نے نہ دیکھا۔

وسعت علمی اور فقاہت

امام ترمذی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔ اسے صحیح بھی کہا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب بھی صحابہ کرام کو کسی حدیث میں مشکل پیدا ہوئی تو ہم نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق سوال کیا ان کے پاس اس کا حل ضرور تھا۔

ابن ابی خیثمہ اور طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس امت کی عورتوں کا علم جمع کیا جائے جن میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی شامل ہوں تو حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ان کے علم سے زائد ہوگا۔ حضرت سعید بن منصور، ابن ابی خیثمہ اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ مسروق علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہے کہ وہ قسم اٹھایا کرتے تھے کہ میں نے اکابر صحابہ کرام کی زیارت کی سعادت حاصل کی جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ ابن ابی

Marfat.com

خیثمہ، حاکم اور طبرانی نے حسن سند کے ساتھ، ابو عمرو بن عسا کرنے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو قرآن پاک، فرائض، حلال، حرام، فقہ، طب، اشعار، حدیث العرب اور علم نسب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زائد ہو۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فصیح ہو۔ طبرانی نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے کسی خطیب کو نہیں دیکھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بلیغ، فصیح اور ذہین ہو۔

حضرت عروہ سے عرض کی گئی: ابو عبداللہ! آپ کتنی زیادہ روایتیں بیان کرتے ہیں۔ وہ ان کو سارے لوگوں سے زیادہ روایت کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کے سامنے میری روایت کی کیا حیثیت ہے ان کے پاس جو چیز بھی آتی اس کے متعلق وہ شعر ضرور پڑھتیں۔ امام احمد نے ان سے ہی روایت کیا ہے۔ وہ ان سے عرض گزار ہوتے تھے: امی جان! میں آپ کے فہم و ادراک پر تعجب نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ حضور اکرم ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نورِ نظر ہیں میں آپ کے اشعار کے متعلق علم اور ایام الناس کے متعلق کے بارے میں متعجب نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں: وہ صدیق اکبر کی نورِ نظر ہیں۔ وہ سارے لوگوں سے زیادہ ان امور کے عالم تھے میں آپ کے علم طب سے صرف متعجب ہوتا ہوں۔ یہ کیسے ہے؟ یہ کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے میرے کندھے پر مارا فرمایا: اے! حضور اکرم ﷺ اپنی عمر کے آخری ایام میں بہت زیادہ بیمار ہوتے تھے۔ ہر طرف سے آپ کے پاس وفود آتے تھے۔ عرب و عجم کے اطباء آپ کی تعریفیں کرتے تھے۔ میں ہی ان کا علاج کرتی تھیں۔ بس یہی وجہ ہے۔

حاکم نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر سب کا علم جمع کیا جائے۔ آپ کی ازواج مطہرات کا علم بھی جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے زائد ہو گا۔ اگر ام المومنین کے علم کو ازواج مطہرات اور سارے لوگوں کے علم کے ساتھ

Marfat.com

ملایا جائے تو حضرت عائشہ صدیقہ کا علم افضل ہوگا۔ امام احمد نے زہد میں اور حاکم نے احنف بن قیس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرات ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے خطبات سنے میں نے دیگر لوگوں کے خطبے سنے لیکن میں نے کسی کا کلام نہ سنا جو حضرت ام المومنین کے کلام سے عمدہ اور احسن ہو۔

حاکم اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت عطاء بن رباح سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں زیادہ عالم تھیں رائے عامہ میں احسن تھیں۔ ابن ابی خیثمہ نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: زیاد! سارے لوگوں سے زیادہ عالم کون ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین! آپ؟ انہوں نے کہا: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں: انہوں نے کہا: اگر تم قسم دے کر پوچھتے ہو تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سارے لوگوں سے زیادہ عالم ہیں۔

بلاذری نے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری خواتین اور اکابر صحابہ کرام سے زیادہ عالم تھیں۔ حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ادوار خلافت میں فتویٰ پر چھائی رہیں حتیٰ کہ ان کا وصال ہوگیا۔ انہوں نے آپ سے ۱۲۱۰ احادیث روایت کی ہیں۔ امام بخاری اور مسلم ۱۷۴ احادیث پر متفق ہیں۔ بخاری ۵۴ احادیث میں منفرد ہیں۔ امام مسلم ۶۸ احادیث میں منفرد ہیں۔ ان سے کثیر صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم نے روایات کی ہیں۔

۳۱- ان کا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا انکار اور ان کا اقرار

امام مسلم نے حضرت عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدسہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

ہم مسواک کی آواز سن رہے تھے جو وہ کر رہی تھیں۔ میں نے کہا: ابو عبد الرحمٰن! کیا آپ

Marfat.com

نے رجب میں عمرہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے حضرت ام المومنین سے عرض کی: امی جان! کیا آپ سن رہی ہیں کہ ابو عبدالرحمٰن کیا کہہ رہے ہیں؟ پوچھا: کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: وہ کہہ رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن کو معاف فرمائے۔ مجھے اپنی حیات طیبہ کی قسم! آپ نے کوئی عمرہ بھی رجب میں نہیں کیا۔ آپ نے جب بھی عمرہ کیا۔ میں آپ کے ساتھ تھی۔ حضرت ابن عمر یہ سن رہے تھے وہ خاموش رہے۔ ہاں یا نہ نہ کہا۔

۳۲- زہد، کرم، صدق، اور حضرت بریرہ کو آزاد کرنا

ابو نعیم نے حضرت ام ذرہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت ام المومنین کی خدمت میں رہا کرتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا: دو بوروں میں مال آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ اسی ہزار یا ایک لاکھ دراھم ہوں گے۔ انہوں نے طشت منگوایا۔ اس روز وہ روزہ سے تھیں وہ بیٹھ کر لوگوں میں تقسیم کرنے لگیں شام کے وقت ان کے پاس ایک درھم نہ رہا تھا۔ شام کے وقت لونڈی سے کہا: لڑکی! کچھ لے کر آؤ روزہ کھولیں۔ وہ روٹی اور زیتون لے کر آئی۔ حضرت ام ذرہ نے عرض کی: کیا آپ ان دراھم میں سے ایک درھم بھی نہ بچا سکتی تھیں جو آپ نے آج صدقہ کئے جس سے ہم گوشت خرید لیتے اور روزہ افطار کر لیتے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ندامت نہ دلاؤ اگر تم مجھے یاد کراتیں تو میں ضرور اس طرح کرتی۔ امام بخاری نے اس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ کو آزاد کرنے کے لئے خریدا ان کے موالی نے یہ شرط لگا دی کہ ان کی ولاء ان کے لئے ہوگی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ آپ نے فرمایا: اسے خرید لو۔ ولاء اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے گوشت دیکھا۔ پوچھا تو میں نے عرض کی: یہ حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

Marfat.com

۳۳-خوف، تقویٰ، عبادت اور حیاء

ابونعیم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین سے اذن باریابی طلب کیا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے ان کی اصلاح کی ضرورت نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے عرض کی: امی جان! ابن عباس آپ ﷺ کے گھرانے کے صالح شخص ہیں وہ آپ کی عیادت کے لیے آئے ہیں۔ فرمایا: انہیں اذن دے دو۔ وہ آپ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: امی جان! آپ کو بشارت ہو بخدا! اب حضور اکرم ﷺ اور دیگر احباء سے ملاقات کرنے میں صرف اتنا وقت ہے کہ آپ کی روح مبارک جسم اطہر سے نکل جائے۔ آپ حضور اکرم ﷺ کی ساری ازواج مطہرات سے محبوب تھیں۔ حضور اکرم ﷺ پاکیزہ اور طیب کو ہی پسند کرتے تھے۔ آپ کا ہار ابواء کے مقام پر گم ہوا۔ وقت صبح حضور اکرم ﷺ نے اسے پالیا۔ صحابہ کرام کے پاس پانی نہ تھا۔ رب تعالیٰ نے اس وقت آیت تیمم نازل کر دی۔ یہ آپ ہی کی وجہ سے اور برکت سے تھا کہ رب تعالیٰ نے اس امت پر رخصت نازل کی۔

جہاں تک مسطح کا معاملہ تھا تو رب تعالیٰ نے ساتوں آسمان کے اوپر سے آپ کے لئے برأت نازل فرمائی۔ ہر ہر مسجد میں شب و روز میں وہ آیات تلاوت کی جاتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ابن عباس! یہ اصلاح چھوڑ دو۔ میری تو خواہش ہے کہ کاش! مجھے فراموش کر دیا جاتا۔

حضرت ام المومنین ہی سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں اس حجرہ مقدسہ میں داخل ہوتی تھی جس میں آپ ﷺ مدفون تھے، تو میں نے اپنا کپڑا رکھا ہوتا تھا۔ میں کہتی تھی یہ میرے خاوند محترم ہیں۔ ان کے ساتھ میرے والد گرامی ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق دفن ہوئے تو میں اپنے کپڑے اوڑھ کر اندر جاتی تھی یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حیاء کی وجہ سے تھا۔

۳۴-غیرت

ابویعلیٰ، ابوشیخ اور ابن حبان نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت

Marfat.com

کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میرا سامان قلیل تھا۔ وہ تیز رفتار اونٹ پر تھا۔ حضرت صفیہ کا سامان بھاری تھا وہ بوجھل اور سست اونٹ پر تھا۔ جو کارواں سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ کا سامان صفیہ کے اونٹ پر اور صفیہ کا سامان عائشہ کے اونٹ پر رکھ دو تاکہ کارواں روانہ ہو سکے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا: اللہ کے بندو! یہ یہودیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مجھ پر غالب آ گئی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام عبداللہ! تمہارا سامان قلیل ہے صفیہ کا سامان زیادہ ہے کارواں سست ہو گیا ہے ہم تمہارا سامان ان کے اونٹ پر اور ان کا سامان تمہارے اونٹ پر منتقل کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گمان نہیں کرتے کہ آپ رب تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: ام عبداللہ! کیا اس میں شک ہے۔ میں نے عرض کی: کیا آپ گمان نہیں کرتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ عدل کیوں نہیں کرتے۔ یہ بات سیدنا صدیق اکبر نے بھی سن لی۔ ان کی طبیعت میں تیزی تھی وہ میرے پاس آئے اور میرے چہرے پر مار دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر ٹھہرو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ سن نہیں رہے کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ آپ نے فرمایا: غیرت کھانے والا وادی کی بلندی سے اس کی پستی کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔

۳۵- وصال اور تدفین

ماہ رمضان المبارک میں بروز منگل جب کہ رمضان المبارک کے سترہ روزے گزر چکے تھے آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ صحیح روایت ہے اکثر مورخین نے اسے اپنایا ہے۔ اس ۵۸ھ کا واقعہ ہے۔ اسے ابن ابی خیثمہ نے حضرت عیینہ سے اور المدائنی نے اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے۔ ہشام بن عروہ سے ۵۷ھ روایت ہے۔

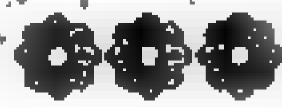
حضرت ابوہریرہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مدینہ طیبہ پر عامل مروان تھا وہ حج کے لیے گیا تھا اور اس نے اپنا نائب حضرت ابوہریرہ کو بنایا تھا۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا

Marfat.com

گیا۔ ابن ابی خیثمہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضرت عروہ سے فرما رکھا تھا کہ: جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے میری ساتھیوں کے ساتھ بقیع میں دفن کرنا ان کے حجرہ مقدسہ میں جگہ تھی۔ فرمایا: میں کبھی بھی اسے نہ دیکھوں گی۔

تنبیہ

صحیح کی روایت میں ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میری رخصتی ہوئی تو میری عمر چھ سال تھی۔ ان دونوں روایتوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ ان کی عمر ۶ سال مکمل تھی ساتویں میں تقریباً داخل ہو رہی تھیں۔



Marfat.com

حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے کچھ مناقب

ا- ولادت اور نسب

یہ اس وقت جہان رنگ و بو میں آئیں جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے والد گرامی کا نسب گزر چکا ہے ان کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا۔

۲- پہلے وہ کس کی زوجیت میں تھیں

پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت خنیس بن حذافہ سہمی کی زوجیت میں تھیں انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ مدینہ طیبہ ہجرت کی تھی وہ ان زخموں کی وجہ سے شہید ہوئے تھے جو انہیں بدر یا احد کے روز آئے تھے کسی نے بدر اور کسی نے احد کا ذکر کیا ہے۔ ہر ایک نے اپنے موقف کو ترجیح دی ہے۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ آپ نے ماہ شعبان میں ہجرت سے تیس ماہ بعد پہلے قول کے مطابق دوسرے قول کے مطابق غزوہ احد کے بعد ان سے نکاح فرمایا تھا۔ امام احمد، شیخین اور نسائی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت حفصہ کو خنیس بن حذافہ کی شہادت کی وجہ سے اذیت ہوئی۔ وہ صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی اور مدینہ طیبہ میں وصال فرما گئے تھے۔

میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے حضرت حفصہ کے متعلق بات کی۔ میں نے کہا: اگر پسند کرو تو میں تمہارا نکاح حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں اس مسئلہ میں غور و فکر کروں گا۔ میں کچھ دنوں کے بعد ان سے ملا۔ انہوں نے فرمایا: میرے لئے یہ ظہور پذیر ہوا ہے کہ میں ان دنوں میں نکاح نہ کروں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا: اگر آپ پسند کریں

Marfat.com

تو آپ کا نکاح حفصہ سے کر دوں! وہ خاموش رہے۔ انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ مجھے ان پر حضرت عثمان سے بھی زیادہ دکھ ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ ﷺ نے حضرت حفصہ کو پیغام نکاح دیا۔ میں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے۔ مجھے کہا: شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں جب کہ آپ نے حفصہ سے نکاح کے لیے کہا تھا، لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ میں نے کہا: ہاں! انہوں نے فرمایا: مجھے کسی چیز نے نہ روکا کہ میں آپ کو جواب دیتا، لیکن میں نے حضور اکرم ﷺ کو سنا: آپ ﷺ حفصہ کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کا راز افشاء نہ کرنا چاہتا تھا۔ اگر حضور اکرم ﷺ چھوڑ دیتے تو میں انہیں قبول کر لیتا۔

ابن سعد نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے حضرت حفصہ سے نکاح کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا: انہوں نے اعراض فرمایا میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت مآب میں کیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے عثمان پر تعجب ہے میں نے انہیں حفصہ سے نکاح کے لئے کہا، مگر انہوں نے اعراض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے حضرت عثمان کا نکاح ان سے کر دیا ہے جو حفصہ سے بہتر ہے اور حفصہ کا نکاح اس سے کر دیا ہے جو حضرت عثمان غنی سے بہتر ہے۔ جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ سے نکاح کے لئے کہا تھا۔ اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ سے نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمر فاروق سے اعراض کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان ذوالنورین سے کر دیا۔ ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ام المومنین حفصہ سے نکاح ہجرت کے دوسرے سال فرمایا تھا۔ امام زہری سے روایت ہے کہ مجھے بنو سہم میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح تین ہجری کو فرمایا تھا۔

Marfat.com

۳- آپ کا ان کو طلاق دینا پھر رجوع کر لینا

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی پھر نکاح فرمالیا تھا۔

ابن ابی خیثمہ اور طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت قیس بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی تھی۔ ان کے پاس ان کے دو ماموں حضرت خذافہ اور حضرت عثمان پسران مظعون آئے۔ وہ رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا: بخدا! آپ ﷺ نے مجھے سیر ہونے کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں چیخ پڑی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: مجھے سیدنا جبرائیل امین نے کہا ہے: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دن کو روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔ یہ جنت میں آپ ﷺ کی زوجہ کریمہ ہیں۔

ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ایک طلاق دے دی۔ حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ عرض کی: محمد عربی ﷺ آپ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دے دی ہے حالانکہ وہ قائم اللیل اور صائم النہار ہیں۔ یہ جنت میں آپ ﷺ کی رفیقہ ہیں۔ ابونعیم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی جب یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے بہت زیادہ افسوس کا اظہار کیا۔ فرمایا: اس کے بعد رب تعالیٰ عمر اور اس کی بیٹی حفصہ کی کیا پرواہ کرے گا؟ اگلے روز صبح کے وقت ہی سیدنا جبرائیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی: رب تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم فرما رہا ہے کہ آپ ﷺ حفصہ سے رجوع کر لیں۔

یہ حضرت عمر فاروق کے لئے رحم تھا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دوسری بار طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل امین نے آپ سے عرض کی: انہیں طلاق نہ دیں یہ دن کو روزے رکھنے والی اور رات کو قیام کرنے والی ہیں۔

Marfat.com

۴- حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں لکھا ہے۔

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۚ (التحریم: ۳)

ترجمہ: جب نبی کریم ﷺ نے راز داری سے اپنی ایک بیوی کو بات بتائی۔

انہوں نے فرمایا: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئیں تو حضور اکرم ﷺ حضرت ماریہ سے مباشرت فرما رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: عائشہ کو نہ بتانا حتیٰ کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ تمہارے والد گرامی حضرت صدیق اکبر کے بعد خلیفہ بنیں گے۔ حضرت حفصہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی: یہ آپ ﷺ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے علیم اور خبیر ذات نے بتایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: میں آپ ﷺ کی خدمت میں نہ آؤں گی حتیٰ کہ آپ ﷺ حضرت ماریہ کو خود پر حرام کر دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں خود پر حرام کر دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ اتری۔

۵- حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کا ان کی فضیلت کا اقرار کرنا

ابوداؤد، بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرات عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما نے نفلی روزہ رکھا، پھر انہیں کھانا پیش کیا گیا۔ انہوں نے روزہ افطار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا: حضرت حفصہ مجھ سے قبل ہی بول اٹھیں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے اور عائشہ نے نفلی روزہ رکھا ہمیں کھانا پیش کیا گیا تو ہم نے روزہ افطار کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اس کی جگہ ایک اور روزہ رکھ لو۔

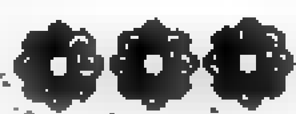
Marfat.com

٦-ان کے گھرانے میں سے کس کس نے غزوہ بدر میں شرکت کی

ان کے والد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، چچا حضرت زید، خاوند حضرت خنیس، ماموں حضرت عثمان، حضرت عبداللہ اور حضرت قدامہ اور ان کے ماموں زاد سائب بن عثمان نے یہ سعادت حاصل کی۔

٧-وصال

ان کا وصال ۴۵ھ ماہ شعبان میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ امیر مدینہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔ انہوں نے ان کی چارپائی کچھ رستے تک اٹھائی۔ یہ سعادت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔ حضرات عبداللہ، عاصم پسران، عمر فاروق رضی اللہ عنہم سالم، عبداللہ اور حمزہ بنو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے قبر انور میں اتارا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک ساٹھ سال تھی۔ یا ان کا وصال ۴۱ھ میں ہوا۔ یہ ابن ابی خیثمہ کی روایت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کا وصال اس وقت ہوا جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی تھی۔ یہ جمادی الاول ۴۱ھ کو ہوئی تھی۔ انہوں نے وہ وصیت جو حضرت عمر فاروق نے انہیں کر دی۔ انہوں نے وہ اپنے بھائی حضرت عبداللہ کو کر دی انہوں نے اپنا مال اور غابہ میں وقف صدقہ کر دیا۔ ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۶۰ احادیث روایت ہیں۔



Marfat.com

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا

۱۔نسب،نام

ان کے والد گرامی کے نسب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا۔جنہوں نے ان کا نام عاتکہ بنت عبدالمطلب بتایا ہے۔انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بتایا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔یہ ان کے خاوند کی بیٹی تھی۔ان کے بھائی عبداللہ اور زہیر حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی کے فرزند تھے۔ان کا نام ہند یا رمد تھا پہلا قول اصح ہے۔

۲۔ہجرت حبشہ،ہجرت مدینہ

انہوں نے اپنے خاوند کے ساتھ دو دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔انہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے کہ ہمیں نصر بن مغیرہ نے بتایا ہے کہ حضرت سفیان نے فرمایا: خواتین میں سے سب سے پہلی مہاجرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔حضرت مصعب بن عبداللہ سے روایت ہے۔انہوں نے فرمایا: سب سے پہلی مسافرہ جو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئیں وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ایک قول یہ ہے کہ وہ عامر بن ربیعہ کی زوجہ حضرت لیلیٰ بنت خیثمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۳۔آپ ﷺ کا ان سے نکاح

آپ ﷺ سے قبل یہ حضرت ابو سلمہ کی زوجیت میں تھیں۔ان کی والدہ آپ کی پھوپھی برہ تھیں۔ابو سلمہ سے ان کے ہاں سلمہ اور عمر پیدا ہوئے۔بچیوں میں رقیہ اور زینب پیدا ہوئیں۔حضرت ابو سلمہ نے ۴ھ میں وصال فرمایا۔غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ان کے بازو پر تیر لگا۔ایک ماہ تک اس کا علاج کرتے رہے زخم مندمل ہوگیا آپ ﷺ نے انہیں

Marfat.com

۱۵۰ سواروں کے ساتھ قطن کی طرف ماہ محرم میں بھیجا۔ اس مہم میں ۲۹ دن صرف ہوئے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے تو زخم پھٹ گیا۔

۴ھ کو وصال ہوا جبکہ جمادی الآخرہ کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔ حضرت ام سلمہ نے عدت گزاری۔ حضور اکرم ﷺ نے اس شوال میں ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ انہوں نے ہی صلح حدیبیہ کے وقت آپ کو حلق کرانے کا مشورہ دیا تھا اکثر صحابہ کرام ؓ اس سے رک گئے تھے۔ ان کی یہی فضیلت کافی ہے۔ ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ نے اور ابو عمر نے کہا ہے: حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح ۲ھ ماہ شوال غزوہ بدر کے بعد کیا تھا لیکن یہ درست نہیں۔ ابو عمر نے خود ہی لکھا ہے کہ حضرت ابو سلمہ کا وصال ۳ھ جمادی الآخرہ میں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کی عدت گزرنے کے بعد ان سے نکاح کیا تھا۔

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان کو بھی کوئی مصیبت پہنچے تو وہ یوں کہے: انا للہ و انا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔

احمد بن منیع، ابو یعلیٰ نے ثقہ راویوں سے، حضرت عمرو بن ابی سلمہ سے، امام شافعی نے ان سے، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابو سلمہ حضرت ام سلمہ کے پاس آئے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کی: میں نے آج حضور اکرم ﷺ سے ایک فرمان سنا ہے: جو مجھے فلاں فلاں امر سے زیادہ تعجب خیز لگا ہے۔ مجھے علم نہیں کہ میں اسے کس کے برابر سمجھوں۔

میں نے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہے پھر یہ دعا مانگتا ہے:

اللھم عندك احتسب مصیبتی فاجرنی فیھا وابدلنی بھا خیرا منھا

Marfat.com

جب حضرت ابوسلمہ کا وصال ہوا میں نے یہ کلمات پڑھے میں نے سوچا حضرت ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی۔ جب عدت ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عمر فاروق نے انہیں پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں پیغام نکاح بھیجا تو کہا: حضور اکرم ﷺ کو خوش آمدید! مجھ میں تین اوصاف ہیں جن کی وجہ سے مجھے آپ ﷺ کے بارے خدشہ ہے۔ میں وہ عورت ہوں جو بہت غیرت کھانے والی ہے۔ میں مصیبت زدہ عورت ہو۔ میں اہل وعیال والی بھی ہوں۔ میرا یہاں کوئی سرپرست نہیں جو میرا نکاح کرے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھ جیسی عورت سے نکاح کون کرے گا میری اولاد نہ ہوگی۔ میں غیور ہوں اور اہل و عیال بھی رکھتی ہوں۔ جب حضرت عمر فاروق نے ان کا جواب سنا تو انہیں حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ان پر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے کہا: تم نے حضور اکرم ﷺ کو رد کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ابن خطاب! مجھ میں یہ اوصاف ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف توجہ کی۔ فرمایا: تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ تم غیور ہو۔ میں رب تعالیٰ سے التجاء کروں گا وہ تمہاری غیرت ختم کر دے گا تم نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ تم مصیبت زدہ ہو رب تعالیٰ عنقریب تمہارے بچوں کی کفایت کرے گا۔ یا بچے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کے سپرد۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ تمہارا یہاں سرپرست نہیں جو مجھے راضی کر دے تو میں اس سے بڑا ہوں۔ انہوں نے اپنے فرزند عمر سے کہا: میرا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کر دو۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس سے تمہیں کم نہ دوں گا جو تمہاری فلاں بہن کو دیا ہے۔ حضرت ثابت نے ابن ام سلمہ سے پوچھا: فلانہ کو آپ ﷺ نے کیا دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ نے اسے دو درھم دیئے تھے۔ دو سواریاں دیں۔ ایک تکیہ دیا جس میں پتے بھرے ہوئے تھے، پھر وہاں سے تشریف لے آئے، پھر تشریف لے گئے تو وہ زینب کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب آپ ﷺ کو آتے دیکھا تو بچی کو اپنی گود میں اٹھالیا۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے سلام کیا اور واپس آ گئے۔ آپ ﷺ تیسری بار ان کے ہاں تشریف لے گئے آپ کو دیکھ کر بچی کو گود میں لے لیا۔ آپ ﷺ بہت باحیاء اور کریم تھے۔ حضرت عمار بن یاسر آئے۔ بچی کو گود سے نکالا۔ یا دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عمار یہ سمجھ گئے یہ ان کی ماں کی طرف سے بھائی تھے انہوں نے زینب کو ان کی گود سے باہر نکالا۔ انہوں نے کہا: اس ٹوٹی پھوٹی کو چھوڑ دو جس نے حضور اکرم ﷺ کو روک رکھا ہے، پھر آپ تشریف لائے گھر میں دیکھنے لگے۔ بچی کو گود میں نہ دیکھا۔ اس کا نام زینب تھا۔ پوچھا: زینب کہاں ہے؟ انہوں نے عرض کی: حضرت عمار اسے لے گئے ہیں۔ فرمایا: میں آج رات آیا تھا لیکن تم دونوں تھیں۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: میں نے اپنا بوجھ رکھ دیا کچھ جو لیے جو برتن میں تھے۔ چربی لی۔ اس سے تقویت لی۔ رات بسر کی۔ وقت صبح آپ نے فرمایا: تم اپنے اہل خانہ کے ہاں بڑی معزز ہو اگر تم پسند کرو تو میں ساتویں روز تمہارے پاس آجایا کروں۔ سات روز تک دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ رہوں۔ حضرت عمر نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا امہات المومنین میں سے یوں تھیں گویا کہ یہ ان میں سے ہیں ہی نہیں۔ ان میں غیرت نامی چیز نہ تھی۔

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے ان کی چادر لپیٹی اسے دروازے کی دہلیز پر رکھ دیا۔ اس پر ٹیک لگائی فرمایا: ام سلمہ! کیا تمہارے لیے ہے! انہوں نے عرض کی: میں غیور عورت ہوں۔ مجھے خدشہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے کسی ایسی چیز کا اظہار نہ کر بیٹھوں جو آپ ﷺ کو ناپسند ہو۔ آپ ﷺ واپس آ گئے، پھر آئے۔ فرمایا: ام سلمہ! کیا؟ اگر ہم تمہیں زیادہ حق مہر دیں۔ اس میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی عرض دہرائی۔ انہوں نے کہا: ام عبد! کیا تمہیں علم ہے کہ قریش کی خواتین کیا کہہ رہی ہیں؟ وہ کہہ رہی ہیں کہ اس نے محمد عربی ﷺ کو رد کر دیا ہے کیونکہ وہ قریش کی عورت ہیں۔ آپ کی عمر زیادہ ہے۔ مال بھی زیادہ ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کر لیا۔

ابن سعد نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوسلمہ سے

Marfat.com

کہا: جس عورت کا بھی خاوند مر جائے جو اہل جنت میں سے ہو۔ عورت بھی اہل جنت میں سے ہو۔ وہ اس کے بعد نکاح نہ کرے رب تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اسی طرح اگر عورت مر جائے اور اس کا شوہر باقی رہے۔ آؤ ہم عہد کرتے ہیں کہ تم میرے بعد نکاح نہ کرنا میں تمہارے بعد نکاح نہ کروں گی۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم میری اطاعت کرو گی؟ انہوں نے کہا: میں نے یہ مشورہ اس لئے دیا ہے تاکہ تمہاری اطاعت کروں۔ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: جب میرا وصال ہو جائے تو شادی کر لینا، پھر یہ دعا مانگی: مولا! ام سلمہ کو میرے بعد ایسا شخص دے جو مجھ سے بہتر ہو۔ جو نہ تو انہیں غمزدہ کرے اور نہ ہی انہیں اذیت دے۔ انہوں نے فرمایا: جب ان کا وصال ہو گیا تو میں نے کہا: میرے لئے ابوسلمہ سے بہتر کون ہو سکتا ہے؟ پھر وہ ٹھہری رہیں جتنی مدت ٹھہری رہیں پھر حضور اکرم ﷺ آئے۔

۴۔ اہل بیت میں ان کی شمولیت

امام احمد اور دولابی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم پر سیاہ چادر پھیلائی پھر یہ دعا مانگی: مولا! تیری طرف نہ کہ آگ کی طرف۔ میں اور میرے اہل بیت۔ میں نے عرض کی: میں بھی! یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی۔ ابوالحسین خلعی نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے۔ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔

آپ ﷺ نے حضرات حسنین کریمین کو ایک ایک طرف اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سامنے بٹھایا اور فرمایا:

رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید۔

میں اور حضرت ام سلمہ بیٹھی ہوئی تھیں حضرت ام سلمہ رو پڑیں۔ فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے انہیں مخصوص کر لیا۔ مجھے اور میری نور نظر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: تم اہل بیت میں سے ہو۔

Marfat.com

۵- جب آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تو ابتداء ان سے کرتے

ملا عمر نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ نماز عصر ادا کر لیتے تو ایک ایک زوجہ کریمہ کے حجرہ مقدسہ میں تشریف لے جاتے آپ ﷺ حضرت ام سلمہ سے آغاز فرماتے کیونکہ وہ سب سے بڑی تھیں مجھ پر اختتام فرماتے تھے۔ امام احمد نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے اور انہوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام کلثوم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا تو انہیں فرمایا: ام سلمہ! میں نے نجاشی کو حلہ اور ایک اوقیہ مشک بھیجا ہے۔ نجاشی کا تو وصال ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے تحائف واپس کر دیئے جائیں گے۔ اگر وہ واپس آ گئے تو وہ تمہارے ہیں۔ اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کے تحائف واپس آ گئے۔ آپ ﷺ نے ہر ہر زوجہ کریمہ کو ایک ایک اوقیہ دیا اور حضرت ام سلمہ کو مشک اور حلہ عطا فرمایا۔

۶- بیعت، دین کی حفاظت اور نیکی

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت ابوسلمہ کا وصال ہوا، تو میں نے کہا: اجنبی! اجنبیت کی سرزمین پر۔ میں اس طرح روؤں گی کہ لوگ باتیں کریں گے میں نے ان پر رونے کی تیاری کر رکھی تھی۔ الصعید سے ایک عورت آئی جو میری مدد کرنا چاہتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اسے ملے۔ فرمایا: کیا تو شیطان کو اس گھر میں داخل کرنا چاہتی ہے جہاں سے رب تعالیٰ نے اسے نکال دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دو بار اس طرح فرمایا۔

میں رونے سے رک گئی۔ میں نہ روئی۔ ان سے ہی روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں ایسی عورت ہوں کہ میرے سر میں بالوں کی شدید لٹیں ہیں کیا میں جنابت سے غسل کرتے وقت انہیں کھولوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لئے یہ کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈالو پھر خود پر پانی بہا لو اور پاک ہو جاؤ گی۔

Marfat.com

شیخین نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اگر میں حضرت ابو سلمہ کی اولاد کو کھلاؤں تو کیا میرے لئے اجر ہے؟ میں انہیں اس طرح تو نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ میری اولاد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تم جو کچھ خرچ کرو گی تمہارے لئے اجر و ثواب ہے۔

واقعہ حدیبیہ میں ان کا صائب مشورہ

امام احمد، شیخین سے حضرت مسور بن مخرمہ سے، مروان بن حکم سے، روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اہل مکہ نے صلح کر لی۔ صلح نامہ لکھا گیا تھا۔ جب فراغت ہوگئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اٹھو قربانیاں کرو حلق کراؤ۔ بخدا! ان میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے تین بار اسی طرح فرمایا: جب کوئی بھی نہ اٹھا۔ نہ کسی نے بات کی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ نہیں اٹھیں گے حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنا جانور ذبح کر دیں۔ نائی کو بلالیں وہ آپ ﷺ کا حلق کرے۔ آپ ﷺ نے اسی طرح کیا جب صحابہ کرام نے اس طرح دیکھا وہ اٹھے۔ قربانیاں کیں وہ ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے قریب تھا کہ وہ باہم لڑ پڑے۔

۸۔ وصال

ابن ابی خیثمہ نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۶۱ھ کو ہوا۔ اس وقت یزید برسر اقتدار تھا۔ وہ ۶۰ھ کو اقتدار پر بیٹھا۔ اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آچکی تھی۔ عمر مبارک ۸۴ سال تھی۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ہیثم بن عدی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے ازواج مطہرات میں سے حضرت زینب بنت جحش کا وصال ہوا سب سے آخر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ یہ ۶۲ ہجری کا واقعہ ہے۔

۹۔ اولاد

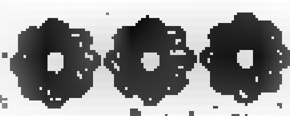
ان کے ہاں تین بچے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت سلمہ سب سے بڑے تھے۔ ان کے

Marfat.com

بعد عمر اور زینب تھے۔ یہ آغوشِ نبوت میں پروان چڑھے۔ آپ کا ان کے ساتھ نکاح کس نے کیا تھا؟ امام احمد، نسائی نے لکھا ہے کہ وہ عمر تھے۔ کسی نے لکھا ہے کہ وہ سلمہ تھے۔ یہی اکثر مؤرخین کا قول ہے۔ ان کا نکاح حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں، البتہ حضرت عمر نے آپ سے روایات کی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ وہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت ہجرت کا تیسرا سال تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے انہیں فارس اور بحرین پر عامل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں عبدالملک کے دورِ حکومت میں ۸۳ ھ میں وصال کیا۔ حضرت زینب سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کا نام برہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔ یہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئیں تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے۔ آپ نے ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔ ان کا چہرہ پر شباب ہی رہا حتیٰ کہ وہ بوڑھی ہوگئیں۔

طبرانی نے ان سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم ﷺ غسل فرما رہے تھے امی جان نے کہا: جاؤ تم بھی داخل ہو جاؤ۔ میں داخل ہوگئی آپ ﷺ نے میرے چہرے پر پانی پھینکا فرمایا: واپس لوٹ چلو۔

عطاف نے کہا ہے: میری امی جان نے کہا: میں نے حضرت زینب کو دیکھا وہ اس وقت عمر رسیدہ تھیں لیکن چہرہ بہت پر رونق تھا۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن زمعہ نے نکاح کر لیا تھا ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی تھی۔ یہ اپنے زمانہ کی سب سے فقیہ عورت تھی۔



Marfat.com

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

اسم، نسب

ان کے والد کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی العاص تھا۔ جو حضرت عثمان غنی کی پھوپھی تھیں۔ ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے کہ ہمیں مصعب بن عبداللہ نے بتایا کہ ان کا نام رملہ تھا۔ یا ھند تھا پہلا نام زیادہ مشہور ہے۔

۲-آپ کا نکاح

آپ سے قبل یہ عبیداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں حبیبہ پیدا ہوئیں۔ اس سے ان کی کنیت تھی۔ دوسری بار ہجرت حبشہ کی۔ عبیداللہ نے وہاں نصرانیت اختیار کر لی۔ اسی پر مرا۔ جب کہ حضرت ام حبیبہ دین اسلام پر ہی رہیں۔

رب تعالیٰ نے ان کے لیے فیصلہ فرما دیا تھا کہ وہ نصرانیت اختیار نہ کریں۔ رب تعالیٰ نے ان کے اسلام اور ہجرت کو مکمل فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمالیا۔ آپ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کیا تھا نجاشی نے آپ ﷺ کی طرف سے حق مہر چار سو دینار دیئے تھے۔ انہیں شرجیل بن حسنہ کے ساتھ بھیج دیا ان کے ہاں ہی ان کی تیاری ہوئی تھی۔ یہ سب کچھ سنہ ۹ ھ کو ہوا تھا۔ ایک قول کے مطابق حق مہر دو سو دینار یا چار ہزار دراھم تھا۔ پہلا قول درست ہے۔ ابن سعد نے اسماعیل بن عمرو بن سعید اموی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام حبیبہ نے فرمایا: میں نے نیند میں دیکھا کہ میرا خاوند بری شکل میں ہے۔ وقت صبح اس نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔

میں نے اسے خواب کے متعلق بتایا۔ اس نے پرواہ نہ کی۔ وہ شراب میں مدہوش رہا،

Marfat.com

حتیٰ کہ مر گیا۔ نیند میں آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے ام المومنین! میں گھبرا اٹھی۔ میری عدت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نجاشی کا قاصد اذن طلب کر رہا تھا اس نے ان کے لیے حضور اکرم ﷺ کے پیغام نکاح کا تذکرہ کیا۔

طبرانی نے حسن سند سے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمالیا۔

ان کا نام رملہ تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی سے فرمادیا تھا کیونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ حضرت شرجیل بن حسنہ حضرت ام حبیبہ کو آپ کی خدمت میں لے کر آئے تھے۔

ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں مصعب بن عبداللہ زبیری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا، نجاشی نے آپ ﷺ کی طرف سے وکالت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس وقت ابوسفیان مشرک تھا۔ اس سے کہا گیا: محمد عربی ﷺ نے تیری نور نظر سے نکاح کر لیا ہے۔ اس نے کہا: ان تک کون پہنچ سکتا ہے؟ ابوسفیان اپنی نور نظر ام حبیبہ کے پاس گیا۔ اس نے سنا۔ وہ آپ سے خوش طبعی کر رہی تھیں۔ اس نے کہا: اگر اس نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا تو عربی آپ کو چھوڑ جائیں گے۔ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: ابوحنظلہ! یہ تیری رائے ہے۔ ابو عبید کی رائے ہے آپ نے ان کے ساتھ ۶ھ میں نکاح فرمایا تھا۔ انہوں نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ گمان کیا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نجاشی کی طرف لکھا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا اور آپ ﷺ کی طرف سے چالیس اوقیہ چاندی ادا کی۔

حضرت عروہ نے حضرت ام حبیبہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے ہاں تھیں۔ وہ نجاشی کی طرف گیا اور مر گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ وہ حبشہ میں تھیں نجاشی نے ان کا نکاح کیا تھا۔ ان کا حق مہر چار ہزار دراہم تھا۔ اس نے حضرت شرجیل کے ہمراہ انہیں بھیجا۔ ان کا حق مہر ان کے پاس تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف کچھ

Marfat.com

بھی نہ بھیجا تھا۔

ابن جوزی نے الصفوہ میں حضرت سعید بن عاص سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ام حبیبہ نے فرمایا: میں نے خواب میں عبید اللہ بن جحش کو دیکھا۔ وہ بدترین شکل میں تھا۔ میں گھبرا اٹھی۔ میں نے کہا: بخدا! اس کا حال تبدیل ہو گیا ہے۔ وقت صبح اس نے کہا: ام حبیبہ! میں نے دین میں غور و فکر کیا ہے۔ میں نے نصرانیت سے عمدہ دین نہیں دیکھا۔ میں نے یہی اختیار کیا تھا پھر محمد عربی ﷺ کے دین میں داخل ہو گیا تھا۔ اب میں پھر نصرانی بن گیا ہوں۔

میں نے کہا: بخدا! یہ تیرے لئے بہترین ہے۔ میں نے وہ خواب اسے بتایا جو دیکھا تھا مگر اس نے اس کی پرواہ نہ کی۔ وہ شراب میں مدہوش رہا حتیٰ کہ مر گیا۔ خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے کہا: ام المومنین! میں گھبرا اٹھی۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ میرے ساتھ نکاح فرمائیں گے۔ جب میری عدت گزری تو میں نے نجاشی کا قاصد دیکھا وہ میرے دروازے پر اذن طلب کر رہا تھا۔ ابرہہ نامی ایک لونڈی تھی جو اس کے کپڑے دھوتی تھی اسے تیل لگاتی تھی۔ وہ میرے پاس آئی۔ اس نے کہا: بادشاہ آپ سے کہہ رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے میری طرف لکھا ہے کہ میں آپ ﷺ کا نکاح تم سے کر دوں۔ انہوں نے فرمایا: رب تعالیٰ تمہیں بھلائی کی بشارت دے۔ اس لونڈی نے کہا: بادشاہ سلامت کہہ رہے ہیں کہ وہ وکیل بنائیں جو آپ کا نکاح کرے۔ میں نے حضرت خالد بن سعید کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں اپنا وکیل بنایا۔ انہوں نے ابرہہ کو چاندی کے وہ دونوں کنگن اور پازیبیں دے دیں جو پہنی ہوئی تھیں۔ انگوٹھی بھی دے دی اس خوشی میں جو اس نے بشارت دی تھی۔

رات کے وقت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب اور دیگر مسلمانوں کو بلایا وہ سب آئے تو نجاشی نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد للہ الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز

Marfat.com

الجبار اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد اعبده و رسوله وانه الذی بشر به عیسی ابن مریم۔ اما بعد!

حضور اکرم ﷺ نے میری طرف لکھا ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دوں، میں نے آپ ﷺ کے حکم پر لبیک کہا ہے میں ان کا حق مہر چار سو دینار دیتا ہوں۔

پھر اس نے وہ دینار مسلمانوں کے سامنے رکھ دیئے۔ حضرت خالد بن سعید نے یہ خطبہ دیا۔

الحمد لله احمده استعینه واستغفره واشهدان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهدان محمدا عبده و رسوله ارسله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ اما بعد!

میں اس پر لبیک کہتا ہوں: جو آپ ﷺ نے دعوت دی ہے۔ میں ان کا نکاح ام حبیبہ سے کرتا ہوں رب تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لئے برکت ڈالے۔

نجاشی نے وہ دینار حضرت خالد کو دیئے انہوں نے وہ حضرت ام حبیبہ کو پیش کر دیئے۔ مسلمان اٹھنے لگے تو نجاشی نے کہا: انبیائے کرام کی سنت ہے کہ جب وہ نکاح کرتے ہیں تو نکاح کا کھانا کھایا جاتا ہے۔ اس نے کھانا منگوایا مسلمانوں نے اسے کھایا، پھر وہ چلے گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب وہ مال میرے پاس پہنچا میں نے اس ابرہہ کی طرف پیغام بھیجا جس نے مجھے بشارت دی تھی۔ میں نے اسے کہا: میں نے کل جو کچھ تجھے دیا میرے پاس مال نہ تھا یہ پچاس مثقال ہیں۔ انہیں لے لو اور استعمال کر لو، مگر اس نے انکار کر دیا اس نے ایک ڈبیہ نکالی جس میں وہ سب کچھ تھا جو میں نے کل اسے دیا تھا وہ سب کچھ اس نے لوٹا دیا۔ اس نے کہا: بادشاہ نے مجھ سے قسم لی ہے کہ میں آپ سے کچھ نہ لوں۔ میں بادشاہ کے کپڑے دھوتی ہوں انہیں تیل لگاتی ہوں میں نے حضور اکرم ﷺ کے دین کی اتباع کر لی ہے۔ میں نے رب تعالیٰ کے لئے اسلام قبول کر لیا ہے۔ بادشاہ نے اپنی

Marfat.com

عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جو کچھ بھی ان کے ہاں عطا ہے وہ آپ کے پاس بھیج دیں۔ دوسرے روز میرے پاس بہت سا عود، ورس، عنبر اور زباد آ گیا۔ میں یہ سب کچھ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ یہ سب کچھ میرے پاس اور مجھ پر دیکھتے تھے، مگر آپ ﷺ انکار نہ فرماتے تھے۔ ابرہہ نے کہا: میری ایک حاجت ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کو سلام پیش کریں آپ ﷺ کو بتا دیں کہ میں نے ان کے دین حق کی پیروی کر لی ہے۔ وہ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آتی تھی۔ اس نے مجھے تیار کیا تھا وہ جب بھی میرے پاس آتی تو مجھے کہتی: میری اس حاجت کو فراموش نہ کرنا۔ جب میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی تو میں نے نکاح کے متعلق بتایا۔ ابرہہ کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ مسکرا پڑے۔ میں نے اس کا سلام عرض کیا تو فرمایا: علیھا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۳۔ حضور اکرم ﷺ کا بستر مبارک لپیٹ دینا

ابن جوزی نے صفۃ الصفوہ میں امام زہری سے روایت کیا ہے جب ابو سفیان مدینہ طیبہ آیا۔ اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے گفتگو کی کہ آپ ﷺ صلح حدیبیہ کو برقرار رکھیں۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔ وہ اٹھا اور اپنی نور نظر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا۔ وہ آپ ﷺ کے بستر پر بیٹھنا چاہتا تھا، مگر انہوں نے آپ ﷺ کا بستر لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا: بیٹی! کیا یہ بستر میرے قابل نہیں یا میں اس کے قابل نہیں۔ انہوں نے فرمایا: وہ حضور اکرم ﷺ کا بستر ہے تم ناپاک مشرک ہو۔ اس نے کہا: بیٹی! میرے بعد تمہارے پاس شر آ گیا ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کے نکاح کے متعلق جو قرآن پاک اترا

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ ۔ (الممتحنہ:۷)

امید ہے کہ اللہ تم میں اور جو تمہارے دشمن ہیں ان میں دوستی کر دے۔

Marfat.com

۵-وصال

ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے کہ حضرت ام حبیبہ کا وصال حضرت امیر معاویہ کے وصال سے ایک سال پہلے ہوا۔ یہ سنہ ۴۱ھ تھی یا سنہ ۴۲ھ یا سنہ ۵۵ھ تھی۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ پہلا قول درست ہے۔

تنبیہات

۱- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے کیا تھا۔ اس میں اختلاف ہے۔ حضرت سعید بن عاص سے روایت کیا ہے کہ یہ نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر سے پہلے آ گئے تھے۔ یہ ان کی پھوپھو زاد تھیں۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ان کا نکاح حضرت خالد بن سعید نے کیا تھا۔ یہ ان کے باپ کے چچا زاد تھے، کیونکہ عاص بن امیہ ابوسفیان کا چچا تھا۔ نجاشی کے متعلق بھی روایت ہے۔ ممکن ہے کہ پیغام نکاح دینے والا نجاشی اور عقد نکاح کرنے والے حضرت عثمان یا حضرت خالد ہوں۔ ایک روایت ہے کہ نجاشی نے ہی عقد نکاح کیا تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ جب وہ حبشہ سے آئیں تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا، لیکن پہلا قول سب سے اصح ہے۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تاکہ وہ حضرت ام حبیبہ کو پیغام نکاح دیں اور ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیں ان کا حق مہر چار سو دینار تھا۔ انہوں نے ان کو حضرت شرجیل کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ شاید آپ ﷺ نے حضرت عمرو کو پیغام نکاح کے لئے اور حضرت شرجیل کو انہیں لانے کے لئے بھیجا ہو۔ سنہ ۷ھ کا واقعہ ہے ان وقت ان کا باپ مشرک تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا تھا وہ مکہ مکرمہ میں تھا۔

۲- ابن حبان نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے

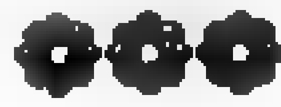
Marfat.com

فرمایا: عبید اللہ بن جحش نے حضرت ام حبیبہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ جب وہ حبشہ پہنچا تو وہ بیمار ہو گیا۔ اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے آپ ﷺ کے لئے وصیت کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمالیا۔ نجاشی نے انہیں حضرت شرجیل کے ہمراہ بھیج دیا۔ اس میں دو اشکال ہیں۔ ا- نام میں مشہور یہی ہے کہ وہ عبید اللہ تھا اس نے نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ حضرت عبد اللہ اسلام پر کاربند رہے تھے حتیٰ کہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے۔

۳- امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مسلمان ابوسفیان کی طرف دیکھتے نہ تھے نہ اس کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ تین امور مجھے عطا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ انہوں نے عرض کی: میرے پاس عرب کی حسین و جمیل عورت ام حبیبہ ہے میں وہ آپ ﷺ کے نکاح میں دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کی: معاویہ کو اپنا کاتب بنالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے عرض کی: مجھے حکم دیں کہ میں کفار کے ساتھ اسی طرح لڑوں جیسے میں مسلمانوں کے ساتھ لڑتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

ابوزمیل نے لکھا ہے: اگر وہ یہ امور آپ ﷺ سے طلب نہ کرتے تو آپ ﷺ انہیں عطا نہ فرماتے کیونکہ آپ ﷺ سے جو کچھ بھی مانگا جاتا آپ ﷺ عطا فرما دیتے تھے۔



Marfat.com

حضرت سودہ بنت زمعہ کے کچھ فضائل

۱-نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔ان کی والدہ کا نام شموس بنت قیس تھا۔

۲-اسلام، بیعت اور نکاح

آپ ﷺ سے نکاح کرنے سے قبل یہ اپنے چچا زاد سکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔انہوں نے ان کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا تھا، اور دوسری بار ہجرت حبشہ کی تھی۔جب یہ مکہ مکرمہ آئیں تو ان کے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ایک قول کے مطابق ان کا وصال حبشہ میں ہی ہوگیا تھا۔جب وہ عدت گزار چکیں تو آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا۔اس وقت آپ ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر چکے تھے۔ان سے نبوت کے دسویں یا آٹھویں سال نکاح کیا۔مکہ مکرمہ میں ہی ان کی رخصتی ہوئی۔

ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت سودہ سے قبل نکاح فرمایا تھا لیکن ان کی رخصتی ہجرت کے دوسرے سال ہوئی۔جب کہ حضرت سودہ کی رخصتی مکہ مکرمہ میں ہی ہوگئی تھی۔ابو نعیم اور جمہور کا یہی موقف ہے۔ان میں قتادہ، ابو عبیدہ اور زہری شامل ہیں۔جب کہ ابو عبداللہ محمد بن محمد کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے حضرت سودہ سے پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔ابن شہاب سے دونوں اقوال مروی ہیں۔ یونس بن یزید نے ان سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سودہ سے مدینہ منورہ میں نکاح کیا تھا۔میں کہتا ہوں کہ یہ شاذ روایت ہے جس میں وہم واقع ہوا ہے۔صحیح روایت کے مطابق وہ حضرت عائشہ ہیں حضرت سودہ نہیں ہیں۔حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ نے

Marfat.com

آپ ﷺ کو ان کے ساتھ نکاح کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے ہاں میرا تذکرہ کرنا۔ انہوں نے فرمایا: میں حضرت سودہ اور ان کے والد کی طرف گئی۔ میں نے کہا: اگر رب تعالیٰ تمہارے ہاں خیر و برکت داخل کر دے تو تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے بھیجا ہے تاکہ تمہیں آپ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دوں۔ انہوں نے فرمایا: میری تمنا بھی ہے لیکن تم میرے باپ سے بات کرو۔

وہ ایک عمر رسیدہ بوڑھا تھا۔ میں اس کے پاس گئی اسے جاہلیت کا سلام کیا۔ انعم صباحك۔ اس نے پوچھا: کون ہو! میں نے کہا: خولہ بنت حکیم۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا۔ جو رب تعالیٰ نے چاہا کہا۔ میں نے کہا: محمد بن عبداللہ تمہاری بیٹی کے لئے پیغام نکاح دیتے ہیں۔ اس نے کہا: وہ کریم کف ہیں۔ تمہاری ساتھی کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: اسے پسند ہیں۔ اس نے کہا، آپ ﷺ سے عرض کرو: کہ وہ یہاں تشریف لے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو اس نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ عبداللہ بن زمعہ آیا اس نے دیکھا کہ اس کی بہن کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہو چکا تھا اس نے سر پر مٹی ڈال دی جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو انہوں نے کہا: میں اس روز بڑا احمق تھا جب میں نے اس دن اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی جب حضور اکرم ﷺ نے میری بہن سے نکاح کیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت سودہ حضرت سکران بن عمرو کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ چلتے ہوئے آئے ہیں اور آپ نے ان کی گردن کو روندھ دیا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچ ہے تو پھر میرا وصال ہو جائے گا اور حضور اکرم ﷺ تمہارے ساتھ نکاح کریں گے۔

ایک اور شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹ کر ان کے پاس آ گیا ہے جب کہ وہ لیٹی ہوئی تھیں۔

انہوں نے یہ خواب بھی اپنے خاوند کو بتایا۔ انہوں نے کہا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو

Marfat.com

تھوڑی مدت کے بعد میرا وصال ہو جائے گا تم میرے بعد نکاح کرو گی۔ اس روز حضرت سکران بیمار ہو گئے کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرما لیا۔

۳۔ حضور ﷺ کی رضا کے لئے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی

ابو عمر نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کے ہاں حضرت سودہ عمر رسیدہ ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے طلاق نہ دیں۔ میں چاہتی ہوں کہ مجھے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں اٹھایا جائے۔ میں اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیتی ہوں۔ اب میں وہ نہیں چاہتی جو عورتیں چاہتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں طلاق نہ دی، حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ ابن ابی خیثمہ اور ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے کسی کی کھال (خیمہ) میں آنا اتنا پسند نہیں تھا جتنا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے خیمے میں آنا پسند ہے مگر ان کی طبیعت میں تیزی ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے حضرت سودہ کو حکم دیا کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بدلہ لے لیں

یہ تفصیلات حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں گزر چکی ہیں۔

۵۔ لوگوں سے قبل آپ ﷺ کو روانگی کا حکم

شیخین نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت سودہ نے مزدلفہ کی رات آپ ﷺ سے اذن طلب کیا کہ وہ لوگوں سے قبل چلی جائیں۔ وہ ایک بھاری خاتون تھیں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی۔

۶۔ وہ آپ ﷺ کے حکم کا شدت سے اتباع کرتی تھیں

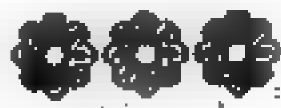
امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا تھا: اب پابندی کے ظہور کا وقت آ گیا

Marfat.com

ہے۔ انہوں نے فرمایا: ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حج کر لیتی تھیں سوائے حضرات زینب اور سودہ رضی اللہ عنہما کے۔ وہ فرماتی تھیں: ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سن لیا ہے اب ہم اپنی سواری کو حرکت نہ دیں گی۔

۷۔ وصال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں ان کا وصال ہوا۔ یہ مشہور قول ہے جب کہ ابن سعد نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ۵۹ ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں وصال کیا تھا۔



Marfat.com

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

۱- نام اور نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی تھیں حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح فرمایا۔ ان کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

۲- آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا

رب تعالیٰ نے ان کا نکاح کیا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا تو رب تعالیٰ نے ان پر کرم فرمایا۔ ان کے متعلق یہ آیت طیبہ نازل کی۔

وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ۔ (الاحزاب: ۳۷)

ترجمہ: آپ چھپاتے تھے اپنے دل میں ایک چیز جو اللہ اس کو کھولا چاہتا ہے۔

ابن ابی خثیمہ نے معمر بن مثنی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہجرت کے تیسرے سال حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا تھا۔ ایک روایت چوتھے اور پانچویں سال کی ہے اس وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی۔

۳- ان کے لئے باعث فخر

وہ ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد ہیں۔ ان کا نکاح رب تعالیٰ نے کیا ہے جب کہ دیگر ازواج مطہرات کے نکاح ان کے سرپرستوں نے کئے تھے۔ امام بخاری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ شکایت لے کر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زوجہ کو اپنے پاس روکے رکھو۔ حضرت انس فرماتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کسی چیز کو چھپاتے تو

Marfat.com

اسے چھپا لیتے۔ حضرت زینب ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں۔ وہ انہیں کہتی تھیں: تمہارے سرپرستوں نے تمہارے نکاح کئے ہیں جب کہ میرا نکاح رب تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں پر کیا ہے۔

۴- ان کے سبب پردہ کے احکام نازل ہوئے

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح فرمالیا قوم کو بلایا۔ انہیں کھانا کھلایا وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھنے کے لئے تیار تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ لوگ بھی اٹھ گئے۔ سوائے تین افراد کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر جانے کے لئے تشریف لائے مگر وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اندر چلے گئے میں اندر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور اپنے مابین پردہ لٹکا دیا۔ اس وقت یہ آیت طیبہ نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ۔ (الاحزاب: ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم داخل نہ ہو نبی کے گھروں میں۔

ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کے ساتھ حضرت زینب کا ولیمہ کیا تھا اس کے ساتھ کسی اور زوجہ کریمہ کا ولیمہ نہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ولیمہ بکری ذبح کر کے کیا تھا۔

۵- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولیمہ کرنا اور حضرت ام سلیم کا تحفہ بھیجنا

ابن سعد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ اپنی اہلیہ محترمہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مٹی کے برتن میں عجوہ کھجور سے اتنا حلوہ بنایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور آپ کی اہلیہ محترمہ کے لئے کافی ہو جاتا۔ مجھے فرمایا: اسے بارگاہ رسالت مآب میں لے جاؤ۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔

Marfat.com

ابھی پردہ کی آیات نہ اتری تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو۔ میں نے آپ ﷺ کے اور دیوار کے سامنے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ آپ ﷺ نے کچھ مزید صحابہ کرام کے نام لیے۔ میں آنے والوں کی کثرت اور کھانے کی قلت پر تعجب کرنے لگا۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کی نافرمانی کرنا پسند نہ کیا۔ میں نے انہیں بلایا۔ فرمایا: جو صحابہ کرام مسجد میں ہیں انہیں بھی بلالو۔ میں مسجد میں آیا جو صحابہ کرام نماز پڑھ رہے تھے یا سوئے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں کہا: حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں: آج آپ ﷺ دلھا بن گئے ہیں، حتیٰ کہ کمرہ صحابہ کرام سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا مسجد میں کوئی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: جو رستے میں ملے اسے بھی بلالوں۔

میں نے سب کو بلایا حتیٰ کہ حجرہ مقدسہ بھر گیا۔ فرمایا: کوئی باقی رہ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں! یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ برتن لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے رکھ دیا۔ تین مبارک انگلیاں ان میں رکھیں اور انہیں نیچے دبایا۔ صحابہ کرام سے فرمایا: رب تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ۔ میں کھجوروں کو دیکھنے لگا وہ بڑھنے لگیں گھی بھی بڑھنے لگا گویا کہ چشمے پھوٹ نکلے ہوں، حتیٰ کہ گھر اور حجرہ میں موجود سارے صحابہ کرام نے کھالیا۔ برتن میں اتنا کھانا باقی تھا جتنا میں لے کر آیا تھا۔ بقیہ اپنی زوجہ کریمہ کے سامنے رکھ دیا۔ میں دوڑ کر گیا تاکہ اپنی امی کو یہ تعجب خیز واقعہ بتاؤں۔ انہوں نے فرمایا: تعجب نہ کرو اگر رب تعالیٰ اس سے سارے اہل مدینہ کو کھلانا چاہتا تو سارے کھالیتے۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا اس وقت کتنے صحابہ کرام موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا: ۷۱ یا ۷۲ صحابہ کرام موجود تھے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن منیع نے صحیح سند سے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت زینب کا ولیمہ کیا۔ صحابہ کرام کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا، حتیٰ کہ لوگ چلے گئے، کچھ لوگ موجود رہے۔ وہ کاشانہ اقدس میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ آپ ﷺ باہر نکلے۔ آپ ﷺ نے اس طرح کیا جیسے نکاح کے بعد کرتے تھے۔ آپ ﷺ

Marfat.com

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس آئے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ ان کے لئے دعا مانگی پھر آپ ﷺ واپس آگئے میں آپ ﷺ کے ہمراہ تھا۔

تنبیہ

پہلے حضرت انس سے روایت گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو روٹی اور گوشت کھلایا تھا شاید یہ اس کے بعد ہو۔

۶-ان کے دین، صدق، صدقہ اور صلہ رحمی کی تعریف

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب حضور اکرم ﷺ کے ہاں قدر و منزلت میں میرے ساتھ مقابلہ کرتی تھیں۔ میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی جو دین، تقویٰ، سچ، صدقہ اور صلہ رحمی میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر ہو۔ ابن ابی خیثمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب کے علاوہ اور کوئی زوجہ کریمہ آپ ﷺ کے ہاں حسن منزلت میں میرے ساتھ مقابلہ نہ کرتی تھیں۔

۷-طویل ہاتھ، صدقہ سے کنایہ

امام مسلم اور ابن جوزی نے الصفوہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، طبرانی نے الاوسط میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے، ابو یعلی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو برزہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ ہر ایک دیوار کے ساتھ ملا کر اپنے ہاتھ ناپنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری مراد یہ نہیں۔ میری مراد ہے تم میں سے سب سے زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والی۔ شیخین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہم ہاتھ کو ملانے لگیں کہ طویل ہاتھ کس کے ہیں۔ حضرت زینب کے ہاتھ ہم سب سے لمبے

Marfat.com

تھے۔ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ دیتی تھیں۔ امام بخاری کے الفاظ ہیں: آپ کے وصال کے بعد ہم اگر کسی کے حجرہ میں جمع ہوتیں تو ہم دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ناپتی تھیں، پھر انہیں لمبا کرتی تھیں۔ ہم اسی طرح کرتی رہیں حتیٰ کہ حضرت زینب بنت جحش کا سب سے پہلے وصال ہو گیا۔ ان کا قد اتنا طویل نہ تھا ہاتھ ہمارے ہاتھوں سے لمبے نہ تھے۔ اس وقت ہمیں علم ہوا کہ آپ کی ہاتھوں کی طوالت سے مراد صدقہ تھا۔

۸-وہ نرم دل، زاہدہ اور متقیہ تھیں

طبرانی نے راشد بن سعد سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت زینب حجرہ میں نماز ادا کر رہی تھیں۔ نماز میں دعا مانگ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اواہ ہیں۔ ابو عمر نے حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حضرت زینب اواہ ہیں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اواہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا، خشوع کرنے والا۔ آہ و زاری کرنے والا۔ حضرت ابراہیم بھی حلیم اور اواہ تھے۔ ابن سعد نے حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ اواہ ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قابل ستائش، بے مثال، یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال کرنے والی چلی گئی۔

ابن جوزی نے حضرت برزہ بنت رافع سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب ہمارے پاس عطا آتی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا حصہ ان کے ہاں بھیجا۔ جب وہ حصہ ان تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا، رب تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے میرے علاوہ میری بہنیں اس کو تقسیم کرنے پر زیادہ قادر تھیں۔ لوگوں نے عرض کی: یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے۔ انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! کپڑے سے اس نے منہ چھپا لیا۔ فرمایا: اسے ڈھانپ دو۔ اس پر کپڑا ڈال دو، پھر مجھے حکم دیا: اپنا ہاتھ اندر داخل کرو اس سے

Marfat.com

مٹھی بھر لو بنو فلاں، بنو فلاں کے پاس لے جاؤ اسے رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دو۔ میں نے انہیں تقسیم کر دیا حتیٰ کہ کپڑے کے نیچے کچھ بھی نہ رہا۔ حضرت برزہ بنت رافع نے کہا: ام المؤمنین! رب تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ بخدا! اس میں ہمارا بھی حق تھا۔ انہوں نے فرمایا: جو کچھ کپڑے کے نیچے ہے وہ تمہارا ہے۔ ہم نے کپڑے کے نیچے بچاسی دراہم پائے پھر انہوں نے آسمان کی سمت ہاتھ بلند کر دیئے۔ عرض کی: مولا! مجھے اس سال کے بعد عمر کی عطا نہ ملے، پھر ان کا وصال ہو گیا۔

۹۔ وصال

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے حضرت منذر سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وصال کر گئیں۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سنہ ۲۰ھ کو وصال کر گئیں۔ ان کی عمر مبارک ۵۳ سال تھی۔ حضرت عمر فاروق نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام طبرانی نے امام شعبی سے روایت کیا ہے (انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تھا) کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ادا کی۔ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے پہلے ان کا ہی وصال ہوا تھا۔ انہیں پسند تھا کہ وہ انہیں قبر انور میں اتاریں۔

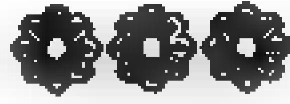
انہوں نے ازواج مطہرات کی طرف پیغام بھیجا کہ انہیں قبر میں کون اتارے گا؟ انہوں نے فرمایا: جس نے ان کی زندگی میں ان کی زیارت کی ہو۔ انہوں نے انہیں قبر انور میں اتارا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سب سے پہلے وصال فرمانے والی زوجہ کریمہ تھیں۔

بزار نے صحیح کے راویوں سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ چار

Marfat.com

تکبیروں کے ساتھ پڑھائی پھر امہات المومنین سے پوچھا: انہیں قبر انور میں کون اتارے گا ؟ انہوں نے فرمایا: جس نے ان کی حیاتِ طیبہ میں ان کی زیارت کی ہو، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ فرماتے تھے: تم میں سے مجھے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہاتھوں کو لمبا کر کے مقابلہ کرتی تھیں، لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو راہ خدا میں صدقہ کرتی تھیں۔



Marfat.com

حضرت ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

۱۔نسب

ان کے والد کا نسب پہلے گزر چکا ہے۔

۲۔آپ کا ان کے ساتھ نکاح فرمانا

امام زہری نے لکھا ہے: یہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں غزوہ احد میں وہ شہید ہو گئے۔ قتادہ نے کہا ہے کہ یہ پہلے طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ ان دونوں روایتوں کو ابن ابی خیثمہ نے نقل کیا ہے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا تو انہوں نے اپنا معاملہ آپ ﷺ ہی کے سپرد کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا گواہ مقرر کئے بارہ اوقیہ چاندی اور ایک چادر بطور حق مہر دیئے۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا وہ پہلے حصین یا طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ ان کا وصال ساری ازواج مطہرات سے قبل ہوا تھا ابن الکلبی نے لکھا ہے: یہ طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں۔ اس نے انہیں طلاق دے دی۔ اس کے بھائی عبیدہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ وہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت میمونہ سے نکاح کرنے سے قبل ان کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ یہ نکاح رمضان المبارک میں فرمایا تھا جب کہ ہجرت کو اکتیس ماہ گزر چکے تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ ان کا وصال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے سے قبل ہوا تھا۔ ان کے حجرہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ٹھہری تھیں۔

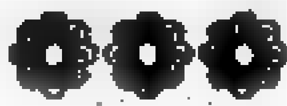
Marfat.com

۳- ام المساکین کنیت

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ان کی کنیت ام المساکین پڑ گئی کیونکہ وہ مساکین کو بہت زیادہ کھانا کھلاتی تھیں یہ آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں ہی وصال کر گئی تھیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ الہلالیہ سے نکاح فرمایا تھا۔ جاہلیت میں انہیں ام المساکین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے سیاہ فام لونڈی آزاد کرنا چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے اپنے بھائی یا بہن کی طرف سے گلہ بانی سے فدیہ نہیں دے دیتیں۔

۴- وصال

امام زہری اور قتادہ نے لکھا ہے: یہ کاشانہ نبوی میں تھوڑی مدت ہی رہیں۔ مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ یہ آپ ﷺ کے کاشانہ میں ۸ ماہ، یا ۲ ماہ یا تین ماہ رہی تھیں۔ صحیح قول کے مطابق ان کا وصال ربیع الاول میں ہوا تھا یا سنہ ۴ھ کے آخر میں ہوا تھا۔ بقیع کو ابدی آرام گاہ بننے کی سعادت ملی۔ ان کی عمر تقریباً تیس سال تھی۔ ابن مندہ نے ان کے ضمن میں لکھا ہے: تم میں سے مجھے سب سے پہلے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ علماء نے ان کی گرفت اس طرح کی ہے کہ اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش ہیں کیونکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس کا وصال آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہو جب کہ ان کا وصال تو آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہو گیا تھا۔



Marfat.com

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

اسم، نسب

ان کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ ابن ابی خیثمہ نے صحیح سند سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت میمونہ کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔ ان کے باپ کا نسب گزر چکا ہے۔ ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا۔ ان کی بہنیں ام الفضل لبابۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ لبابۃ الصغریٰ۔ یہ ولید بن مغیرہ کی زوجیت میں تھیں۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ عصمہ بنت حارث یہ ابی بن خلف کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں ابو ابی پیدا ہوا۔ عزہ بنت حارث، یہ زیاد بن عبداللہ کی زوجیت میں تھیں۔ یہ ان کی سگی بہنیں تھیں۔ ماں کی طرف سے بہن حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں حضرات عبداللہ، محمد اور عوف پیدا ہوئے، پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

ان کے ہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں حضرت یحییٰ پیدا ہوئے تھے۔ سلمہ بنت عمیس رضی اللہ عنہا یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ ان کے ہاں امۃ اللہ بنت حمزہ پیدا ہوئیں، پھر شداد بن اسامہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا۔ ان کے ہاں عبداللہ اور عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ سلافہ بنت عمیس۔ یہ عبداللہ بن کعب کی زوجیت میں تھیں۔

انہیں دنیا کی معزز ترین خاتون کہا جاتا تھا ان کی والدہ ھند بنت عوف تھیں ان کے سسرالی رشتہ داروں میں حضور اکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت شداد رضی اللہ عنہم تھے۔

Marfat.com

۲- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے ساتھ نکاح

ابن ابی خیثمہ نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت میمونہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے سے قبل ابورھم بن عبدالعزیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے اپنا آپ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کر دیا۔ یا کسی اور کی زوجیت میں تھیں۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے: جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں عمرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث سے نکاح فرمالیا۔ انہوں نے اپنا آپ بارگاہ رسالت مآب میں پیش کیا تھا۔ انہی کے متعلق یہ آیت طیبہ نازل ہوئی تھی:

مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ (الاحزاب: ۵۰)

ترجمہ: اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے یہ (اجازت) صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔

وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ طیبہ آگئی تھیں پہلے وہ فروہ بن عبدالعزیٰ کی زوجیت میں تھیں۔ ابوعبیدہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر سے فارغ ہوئے تو مکہ مکرمہ کی طرف عمرہ کی نیت سے عازم سفر ہوئے۔ ہجرت کا ساتواں سال تھا اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت میمونہ بنت حارث کو پیغام نکاح دیا تھا۔ ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت اسماء بنت عمیس حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ انہوں نے حضرت جعفر سے کہا: وہ ان کا نکاح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیں۔ انہوں نے یہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح کر دیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرۃ القضیہ کا احرام باندھا ہوا تھا۔ ہجرت کا آٹھواں سال تھا۔ واپسی پر سرف کے مقام پر ان سے وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ یہ پہلے ابورھم بن عبدالعزیٰ یا سنجرہ بن ابی رھم کی زوجیت میں تھیں۔

Marfat.com

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت میمونہ بنت حارث کو پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔

ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے لحیہ بن جز اور دو اور افراد کو ان کے لئے پیغام نکاح دے کر بھیجا اس وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے اپنا معاملہ اپنی بہن حضرت ام الفضل کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے وہ معاملہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے عمرہ القضاء میں حضرت میمونہ بنت حارث کے ساتھ نکاح فرما لیا۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں ٹھہرے رہے۔ تین روز قیام کیا۔ خویطب بن عبدالعزیٰ قریش کے افراد کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا: تین ایام پورے ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ چلے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے کاش! تم مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہارے سامنے نکاح کروں۔ تمہارے لئے کھانا بناؤں جسے تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے کہا: ہمیں آپ ﷺ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ﷺ چلے جائیں۔ آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عازم سفر ہوئے اور سرف کے مقام پر ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ آئندہ سال عمرہ کی نیت سے عازم سفر ہوئے ہجرت کا ساتواں سال اور ذوالقعدہ کا مہینہ تھا۔ اس مہینے میں مشرکین نے آپ ﷺ کو مسجد حرام سے روکا تھا۔ جب آپ ﷺ تاجج پہنچے تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس بھیجا۔ انہوں نے انہیں آپ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباس کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی خیثمہ نے حضرت میمونہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے میرے ساتھ سرف کے مقام پر نکاح فرمایا اس وقت ہم نے احرام اتارے ہوئے تھے۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ نے

Marfat.com

اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ ائمہ ستہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حالتِ احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا تھا۔ امام بخاری کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح عمرة القضاء میں کیا تھا۔ امام احمد نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ سے نکاح فرمایا تھا۔ امام ترمذی نے حضرت ابورافع سے سند حسن سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا تو آپ ﷺ احرام اتار چکے تھے۔ میں ان کے مابین قاصد تھا۔

امام مسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح مدینہ طیبہ میں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے احرام اتارا ہوا تھا۔ ابن ابی خیثمہ نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے سنہ ۵ ھ میں نکاح کیا تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ آخری زوجہ محترمہ تھیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے نکاح کیا تھا، یعنی جن کے ساتھ وظیفہء زوجیت ادا کیا تھا۔

۳- وصال

انہوں نے اس جگہ وصال کیا جہاں سرف پر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہء زوجیت ادا کیا تھا۔ اس جگہ مدفون ہوئیں جہاں آپ ﷺ کا خیمہ اس وقت نصب تھا۔ ان کا وصال سنہ ۶۱ ھ کو ہوا تھا۔ طبرانی نے الاوسط میں صحیح کے راویوں سے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سرف کے مقام پر ان سے نکاح کیا۔ اسی جگہ وظیفہء زوجیت ادا کیا اور اسی جگہ ان کا وصال ہوا۔

طبرانی نے ثقہ راویوں سے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت میمونہ بنت حارث عام الحرہ نے سنہ ۳۳ ھ میں وصال فرمایا۔



Marfat.com

حضرت ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

نام ونسب

ابن ابی خیثمہ اور ابو عمر نے لکھا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا۔ آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ کوئی کہے کہ وہ برہ "نیکی" سے نکلا ہے۔ یہ جویریہ بنت حارث بن ضرار تھیں۔

آپ ﷺ کا نکاح فرمانا

ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے: یہ آپ ﷺ سے قبل مسافع بن صفوان کی زوجیت میں تھیں۔ وہ حالت کفر میں مرا تھا۔ وہ یوم مریسیع غزوہ بنی مصطلق میں قیدی بنیں اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے ۱۹، اوقیہ پر ان کے ساتھ مکاتبت کر لی۔ آپ ﷺ نے ان کا زرِ کتابت ادا کیا۔

ان کا نام برہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ ملک یمین کی وجہ سے ان کے ساتھ مباشرت فرماتے تھے لیکن پہلا موقف درست ہے۔

امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدی تقسیم کئے تو حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے مکاتبت کر لی۔ وہ ایک دلکش اور ملیح خاتون تھیں۔ وہ بارگاہ رسالت مآب میں آئیں وہ زرِ کتابت کی ادائیگی میں آپ ﷺ کی مدد چاہتی تھیں۔ حضرت ام المومنین فرماتی ہیں: بخدا! میں نے انہیں دیکھا تو ناپسند کیا۔ میں نے کہا: جو کچھ میں نے ان میں سے دیکھا ہے وہی کچھ دیکھا جاتا ہے جب یہ بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئیں تو عرض کی: میں جویریہ بنت حارث ہوں جو اپنی قوم کا سردار

Marfat.com

ہے۔ہمیں مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے جو آپ ﷺ سے مخفی نہیں ہے۔میری زرِ کتابت کی ادائیگی میں میری مدد کریں۔آپ نے فرمایا: کیا اس سے بہتر بھی؟ میں تمہارا زرِ کتابت ادا کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں۔انہوں نے عرض کی: ٹھیک ہے۔آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔جب صحابہ کرام کو علم ہوا کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا ہے تو انہوں نے کہا: حضور اکرم ﷺ کے سسرالی رشتہ دار گرفتار ہو گئے۔انہوں نے بنو مصطلق کے سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔رب تعالیٰ نے ان کے طفیل بنو مصطلق کے ایک سو گھرانوں کے اہل کو آزادی عطا کی۔میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لئے برکت کے اعتبار سے ان سے بڑی ہو۔

ابن سعد نے ابو قلابہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد آئے کہا: ایسی عظیم خاتون کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ان کا رستہ چھوڑ دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں اختیار دیتا ہوں: اس نے عرض کی: آپ ﷺ نے بہت عمدہ کیا ہے۔وہ اپنی نورِ نظر کے پاس گئے۔کہا: اس ہستی نے تمہیں اختیار دیا ہے، ہمیں رسوا نہ کرو۔انہوں نے فرمایا: میں رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔امام بیہقی نے ان سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی تشریف آوری سے تین روز قبل میں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ طیبہ سے چلا ہے حتیٰ کہ وہ میری گود میں گر پڑا ہے میں نے کسی کو یہ خواب سنانا پسند نہ کیا، حتیٰ کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لے آئے جب ہم قیدی بنے تو مجھے اپنے خواب کے پورے ہونے کی امید بر آئی۔

آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر دیا۔میرے ساتھ نکاح فرما لیا۔ان کے باپ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

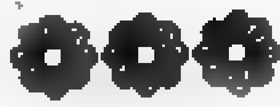
طبرانی نے مرسل روایت کیا ہے کہ امام شعبی نے فرمایا: حضرت جویریہ آپ ﷺ کی ملکیت میں تھیں آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر ٹھہری۔بنو مصطلق کے سارے قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔طبرانی نے حسن سند سے امام زہری سے

Marfat.com

روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو مصطلق کے ساتھ غزوہ میں حضرت جویریہ کو قید کر لیا۔ طبرانی نے صحیح کے راویوں سے مرسل روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد نے فرمایا: حضرت جویریہ نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات مجھ پر فخر کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے ساتھ نکاح نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے تمہارا حق مہر بڑا نہیں رکھا۔ کیا میں نے تمہاری قوم کے چالیس افراد آزاد نہیں کئے۔

۳-وصال

وہ ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں وصال فرما گئیں۔ یہی صحیح موقف ہے ایک قول ۵۶ھ کا بھی ہے مروان بن حکم نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ وہ مدینہ طیبہ کا امیر تھا۔ اس وقت ان کی عمر ستر سال تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا ان کی عمر بیس سال تھی سن ۵۰ھ میں ان کا وصال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہا۔



Marfat.com

حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے کچھ فضائل

ا۔نسب

ان کا اسم گرامی صفیہ بنت حیی تھا ان کا والد بنو نضیر کا سردار تھا وہ لوی بن یعقوب علیہ السلام پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا۔حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نسب میں ایک سو نبی گزرے تھے ایک سو بادشاہ گزرے تھے، پھر رب تعالیٰ انہیں اپنے نبی پاک ﷺ کے حرم پاک میں لے آیا۔ان کا والد بنو قریظہ کے ساتھ ہی قتل ہوا۔ان کی والدہ کا نام برہ بنت سموأل تھا وہ رفاہ بن سموأل قرظی کی بہن تھی۔

۲۔آپ ﷺ کا ان سے نکاح فرمانا

یہ پہلے سلام بن مشکم کی زوجیت میں تھیں پھر کنانہ بن ربیع کے نکاح میں چلی گئیں ان میں سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔جب یہ سلمہ کے ہاں تھیں تو ان کی عمر سترہ سال نہ تھی۔طبرانی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی کو قیدی بنایا۔جب آپ ﷺ خیبر تشریف لائے یہ کنانہ بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں۔

طبرانی نے جید سند کے ساتھ حسن بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کو مال غنیمت میں حضرت صفیہ ملیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا: تم اس لڑکی کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: آپ ہی سارے لوگوں سے زیادہ اس کے مستحق اور حقدار ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ان کو آزاد کر دیتا ہوں۔ان کے ساتھ نکاح کر لیتا ہوں۔میں نے ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر بنا دیا ہے۔ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ ولیمہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ پہلے دن حق ہوتا ہے دوسرے دن نیکی اور تیسرے دن فخر ہوتا ہے۔حضرت انس سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا

Marfat.com

جب قلعہ فتح ہوا تو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حصے میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کر دی۔ یہ دلہن تھیں۔ ان کا خاوند مقتول ہو گیا تھا۔ صحابہ کرام بارگاہ رسالت مآب میں ان کی تعریف کرنے لگے انہوں نے کہا: ہم نے سارے قیدیوں میں ان کی مثل نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے حضرت دحیہ کی طرف پیغام بھیجا سات قیدیوں کے عوض انہیں خرید لیا، پھر حضرت ام سلیم کے سپرد کیا تاکہ وہ انہیں اپنے گھر میں رکھیں۔

ان کے ہاں ہی انہوں نے عدت گزاری جب آپ ﷺ روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب نیچے اترے تو انہیں پردہ کرا لیا ان سے نکاح کر لیا۔ ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

آپ ﷺ نے تین دن قیام فرمایا حتیٰ کہ ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں پردہ کرایا۔ دوسری روایت میں ہے جب ہم سد الروحاء پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا پھر چھوٹے سے دستر خوان پر حلوہ رکھا۔ صحابہ کرام اس میں سے کھانے لگے ان حوضوں سے پانی پینے لگے جو ان کے ارد گرد تھے۔ یہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔

صحابہ کرام کو علم نہ تھا کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا یا انہیں ام ولد بنایا تھا۔ جب آپ ﷺ سوار ہونے لگے تو آپ ﷺ نے ان سے پردہ کرا لیا اور اپنے اونٹ کے پیچھے سوار کرا لیا۔ صحابہ کرام جان گئے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا ہے، پھر ہم مدینہ طیبہ آ گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک چادر طے کر کے رکھی، پھر حضرت ام المومنین کے اونٹ کے پاس بیٹھ گئے۔ اپنا گھٹنا اوپر اٹھایا۔ وہ آپ ﷺ کے گھٹنے کے سہارے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ ہم روانہ ہوئے جب ہم نے مدینہ طیبہ کے در و دیوار دیکھے تو ہم تیزی سے اس کی طرف گئے۔

ہم نے سواریاں بلند کیں۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری کو مارا۔ حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پیچھے تھیں۔ آپ ﷺ کی سواری پھسلی آپ ﷺ بھی اور حضرت ام المومنین

Marfat.com

بھی نیچے گر پڑے۔ ہم میں سے کوئی بھی آپ کی طرف یا ام المومنین کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پردہ کیا پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ نہیں ہوا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے۔ مدینہ طیبہ کی عفت مآب خواتین باہر نکل آئیں۔ وہ انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں وہ ان کی شکست پر خوش تھیں۔

ابن ابی خیثمہ نے ان سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا تھا ان کی آزادی کو ان کا حق مہر بنا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر بنی۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے آپ نے حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے ایک عورت حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا تھا۔

یہ یوم خیبر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال غنیمت میں ملی تھیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجیت میں تھیں۔ وہ مقتول ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کو گرفتار کر لیا۔ ان سے نکاح فرما لیا۔ ان کی آزادی ہی ان کا حق مہر تھی۔ حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آزاد کر دیا اور میری آزادی کو ہی میرا حق مہر بنا دیا۔ امام زہری سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صفیہ کو قیدی بنایا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال غنیمت میں ملی تھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصے میں آئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پردہ کرا لیا۔ وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے تھیں۔

ابو یعلیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ رزینہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم قریظہ یا یوم نضیر کو حضرت صفیہ کو قید میں کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں لے آئے۔ جب عورتوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کے بازو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ ان سے نکاح فرما لیا۔ انہیں حق مہر میں رزینہ عطا کی۔ امام ہیثمی نے لکھا ہے کہ یہ اس کے مخالف ہے جو کچھ صحیح میں ہے۔

ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے حضرت صفیہ سے نکاح فرمالیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک ان کا ولیمہ کیا۔ دستر خوان بچھایا جسے حضرت ام سلیم لے کر آئی تھیں۔ اس پر پنیر اور کھجوریں رکھیں۔ تین دن تک صحابہ کرام کو کھلایا۔ یہ صحیح میں ہے۔ سوائے اس کے کہ تین روز تک ولیمہ کیا۔

ابن منیع، حارث بن ابی اسامہ اور ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے، امام احمد نے صحیح کے راویوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب حضرت صفیہ بارگاہ رسالت مآب میں داخل ہوئیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ میں آئیں۔ ہم بھی وہاں موجود تھے وہاں دیگر قیدی بھی تھے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو فرمایا: اپنی ماں سے دور چلے جاؤ۔ عشاء کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں ڈیڑھ مد عجوہ کھجوریں تھیں فرمایا: اپنی امی جان کا ولیمہ کھاؤ۔

بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امہات المومنین میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔ ابو بکر ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس سے ہی روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمالیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے اونٹ پر بٹھا کر نکلے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک ٹانگ نیچے رکھی وہ اس پر چڑھ کر سوار ہوئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سد الصہباء پہنچے تو ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا۔ دستر خوان پر حلوہ رکھا۔ مجھے حکم دیا میں نے صحابہ کرام کو بلایا۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ تھا۔ ابو عبیدہ نے روایت کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شوال سنہ ۷ ھ میں نکاح فرمایا۔ وہ اس مال غنیمت میں سے تھیں جو رب تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح خیبر کے وقت عطا کیا تھا۔ خیبر رمضان المبارک میں فتح ہوا تھا۔ حضرت انس سے ہی روایت ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات قیدیوں کے عوض خریدا تھا لیکن عبدالعزیز بن صہیب کی روایت اس کے مخالف ہے۔ انہوں نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے قیدی جمع فرمائے تو حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی آپ کے

Marfat.com

پاس آئے عرض کی: مجھے قیدیوں میں سے ایک لونڈی عطا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ ان میں سے ایک لونڈی لے لو۔

۳-حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا خواب

طبرانی نے صحیح کے راویوں سے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبزی تھی آپ ﷺ نے پوچھا: تمہاری آنکھوں میں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے خاوند سے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ اس نے مجھے تھپڑ مار دیا اس نے کہا: یثرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا: مجھے آپ ﷺ سے زیادہ مبغوض کون ہو سکتا ہے؟ حالانکہ انہوں نے میرے باپ اور خاوند کو قتل کیا۔ آپ ﷺ لگاتار میرے سامنے عذر پیش کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صفیہ! تمہارے والد نے میرے خلاف پورے عرب کو جمع کر لیا تھا اس نے یہ کیا اس نے یہ کیا حتیٰ کہ میرے دل کی وہ کیفیت جاتی رہی۔
طبرانی اور ابن ابی عاصم نے حضرت ابو برزہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ خیبر تشریف لے گئے ان دنوں حضرت صفیہ دلہن تھیں۔

انہوں نے خواب دیکھا کہ سورج ان کے سینے پر آگیا ہے انہوں نے وہ خواب اپنے خاوند کو بتایا یا اپنی ماں کو بتایا۔ اس نے کہا: بخدا! تو اس بادشاہ کو چاہتی ہے جو ابھی آیا ہے۔ آپ ﷺ نے خیبر فتح فرما لیا ان کے خاوند کو قتل کر دیا۔ اس روایت اور سابقہ روایت میں کوئی مخالفت نہیں۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ کئی بار رونما ہوا ہو۔ پہلے انہوں نے اپنے خاوند کو اور پھر باپ کو بتایا ہو۔ لہٰذا تعبیر میں عبارت مختلف ہے۔

۴-آپ ﷺ کا ان کے سامنے عذر پیش کرنا

ابو یعلیٰ نے صحیح کے راویوں سے سوائے جندب بن ہلال کے انہوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا تھا۔ حضرت صفیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،

Marfat.com

میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئی مجھے آپ ﷺ سے ناپسندیدہ کوئی شخص نہ تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہاری قوم نے اس طرح کیا ہے۔ میں اپنی جگہ سے نہ اٹھی تھی کہ آپ ﷺ مجھے ہر چیز سے محبوب ہو گئے۔ دوسری روایت میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے خلق کے اعتبار سے آپ ﷺ سے احسن کسی کو نہیں دیکھا۔

میں نے آپ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ رات کے وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ میں اونگھنے لگی۔ میرا سر کجاوے کے آخری سرے پر لگنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ لگایا۔ فرمایا: اری! بنت حیی! جب صہباء آیا تو فرمایا: میں معذرت پیش کرتا ہوں جو کچھ میں نے تمہاری قوم کے ساتھ کیا۔ انہوں نے مجھے یوں یوں کہا تھا۔۔۔۔

۵-تم نبی کی اولاد ہو تمہارا چچا بھی نبی تھا اور تم ایک نبی کی زوجیت میں ہو

ابن سعد نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں رو رہی تھی فرمایا: بنت حیی! کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرات عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما میرے ساتھ بحث کرتی ہیں وہ کہتی ہیں: ہم اس سے بہتر ہیں ہم حضور اکرم ﷺ کی چچا زاد ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ان سے نہ کہا: تم مجھ سے بہتر کیسے ہو سکتی ہو میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شوہر محترم حضور اکرم ﷺ ہیں۔

۶-آپ ﷺ کا لطف وکرم

ابو العلا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حج فرمایا۔ جب کچھ رستہ طے ہوا تو یہ اونٹ تھک گیا۔ میری سواری ان سب سے خوبصورت تھی میں رونے لگی۔ حضور اکرم ﷺ آئے۔ آپ ﷺ اپنی مبارک چادر اور دست اقدس سے میرے آنسو صاف کرنے لگے۔ آپ ﷺ کچھ فرمانے لگے: مگر میرے رونے میں اضافہ ہوتا گیا۔ آپ ﷺ مجھے منع فرماتے لگے۔ جب میں

Marfat.com

بہت زیادہ رونے لگی تو آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا صحابہ کرام کو فروکش ہونے کا حکم دیا۔ وہ اترے آپ ﷺ کا ارادہ اترنے کا نہ تھا۔ وہ میری باری تھی جب صحابہ کرام نیچے اترے تو آپ ﷺ کا خیمہ لگا دیا گیا آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ انہوں نے فرمایا: میں نہ جانتی تھی کہ آپ ﷺ سے کیسے معذرت کروں۔ مجھے خدشہ تھا کہ آپ ﷺ کے نفس میں میرے متعلق اضطراب ہوگا۔ میں حضرت عائشہ کے پاس گئی میں نے انہیں کہا: آپ ﷺ جانتی ہیں کہ میں اپنی باری کو کسی چیز کے عوض کسی کو نہیں دیتی۔ میں آپ ﷺ کو یہ باری دیتی ہوں، بشرطیکہ تم میری طرف سے حضور اکرم ﷺ کو راضی کردو۔ انہوں نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ انہوں نے اپنا دوپٹہ لیا۔ انہوں نے اسے زعفران سے رنگا ہوا تھا اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تازہ ہو جائے اپنے کپڑے پہنے پھر بارگاہ رسالت مآب میں چلی گئی۔ انہوں نے خیمے کا پردہ اٹھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! تمہیں کیا ہوا ہے؟ آج تمہاری نوبت نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: یہ رب تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ روانگی کے وقت آپ نے حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا: زینب! اپنا اونٹ اپنی بہن صفیہ کو دے دو۔ ان کے پاس کافی سواریاں تھیں۔ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کی اس یہودیہ سے زیادہ محتاج ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ ان سے ناراض ہو گئے۔ انہیں چھوڑ دیا۔ ان سے کلام بھی نہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ منیٰ کے ایام گزر گئے۔ آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ محرم اور صفر کے مہینے بھی گزر گئے۔ آپ ﷺ ان کے پاس نہ گئے۔ نہ ہی ان کی باری مقرر کی۔ وہ آپ ﷺ سے مایوس ہو گئیں۔ ماہ ربیع الاول میں ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا۔ انہوں نے کہا: یہ تو کسی مرد کا سایہ ہے میرے پاس حضور اکرم ﷺ تو تشریف نہیں لاتے یہ کس کا سایہ ہے؟ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے علم نہ تھا کہ میں کیا کرتی۔ جب آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے ان کے پاس لونڈی تھی اور اسے آپ ﷺ سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ انہوں نے عرض کی: وہ آپ ﷺ کے لئے ہے۔ آپ زینب رضی اللہ عنہا کی چار

Marfat.com

پائی کے پاس گئے اسے اٹھا دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے دست اقدس سے رکھا۔ اپنی زوجہ محترمہ سے وظیفۂ زوجیت ادا کیا اور ان سے راضی ہو گئے۔

۷۔ آپ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے احترام کے لئے اعتکاف سے اٹھ آئے

ابن ماجہ نے حضرت صفی بنت حیی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت مسجد میں معتکف تھے۔ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا۔ عشاء کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ باتیں کیں پھر واپس جانے کے لیے اٹھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہمراہ اٹھے۔ جب مسجد کے دروازے کے پاس آئے۔ وہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مقدسہ تھا تو دو انصاری صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا پھر آگے چلے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: ٹھہرو۔ یہ صفیہ بنت حیی ہیں۔ انہوں نے عرض کی: سبحان اللہ! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر یہ گراں گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کے خون کے ساتھ رواں ہے مجھے خدشہ ہوا کہ تمہارے دلوں میں کچھ پیدا نہ ہو جائے۔

۸۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا حلم

ابن عبد البر نے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی نے حضرت عمر فاروق سے کہا: کہ حضرت صفیہ ہفتہ کو پسند کرتی ہیں۔ وہ یہود سے صلہ رحمی کرتی ہیں۔ انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور یہ پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: جب سے رب تعالیٰ نے مجھے جمعۃ المبارک عطا کیا ہے اس وقت سے میں نے ہفتہ سے محبت نہیں کی۔ یہودیوں کے ساتھ میری رشتہ داری ہے میں ان کے ساتھ تو صلہ رحمی کرتی ہوں۔ انہوں نے لونڈی سے پوچھا: تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا: شیطان نے کروایا ہے۔ فرمایا: جا تو آزاد ہے۔

۹۔ وصال

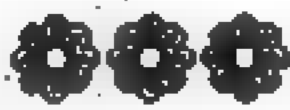
سنہ ۵۰ھ رمضان المبارک میں ان کا وصال ہوا یا سنہ ۵۲ھ میں ہوا جنت البقیع میں

Marfat.com

مدفون ہوئیں۔ ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے: مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں وصال فرما گئی تھیں ایک لاکھ دراھم ان کا ورثہ تھا، کچھ زمین اور سامان بھی تھا انہوں نے ثلث کی وصیت اپنے بھانجے کے متعلق کی تھی وہ یہودی تھا۔

تنبیہ

صحیح میں حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت اپنی گیارہ ازواج مطہرات سے وظیفہ زوجیت ادا فرمالیتے تھے۔ یہ صراحت ہے ان کی تعداد گیارہ تھی ایک ہی وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کر لیتے تھے۔ یہ وہ نو تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت موجود تھیں۔ وہ ان کے علاوہ تھیں یہ روا نہیں کہ ان میں سے ایک حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ہوں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کی ماں کی طرف سے بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو ایک وقت میں جمع نہ کیا تھا۔ ہاں! یہ روا ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک ہو جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباشرت کی تھی اور انہیں جدا کر دیا تھا یا اسماء یا فاطمہ یا عمرہ۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ گیارہ سے مراد نو مذکورہ ازواج مطہرات اور دو لونڈیاں حضرات میمونہ اور ریحانہ ہیں۔



Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باندیاں

ابن ابی خیثمہ نے حضرت ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چار لونڈیاں تھیں۔ ۱۔ حضرت ماریہ قبطیہ۔ ۲۔ حضرت ریحانہ ان کا تعلق بنو نضیر یا بنو قریظہ کے ساتھ تھا۔ ۳۔ ایک اور لونڈی تھی جو بڑی حسین تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قیدیوں سے ملی تھی۔ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو خدشہ تھا کہ قریب تھا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ان پر غلبہ پا لے۔ ۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اور لونڈی بھی تھی جس کا نام نفیسہ تھا جو آپ کو حضرت زینب بنت جحش نے ھبہ کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے کچھ ایام کے لیے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں ذوالحجہ، محرم اور صفر کے مہینوں تک چھوڑے رکھا۔ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت زینب سے راضی ہوگئے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے عرض کی: میں نہیں جانتی کہ اس مسرت کے متعلق کیسے بتاؤں؟ انہوں نے وہ لونڈی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ھبہ کر دی۔

حضرت ماریہ قبطیہ۔ ان کے باپ کا نام شمعون تھا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لختِ جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں انہیں مقوقس نے سنہ ۷ھ کو آپ کو پیش کیا تھا ان کے ہمراہ ان کی بہن شیریں بھی تھیں۔ ایک خصی جانور بھی تھا جسے مابور کہا جاتا تھا ایک ہزار مثقال سونا بھی تھا۔ تین نرم کپڑے تھے خچر دلدل تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت ماریہ اور ان کی بہن شیریں نے اسلام قبول کر لیا۔

یہ خوبصورت اور سفید تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں العالیہ میں ایک جگہ ٹھہرایا جسے آج کل مشربہ ام ابراہیم کہا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کبھی کبھی ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے حتیٰ کہ محرم سنہ ۱۶ھ میں ان کا وصال ہوگیا۔

بزار اور ضیاء المقدسی نے اپنی صحیح میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں

Marfat.com

نے فرمایا: حضرت ماریہ کا ایک چچازاد کبھی کبھی ان کے پاس جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا: یہ تلوار لو اور اس کی خبر لو۔ اگر تم اسے وہاں پاؤ تو اسے تہ تیغ کر دو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ ﷺ کے مسئلہ میں مضبوط سکے کی مانند ہوں۔ مجھے آپ ﷺ کے حکم کی پیروی سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ حتیٰ کہ میں اسے کر گزروں جو آپ حکم دیں لیکن بعض اوقات مشاہدہ کرنے والا وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! شاید وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا۔ میں تلوار سونت کر آیا میں نے اسے ان کے پاس ہی پایا۔ میں نے تلوار نیام سے نکالی۔ جب اس نے دیکھا کہ میں اس کی سمت آرہا ہوں اسے پتہ چل گیا کہ میں اس کا ارادہ کیے ہوں۔

وہ کھجور کے پاس آیا۔ اس پر چڑھا اور خودکشی کر لی۔ قتادہ نے فرمایا: انہوں نے انہیں ٹانگ سے ہلایا تو وہ ساکت و جامد ہو گیا تھا۔ اس میں تھوڑی بہت حرکت نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تلوار نیام میں کر لی پھر بارگاہ رسالت مآب میں آیا اور سارا واقعہ عرض کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: ساری تعریفیں رب تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے ہم اہل بیت سے دور کر دیا۔ بزار نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم بن رسول اللہ! ﷺ کی ولادت ہوئی۔ یہ حضرت ماریہ کے لخت جگر تھے تو آپ ﷺ کے نفس میں شبہ پیدا ہوا حتیٰ کہ سید جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے یوں سلام عرض کیا، السلام علیک ابا ابراہیم!

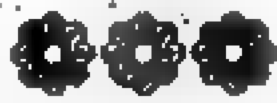
ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کا تعلق بنو نضیر کے ساتھ تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ ان کا تعلق بنو قریظہ کے ساتھ تھا۔ یہ پہلے ایک شخص حکم کی زوجیت میں تھیں۔ یہ خوبصورت اور باجمال تھیں۔ بنو قریظہ کے قیدیوں میں آئیں۔ یہ آپ ﷺ کے حصے میں آئیں۔ آپ نے انہیں اسلام اور ان کے دین کے مابین اختیار دیا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ ان کا حق مہر بارہ اوقیہ رکھا۔ ماہ محرم سنہ ۶ ھ سلمی بنت قیس نجاریہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے کے ساتھ مباشرت کی۔ انہیں ایک حیض پہلے آگیا تھا۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے ان سے پردہ کرالیا۔ ان میں بہت زیادہ غیرت تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک طلاق دے دی۔ وہ بہت زیادہ روئیں جب ان کے پاس تشریف لے گئے تو وہ اس حالت پر تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے رجوع فرمالیا، پھر وہ آپ ﷺ کے ہاں ہی رہیں حتیٰ کہ سنہ ۱۰ھ کو اس وقت وصال کر گئیں جب آپ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ ملک یمین کے اعتبار سے ان سے مباشرت فرماتے تھے۔ بہت سے علماء کرام نے اس قول کو یقین کے ساتھ لکھا ہے۔

تنبیہ

العیون میں ہے کہ یہ ریحانہ آپ ﷺ کے غلام شمعون کی نورِ نظر تھیں۔ حافظ سخاوی نے اپنی کتاب الفجر المتوالی میں اسی طرح لکھا ہے۔ دمیری نے کسی کی تبع میں اس طرح لکھا ہے لیکن یہ بلاشبہ وہم ہے ان کا تعلق بنو قریظہ یا بنو نضیر کے ساتھ تھا۔ وہ ابو ریحانہ جن کا تذکرہ خدام میں ہو چکا ہے وہ ازدی یا انصاری یا قریشی تھے۔ ان اقوال کو یوں جمع کیا جا سکتا ہے کہ انصار ازد میں سے تھے شاید انہوں نے کسی قریشی کے ساتھ معاہدہ کیا ہو لیکن حضرت ریحانہ کے والد کے متعلق کسی نے نہیں لکھا کہ وہ ازدی قریشی۔ ازدی یا انصاری تھے۔ ان کا تعلق بنو اسرائیل کے ساتھ تھا کسی نے یہ بھی نہیں لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہو نہ ہی اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ نہ ہی آپ کی خدمت کی تھی۔ وہ قطعاً کوئی اور تھا، پھر ابو ریحانہ شمعون ہیں۔ ابن حجر نے تبصیر المنتبہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن الاصابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔



Marfat.com

جن خواتین سے عقد نکاح فرمایا لیکن مباشرت نہ کی

ان میں سے بعض میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا یا نہیں۔ اس پر طویل گفتگو ہے۔ لمبا چوڑا اختلاف ہے حتیٰ کہ صاحب زاد المعاد نے ان خواتین کا تذکرہ کر کے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے حق زوجیت ادا کیا تھا لکھا ہے کہ جن عورتوں کو آپ ﷺ نے پیغام نکاح دیا مگر نکاح نہ فرمایا ان کی تعداد چار یا پانچ ہے۔ حافظ دمیاطی نے ان کی تعداد تیس بتائی ہے لیکن اہل سیر اسے نہیں جانتے۔ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کے ہاں معروف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے الجونیہ کی طرف پیغام بھیجا تا کہ اس کے ساتھ نکاح فرمائیں۔ آپ ﷺ پیغام نکاح کے لئے اس کے پاس گئے تو اس نے آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی تو آپ ﷺ نے اسے پناہ دے دی اور اس کے ساتھ نکاح نہ کیا۔ اسی طرح قلابیہ تھی۔ اس طرح وہ عورت تھی جس کے پہلو پر آپ ﷺ نے سفید داغ دیکھا تو اس کے ساتھ مباشرت نہ کی تھی۔ وہ عورت بھی ہے جس نے اپنا آپ آپ ﷺ کو پیش کیا تھا مگر آپ ﷺ نے قرآن پاک کی سورتوں پر کسی اور سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ یہ محفوظ موقف ہے۔ میں صرف ان کا ذکر کروں گا جن سے آگاہ ہوا ہوں۔

۱۔ خولہ بنت ہذیل۔ آپ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ جرجانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن یہ آپ ﷺ تک پہنچنے سے قبل ہی انتقال کر گئیں۔ ابن عبد البر نے الجرجانی سے اس طرح نقل کیا ہے۔ المفضل بن غسان الغلائی نے بھی اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انہوں نے ذکر کیا ہے کہ انہیں شام سے آپ ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ راستہ میں مر گئیں۔ ان کی والدہ کا نام خرنق بنت خلیفہ تھا۔ یہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔

۲۔ عمرہ بنت یزید۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا جب آپ ﷺ کے پاس

Marfat.com

خلوت گزیں ہوئی تو پناہ طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے پناہ گاہ سے پناہ طلب کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی۔ حضرت اسامہ کو حکم دیا۔ انہوں نے انہیں تین کپڑے دے دیئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا ہے اس کا تعلق بنو سلیم کے ساتھ تھا۔ عبیدہ نے لکھا ہے کہ وہ اسماء بنت نعمان تھی۔ اس کا باپ اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آیا۔ اس نے کہا: میں مزید عرض کرتا ہوں: کہ یہ کبھی بھی بیمار نہیں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس کے لیے بارگاہِ ربوبیت میں بھلائی نہیں ہے۔''

طبرانی نے ثقہ راویوں سے سوائے اپنے شیخ قاسم بن عبداللہ سے، یہ ضعیف تھا بعض نے اس کی توثیق بھی کی ہے حضرت سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو عمرو بن کلاب کی بہن سے اور بنو جون الکندیہ کی بہن سے فراق پسند فرمایا کیونکہ اس پر سفید داغ تھا۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت عثمان بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کندہ کی ایک عورت سے نکاح کیا مگر اس کے ساتھ مباشرت نہ کی، بعد میں اس نے کسی اور مرد کے ساتھ نکاح کر لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے مابین تفریق ڈال دی۔ اس کے خاوند کو مارا۔ اس نے کہا: عمر! رب تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر میں امہات المومنین میں سے ہوں تو مجھے پردہ کراؤ۔ مجھے بھی وہی کچھ دو جو انہیں دے رہے ہو۔ انہوں نے فرمایا: نہیں۔ عورت نے کہا: پھر مجھے نکاح کر لینے دو۔ انہوں نے فرمایا: نہیں نعمت بھی نہیں۔ میں کسی کو اس کا حریص بھی نہ بناؤں گا۔

ابن ابی خیثمہ اور امام احمد نے ابن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ایک باغ تک پہنچے۔ جسے الشوط کہا جاتا تھا۔ ہم دو باغوں تک پہنچے۔ ہم ان کے مابین بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہیں بیٹھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

الجونیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ امیمہ بنت نعمان کے گھر تھی۔ ان کے ساتھ اس کی دایاں بھی تھی۔ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا: میرے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس نے کہا: کیا ملکہ عام شخص کو اپنا آپ ﷺ پیش کر سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے اس کی طرف دستِ محبت بڑھایا۔ اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ ﷺ سے پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے پناہ مانگنے کی جگہ سے پناہ مانگی ہے۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا: ابو اسید! اسے دو کپڑے دو اور اسے اس کے اہل خانہ کے پاس چھوڑ آؤ۔ حضرت عروہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: عمرہ بنت الجون نے اس وقت آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی جب آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ سے پناہ طلب کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو نے پناہ طلب کرنے کی جگہ سے پناہ طلب کی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔ حضرت اسامہ یا ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ وہ اسے تین کپڑے اور ایک اوقیہ چاندی دے دیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ کو علم ہوا کہ اس پر سفید داغ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ مباشرت نہ کی۔

امام بخاری اور ابو داؤد نے اس سے روایت کیا ہے کہ جب بنت الجون کے پاس آپ تشریف لے گئے ان کے قریب ہوئے تو اس نے کہا: میں رب تعالیٰ کی آپ ﷺ سے پناہ مانگتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے عظیم ذات کی پناہ طلب کی ہے اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔

۳۔ اسماء بنت صلت۔ حافظ مغلطائی نے الاشارہ میں اسے یقین کے ساتھ لکھا ہے انہوں نے الزہد میں اور حاکم نے الاکلیل میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح تو کیا تھا مگر مباشرت نہ کی تھی۔ حافظ قطب الدین الحلبی نے المورد الغرب میں لکھا ہے: احمد بن صالح نے ان کا ذکر ازواج مطہرات میں کیا ہے۔ انہوں نے لکھا

Marfat.com

ہے: ان کا ذکر حاکم نے کیا ہے ان کا تعلق بنو حرام سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حق زوجیت ادا نہ کیا تھا۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ کی چوتھی قسم میں لکھا ہے: جنہیں غلطی سے صحابہ کرام میں شامل کر دیا گیا ہے۔ قتادہ نے تنہا ان کا نام اسماء لکھا ہے جب کہ ان کا نام سنا بنت اسماء تھا۔ میں کہتا ہوں اس میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ قتادہ نے لکھا ہے: اسماء اور سنا کا ذکر۔ جیسے ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے حافظ احمد بن صالح مصری نے قتادہ کی اتباع کی ہے تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ پہلے نام پر اتفاق ہے۔

۴- اسماء بنت کعب الجونیہ۔ اس کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباشرت نہ کی تھی۔ المورد اور الزبد میں اسی طرح ہے ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے: اسماء بنت کعب اور اسماء بنت نعمان ایک ہی ہیں۔ انہوں نے بنت نعمان کے تذکرہ میں یہ نہیں لکھا کہ اسے بنت کعب بھی کہا جاتا ہے نہ ہی ان کے والد کا نسب ذکر کیا ہے ظاہر ہے کہ یہ بنت کعب اور ہیں اور دوسری بنت نعمان اور ہے اگرچہ یہ دونوں بنو الجون سے تعلق رکھتی تھیں۔

۵- اسماء بنت نعمان ابن الجون۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں لکھا ہے کہ ایک قول یہ ہے بنت النعمان بن اسود۔ العیون میں اسی طرح ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اسود اس کا باپ ہوگا۔ الاصابہ کے مطابق وہ اس کا دادا ہوگا۔ حافظ یعمری نے العیون میں لکھا ہے: میری رائے میں یہ اور اس سے پہلے والی دونوں ایک ہیں۔ حافظ ابن عبد البر نے لکھا ہے: اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا لیکن اس کے فراق کے قصہ میں اختلاف ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عین میں سے اسماء بنت نعمان سے نکاح فرمایا، جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا مگر اس نے کہا: آپ ہی آجائیں۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا کہ اسی نے کہا تھا۔ اعوذ باللہ منک۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے اسے طلاق دے دی لیکن یہ باطل ہے یہ تو بنو سلیم کی ایک عورت تھی جب کہ صاحب الزہد نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے آمنہ بنت ضحاک غفاریہ کے پہلو پر سفید نشان دیکھا تھا مگر یہ آمنہ بنت ضحاک کلابیہ تھی۔ انہوں نے دوسری آمنہ کا اضافہ کیا ہے۔ کتب صحابہ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی حالت عامریہ کی طرح تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ اس طرح کیا تھا جیسے عامریہ کے ساتھ کیا تھا۔ ابو عبیدہ نے اس طرح روایت کیا ہے انہوں نے کہا: یہ خود کو شقیہ کہتی تھی۔ دوسرے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جس نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی وہ بنو نضیر کے قیدیوں میں سے تھی۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ ان دونوں نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی تھی۔

۶۔ آمنہ۔ اسے فاطمہ بنت ضحاک کہا جاتا ہے۔ الاشارہ میں اسی طرح یقین کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ زاہر اور صاحب المورد نے دوسرے لفظ سے ذکر کیا ہے احمد بن محمد نے اپنی کتاب العین میں لکھا ہے: کعب بن یزید انصاری نے فرمایا ہے: حضور اکرم ﷺ نے بنو غفار کی ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ جب اس کے ساتھ مباشرت کرنا چاہا تو اس کے پہلو پر سفید داغ دیکھا۔ امام احمد، ابن ابی خیثمہ نے حضرت زید بن کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے کہ بنو غفار کی ایک عورت سے آپ ﷺ نے نکاح فرمایا۔ اس کے پہلو پر داغ پایا۔ فرمایا: اپنے اہل خانہ کے پاس چلی جا۔ اسے جو کچھ دیا تھا وہ نہ لے آئے۔

طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اہل بادیہ میں سے ایک عورت سے نکاح فرمایا۔ اس کے پہلو پر نشان دیکھا تو مباشرت سے قبل اسے جدا کر دیا۔ اس کا نام آمنہ بنت ضحاک تھا یا اسماء بنت نعمان تھا۔ میں کہتا ہوں: یہ کلام درست نہیں۔ بنو کلاب اور بنو غفار دونوں جداگانہ قبیلے ہیں۔ میں نے کتب صحابہ میں آمنہ بنت ضحاک کا ذکر نہیں پایا۔

۷۔ امیمہ بنت شراحیل۔ امام بخاری نے ابو اسد سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح فرمایا۔

Marfat.com

جب آپ ﷺ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور اس کی طرف دست محبت بڑھایا تو گویا کہ اس نے یہ ناپسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو السید سے فرمایا: اسے دو سفید کپڑے عطا کر دیں۔ میں کہتا ہوں: مغلطای نے الاشارہ میں، الزہد میں، قطب الحلبی نے المورد میں، ابو الفتح نے العیون میں امیمہ کو امہات المومنین میں شامل کیا ہے۔

ابن حجر نے الاصابہ میں عجیب بات لکھی ہے: ان کا گمان ہے کہ امیمہ بنت شراحیل ہی بنت نعمان ہے لیکن اس کی سند بیان نہیں کی لیکن حضرت ابو اسید کی روایت اسے رد کرتی ہے اس میں ہے کہ وہ امیمہ بنت نعمان کے گھر میں ٹھہری تھی۔ یہ دونوں ایک کیسے ہو سکتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ بنت شراحیل، ابن نعمان کی پھوپھی تھی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس کا یہ موقف ہے۔ حق اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

۸۔ ام حرام۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح ہے انہوں نے اضافہ نہیں کیا۔

۹۔ سلمیٰ بنت نجدہ۔ اشارہ اور زہد میں اسی طرح ہے المورد میں ہے بنت عمرہ بن حارث اللیبیہ۔ ابو سعید عبد الملک النیسابوری نے شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا لیکن میں نے کتب صحابہ میں ان کا ذکر نہ پایا۔

۱۰۔ سبا بنت سفیان۔ ابن سعد نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے المورد میں اس کا ذکر ہے مگر اس میں زائد ذکر نہیں ہے۔ حافظ نے الاصابہ میں سبا بنت سفیان لکھا ہے۔ بنت صلت الکلابیہ یہ سنا کی طرح ہے۔

۱۱۔ سنا بنت اسماء۔ ان کا ذکر ابو عبیدہ نے کیا ہے۔ ابو خیثمہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر مباشرت سے قبل انہیں طلاق دے دی تھی۔ ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ یہ عبد اللہ بن خازم کی پھوپھی تھی جو خراسان کے امیر تھے، بعض نے ان کا نام وسنا لکھا ہے۔ انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے گمان کیا ہے کہ یہی بنت صلت ہے جب کہ اسماء ان کا بھائی تھا باپ نہ تھا لیکن پہلے موقف کو ابن اسحاق اور ایک جماعت نے یقین کے ساتھ لکھا۔

ابن عبدالبر نے اسے ترجیح دی ہے۔ ان کے وصال کا سبب الرشاطی نے یہ بیان کیا ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں: کہ جب انہیں علم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ اتنی خوش ہوئیں کہ خوشی کی وجہ سے وصال کر گئیں۔

ابن ابی خیثمہ نے حضرت ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حفص بن نضیر اور عبدالقاہر بن السری السلمی کا گمان ہے کہ آپ نے اسماء بنت سنان سے نکاح کیا تھا مگر وہ مباشرت سے قبل انتقال کر گئی تھیں۔ قتادہ نے ان کی مخالفت کی ہے انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسماء بنت صلت سے نکاح فرمایا مگر ان کے ساتھ مباشرت نہ کی تھی میں کہتا ہوں: اگر جو کچھ انہوں نے اور حضرت قتادہ نے کہا ہے وہ صحیح ہے تو سنان، اسماء کی بھتیجی ہیں۔

۱۲- الشاہ۔ مفضل بن غسان نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پندرہ خواتین سے نکاح فرمایا تھا۔ تیرہ کے ساتھ مباشرت فرمائی تھی۔ وہ عفت مآب خواتین جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وظیفہ زوجیت ادا کیا وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت میمونہ بنت حارث، حضرت ام شریک اور شاہ بنت رفاعہ ہیں۔ ان کا تعلق بنو قریظہ کے ساتھ تھا جب انہیں مصیبت پہنچی تو انہیں بھی پہنچی تھی وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین کو اختیار دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ حضرت قتادہ کے کلام کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا کیا تھا لیکن میں کتب صحابہ میں ان سے آگاہ نہیں ہوا۔ اصابہ میں ابن حجر نے ان کا ذکر نہیں کیا حالانکہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ عثمان بن مقسم متروک راوی ہے۔

۱۳- شراف بنت خلیفہ کلبیہ۔ حضرت دحیہ کی بہن ان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا تھا مگر یہ راستے میں ہی وصال کر گئی تھیں۔

Marfat.com

مفضل بن غسان نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ طبرانی، ابونعیم نے حضرت ابوملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنوکلب کی ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا تا کہ وہ اسے دیکھیں۔ وہ گئیں پھر واپس آئیں فرمایا: کیا دیکھا؟ عرض کی: میں نے اسے زیادہ نہیں دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا، تمہارا بال بال لرز اٹھا۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ سے تو کوئی راز مخفی نہیں رہ سکتا۔

۱۴- الشنباء۔ مورد کے دونوں نسخوں میں اسی طرح ہے لیکن ابن رشد کے مقدمات میں یہ الشیبا ہے۔ ابن عساکر اور فضل بن غسان نے تاریخ میں حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پندرہ خواتین سے نکاح فرمایا۔ تیرہ سے حق زوجیت ادا کیا۔ گیارہ کو اپنے پاس رکھا، جو پندرہ کے عدد کو پورا کرتی ہیں وہ عمرہ اور شیبا ہیں۔ جب آپ ﷺ شیبا کے پاس گئے۔ وہ تیار نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی تیاری کا انتظار کیا۔ آپ ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ اس نے کہا: اگر یہ نبی ہوتے تو ان کا محبوب اور پیارا فرزند نہ مرتا۔" آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اس کا حق مہر لازم کر دیا ازواج مطہرات پر اسے حرام کر دیا گیا۔ ابن رشد نے السیرۃ النبویہ میں اسی طرح لکھا ہے: ابن جریر نے لکھا ہے: بعض علماء کرام نے فرمایا: آپ ﷺ نے شنبا بنت عمرو غفاریہ سے نکاح کیا یہ کنانیہ تھی (ایک قول کے مطابق) جب آپ ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے حرکت کی ابن جریر نے لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام عمرو تھا یہ غفاریہ اور کنانیہ تھی۔ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۵- العالیہ بنت ظبیان۔ امام زہری نے اس کا نام یہی بتایا ہے طبرانی نے ان سے صحیح کے راویوں سے روایت کیا ہے کہ ابوعبیدہ نے لکھا ہے: ہند بنت یزید کے پاس ابواسد کو پیغام نکاح دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس سے نکاح کر لیا اس کے پاس تشریف لے گئے پہلے نہ دیکھا تھا جب اسے دیکھا تو اس پر سفید داغ تھا۔ آپ ﷺ

Marfat.com

نے اسے طلاق دے دی۔ حضرت قتادہ نے لکھا ہے: حضور اکرم ﷺ نے ابوالسید الساعدی کو بنو کلاب کی ایک عورت کے پاس بھیجا تاکہ وہ آپ ﷺ کی طرف سے اسے پیغام نکاح دیں۔ آپ ﷺ نے اسے نہ دیکھا تھا۔ ابوالسید نے آپ ﷺ کے دیکھے بغیر ہی اس کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا۔ اسے تیار کروا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو سفید داغ نظر آیا۔ آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی۔ ابن ابی خیثمہ نے لکھا ہے کہ یہ کس کے ساتھ آئی تھی انہوں نے اسے عالیہ بنت ظبیان لکھا ہے۔ انہوں نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بنو بکر بن کلاب کی ایک عورت العالیہ سے نکاح فرمایا پھر اسے طلاق دے دی تھی۔

انہوں نے امام زہری سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے بنو عمرو بن کلاب کی بہن سے جدائی اختیار کر لی تھی۔ ابن ابی خیثمہ نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بنو عمرو ہی لکھا ہے۔ ابن سعد نے بنو ابو بکر بن کلاب سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح فرمایا وہ کافی دیر آپ ﷺ کے ہاں رہی پھر اسے طلاق دے دی ابو عمر نے لکھا ہے کہ اس کا مقتضیٰ ہے کہ اس کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہء زوجیت ادا کیا تھا۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے، سوائے قاسم بن عبداللہ کے، حضرت سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان کو طلاق دے دی تھی۔ طبرانی نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے طویل روایت ذکر کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان کو طلاق دے دی تھی۔ آپ ﷺ بنو عمرو کی بہن سے اس سفید نشان کی وجہ سے جدا ہو گئے تھے جو اس پر تھا۔

امام زہری نے لکھا ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے پہلے اپنے چچا زاد سے نکاح کیا تھا اس کی اولاد بھی تھی۔ بعض سیرت نگاروں نے حضرت جویریہ بنت حارث اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہما کا شمار بھی لونڈیوں میں کیا ہے۔ یہ آپ ﷺ کو مال غنیمت میں ملی تھیں صحیح موقف یہ ہے کہ وہ امہات المومنین میں سے تھیں۔

Marfat.com

۱۶- عمرہ بنت معاویہ الکندیہ۔ ابو نعیم نے حضرات علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا۔ امام شعبی نے روایت کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

۱۷- عمرہ بنت یزید۔ اس نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے نکاح کیا تھا۔ انہوں نے اسے طلاق دے دی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کرنے سے قبل طلاق دے دی۔ اس کے نسب میں عمرہ بنت یزید بن عبید بن اوس کہا گیا ہے۔ ابن عبد البر نے لکھا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ نکاح فرمایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہوا کہ اس پر سفید داغ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلاق دے دی اور اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح فرمایا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پناہ طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلاق دے دی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اسے تین کپڑے دینے کا حکم دیا۔

رشاطی نے اس کا ذکر کیا ہے کہ اس کے باپ نے اس کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا: یہ کبھی بیمار نہیں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عند اللہ اس میں بھلائی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طلاق دے دی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔

۱۸- عمرہ بنت یزید الغفاریہ۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اسے خواتین کے سامنے کیا گیا تو اس پر داغ دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ اس کے لئے حق مہر لازم قرار دیا بعد والوں کے لئے اسے حرام کر دیا۔

۱۹- غزیہ۔ یہی ام شریک ہے۔

۲۰- فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ نکاح فرمایا۔ آیت تخییر اتری تو اسے اختیار دیا اس نے دنیا کو پسند کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جدا کر دیا بعد میں یہ مینگنیاں چنتی تھی وہ کہتی تھی: میں بد بخت ہوں جس نے دنیا کو پسند کیا۔ ابن عبد البر نے ابن اسحاق کے کلام کا

Marfat.com

تعاقب کیا ہے ابن حجر نے الاصابہ میں ابن عبدالبر کے اس کلام کا تعاقب کیا ہے۔

۲۱- قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب۔ یہ اشعث بن قیس کی بہن تھی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا مگر حق زوجیت ادا کرنے سے قبل اسے طلاق دے دی تھی۔

ابن ابی خیثمہ نے عبید اور ابن حبیب سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: جب کندہ کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ سے نکاح فرمالیا یہ سنہ ۱۰ھ کا واقعہ ہے۔ ماہ صفر کے نصف میں آپ ﷺ بیمار ہو گئے سوموار کے روز آپ ﷺ کا وصال ہو گیا جب کہ ماہ ربیع الاول کے دو دن گزرے تھے یہ نہ تو آپ ﷺ کے پاس آئی نہ دیکھا نہ اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے قوی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح کیا انہیں اختیار دینے سے قبل آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ رب تعالیٰ نے اسے تخییر سے بری کر دیا۔

امام شعبی نے لکھا ہے: حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے قتیلہ سے نکاح کر لیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر نے ان کی گردن اڑانے کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے نہ تو اس کے لیے حق مہر لازم کیا تھا نہ ہی حق زوجیت اس کے ساتھ ادا کیا تھا۔ یہ اپنے بھائی کے ساتھ مرتد ہو گئی تھی۔ اس نے رب تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ سے برأت کا اظہار کر دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رک گئے غریب روایت وہ ہے جسے ابن سعد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح نہ کیا تھا نہ کندیہ سے نکاح کیا تھا مگر بنو جون کی بہن سے نکاح کیا تھا۔ جب اسے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو اسے طلاق دے دی اس کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا۔ میں کہتا ہوں: ممکن ہے انہوں نے عدم زواج سے مراد دخول لیا ہو ورنہ کئی اسناد سے مروی ہے جنہیں رد کرنا ممکن نہیں کہ آپ ﷺ نے قتیلہ سے نکاح کیا

Marfat.com

تھا بعض نے وقت بھی بیان کیا ہے جس میں آپ ﷺ نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے وصال سے دو ماہ قبل ان کے ساتھ نکاح کیا تھا بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مرض وصال میں اس کے ساتھ نکاح کیا تھا بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے وصیت کی تھی کہ قتیلہ کو اختیار دیا جائے اگر وہ پسند کرے تو اسے پردہ کرالیا جائے۔ وہ مومنین پر حرام ہوگی ورنہ جس سے چاہے نکاح کرلے۔ اس نے نکاح پسند کیا۔ حضرموت میں حضرت عکرمہ سے نکاح کرلیا۔ جب یہ خبر سیدنا صدیق اکبر تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں اسے جلا دوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ امہات المومنین میں سے نہیں۔ نہ ہی آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا۔ نہ ہی اس نے پردہ کیا تھا۔ بعض نے گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی وصیت کی تھی۔ وہ مرتد ہوگئی تھی اس ارتداد کی وجہ سے حضرت عمر فاروق نے دلیل دی تھی کہ وہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے نہیں ہے۔ حضرت عکرمہ کے ہاں اس سے صرف مخیل پیدا ہوا۔

۲۲- لیلیٰ بنت خطم۔ یہ انصاریہ دوسیہ ظفریہ تھی۔ یہ قیس بن خطیم کی بہن تھی ابن ابی خیثمہ، ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: لیلیٰ بنت خطیم آپ ﷺ کی خدمت میں آئی آپ ﷺ سورج کی طرف کمر مبارک کئے تھے اس نے آپ ﷺ کے کندھے پر مارا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے شیر کھائے کون ہو؟ اس نے کہا: میں پرندوں کو کھلانے والے ہوا کو پکارنے والے کی بیٹی لیلیٰ بنت خطیم ہوں میں اس لئے آئی ہوں تاکہ اپنا آپ، آپ ﷺ کو پیش کروں۔ آپ ﷺ مجھ سے نکاح فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کردیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس گئی اس نے اسے بتایا: حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے نکاح کرلیا ہے۔ لوگوں نے کہا: تونے برا کام کیا ہے تو غیرت والی عورت ہے آپ کی بہت سی ازواج ہیں تو ان پر غیرت کرے گی وہ تیرے لئے بددعا کریں گے۔ جا فسخ نکاح کے لئے کہہ۔ وہ واپس آئی عرض کی: یا

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ! نکاح فسخ کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کردیا، پھر مسعود بن اوس نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا۔ اس کی اولاد بھی ہوئی۔ یہ مدینہ طیبہ کے کسی باغ میں تھی۔

غسل کر رہی تھی ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کردیا کیونکہ آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا وہ اس کا کچھ حصہ کھا گیا پھر یہ مرگئی۔

۲۳- لیلیٰ بنت حکیم انصاریہ اوسیہ۔ احمد بن صالح مصری نے ان کا ذکر ازواج مطہرات میں کیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر ازواج مطہرات میں نہیں کیا۔ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ حکیم ممکن ہے خطیم ہی ہو۔ اسے تجرید اور اصابہ میں برقرار رکھا ہے۔

۲۴- ملیکہ بنت داؤد۔ ابن حبیب نے ان کا تذکرہ ان ازواج مطہرات میں کیا ہے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے مباشرت نہ کی تھی۔ ابن الاثیر اور صاحب المورد نے اس طرح لکھا ہے انہوں نے اسے برقرار رکھا ہے حافظ نے لکھا ہے کہ ابن بشکول نے ان کا تذکرہ کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۲۵- ملیکہ بنت کعب الکنانیہ۔ ابن سعد نے ابو معشر سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا تھا یہ حسین و جمیل تھی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اس کے پاس گئیں تو انہوں نے کہا: تمہیں حیاء نہ آئی کہ تم نے اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ نکاح کرلیا ہے۔ اس کا باپ فتح مکہ کے روز قتل ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا تھا اس نے آپ ﷺ سے پناہ طلب کی آپ ﷺ نے اسے طلاق دے دی اس کی قوم آئی عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ جھوٹی ہے اس کی کوئی رائے نہیں اسے دھوکہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ رجوع فرمالیں مگر آپ ﷺ نے انکار کردیا انہوں نے اذن طلب کیا کہ وہ بنو عذرہ میں سے کسی قریبی کے ساتھ نکاح کرلے۔ آپ ﷺ نے اسے اذن دے دیا اس نے ایک عذری کے ساتھ نکاح کرلیا ابن سعد نے ضعیف سند کے ساتھ عطاء بن یزید جندعی سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے

Marfat.com

ملیکہ بنت کعب سے رمضان المبارک سنہ ۸ ھ میں نکاح فرمایا تھا۔ ان کے ساتھ حق زوجیت بھی ادا کیا تھا وہ آپ ﷺ کے ہاں ہی وصال کر گئی تھیں۔

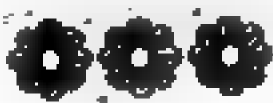
محمد بن عمرو نے لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کنانیہ سے نکاح نہ کیا تھا۔

۲۶- ہند بنت زید۔ یہ بنت برصاء کے نام سے معروف تھیں۔ ابو عبیدہ نے انہیں ازواج مطہرات میں شامل کیا ہے احمد بن صالح نے لکھا ہے کہ یہ پہلی ہی عمرہ بنت یزید ہے۔

تنبیہ

عدم دخول سے مراد عدم وطئ ہے کیونکہ جو دخول سے قبل مر گئی تھیں وہ بالاتفاق حضرت دحیہ کی بہن اور بنت ھذیل ہے جب کہ ملیکہ اور سبا میں اختلاف ہے کہ کیا وہ وفات پا گئی تھیں یا آپ ﷺ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔

اتفاق ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا تھا آپ ﷺ نے عمرہ بنت ضحاک، بنت ظبیان کو حق زوجیت سے قبل جدا کر دیا تھا۔ عمرہ، اسماء اور غفاریہ کے متعلق اتفاق ہے۔ سات عورتوں کو جدا کرنے پر اتفاق ہے دو میں اختلاف ہے۔ مبانات بالاتفاق چار ہیں۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو دس ازواج مطہرات آپ ﷺ کے ہاں تھیں ایک کے ساتھ حق زوجیت ادا نہ کیا تھا۔ طبرانی نے عاصم بن عمر کی سند سے روایت کیا ہے جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جب کہ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ امام ترمذی نے اسے متروک کہا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عورت تھی جس نے اپنا آپ اختیار کیا تھا۔ یہ بنو ھلال میں سے تھی۔



Marfat.com

جنہیں صرف پیغام نکاح دیا، نکاح نہ کیا

بعض خواتین کو آپ ﷺ نے پیغام نکاح تو دیا تھا لیکن ان سے عقد نکاح نہ فرمایا یہ کسی امر کی وجہ سے تھا جو اس کا تقاضا کرتا تھا وہ درج ذیل خواتین ہیں۔

۱- جمرہ۔ جمرہ بنت حارث۔ ابن ابی خیثمہ اور ابوعبیدہ نے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اسے آپ ﷺ نے پیغام نکاح دیا تو اس کے باپ نے کہا: اسے مرض ہے، حالانکہ اسے کچھ نہ تھا جب اس کا باپ اس کے پاس گیا تو اسے برص ہو چکا تھا۔ یہی ام شبیب بن برصاء ہے۔ حافظ نے الاصابہ میں لکھا ہے جمرہ بنت حارث ہی برصاء تھی اس کا نام امامہ یا مرضانہ تھا کہا جاتا ہے: برصاء کا نام قرصافہ تھا اس کے والد کے تذکرہ میں اس کا بھی ذکر ہے انہوں نے صرف الحاء میں لکھا ہے۔

حارث بن عوف۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی نور نظر کو پیغام نکاح دیا اس نے کہا: مجھے وہ آپ کے لئے پسند نہیں اسے برصاء ہے اسے کچھ نہ تھا۔ وہ گھر گیا تو اس نے دیکھا کہ اسے برص ہو چکا تھا اس کے چچازاد یزید بن حمزہ نے اس سے نکاح کرلیا تھا اس سے شبیب پیدا ہوا جو ابن البرصاء کے نام سے معروف ہوا۔ برصاء کا نام قرصافہ تھا۔ الرشاطی نے اسی کا تذکرہ کیا ہے میں کہتا ہوں: جیسے کہ تم دیکھ رہے ہو اس جگہ جمرہ کا ذکر نہیں ہے۔

۲- جمرہ بنت حارث المزنیہ۔ عبدالملک نیشاپوری نے اس کا تذکرہ حضرت قتادہ سے کیا ہے اسی طرح حلبی نے المورد میں۔ اس میں اور اس سے اوپر والی مذکورہ میں فرق کیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ یہ بلاشبہ ایک ہی ہے۔

۳- حبیبہ بنت سہل۔ ابن سعد نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ سہلہ سے نکاح فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ نے ترک فرما دیا۔

Marfat.com

۴۔ خولہ یا خویلہ بنت حکیم۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے ابو نعیم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے موصولاً روایت کیا ہے کہ خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنا آپ نبی کریم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ ہشام بن کلبی نے بھی لکھا ہے کہ یہ ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ ابن جوزی نے التنقیح میں لکھا ہے: آپ ﷺ نے اس کا معاملہ مؤخر کیا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے اس سے نکاح کر لیا۔

۵۔ سودہ قرشیہ۔ ابن مندہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سودہ قریشیہ سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے ساری مخلوق سے محبوب ہیں۔ میری ایک بچی ہے مجھے ناپسند ہے کہ لوگ صبح و شام آپ ﷺ کے سر کے پاس چیختے رہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی عورتیں بہترین ہیں۔ وہ اپنے بچے پر بچپن میں مہربانی ہوتی ہیں خاوند کے لیے اس پر شفقت کرتی ہیں۔ صحیح مسلم میں اس روایت کی اصل ایک اور وجہ سے ہے لیکن وہاں اس کا نام نہیں ہے۔ امام احمد اور ابو یعلی نے اس سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ صفیہ بنت بشامہ۔ ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اسے پیغام نکاح دیا تھا۔ اسے قید کا سامنا کرنا پڑا تھا آپ ﷺ نے اسے اپنے اور اس کے خاوند کے مابین اختیار دیا۔ خاوند نے اسے چھوڑ دیا۔ بنو تمیم نے اسے برا بھلا کہا۔ ابن حبیب نے المحبر میں اسے اس باب میں ذکر کیا ہے۔

۷۔ ضباعہ بنت عامر۔ انہوں نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا یہ مکہ مکرمہ میں ہی مسلمان ہو چکی تھیں جب کہ آپ ﷺ نے اپنا آپ بنو عامر پر پیش کیا تھا انہوں نے ہجرت کی تھی۔ ابن جوزی اور ابن عساکر نے ان کا تذکرہ کیا ہے یہ عرب کی حسین ترین خواتین میں سے تھیں۔ خلق کے اعتبار سے عمدہ تھیں۔ جب یہ بیٹھتی تھیں تو زمین سے بہت سا

Marfat.com

حصہ اکھیڑ لیتی تھیں۔ ان کا جسم بہت بڑا تھا وہ اپنے بالوں سے اسے ڈھانپ لیتی تھیں۔ یہ ہوذہ بن علی الحنفی کی زوجیت میں تھیں۔ وہ انتقال کر گئے تو عبداللہ بن جدعان سے نکاح کر لیا لیکن ان کے ساتھ دل نہ لگا اور طلاق کا مطالبہ کر دیا انہوں نے طلاق دے دی۔ ہشام بن مغیرہ نے ان کے ساتھ نکاح کر لیا ان کے ہاں سلمہ پیدا ہوئے۔ وہ رب تعالیٰ کے بہترین بندوں میں سے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے لڑکے کے ذریعے پیغام نکاح دیا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ کو رکاوٹ تو نہیں میں ان سے مشورہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ وہ اپنی والدہ کے پاس آئے انہیں بتایا انہوں نے کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کیا تم حضور اکرم ﷺ کے متعلق مجھ سے مشورہ کر رہے ہو آپ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور ہاں کہہ دو۔ جب ان کا بیٹا ان کے پاس گیا تو آپ سے عرض کی گئی: ضباعہ اس طرح نہیں جیسے آپ ﷺ سمجھ رہے ہیں۔ اس کے چہرے کی سلوٹیں زیادہ ہو گئی ہیں اس کے منہ سے دانت گر گئے ہیں۔ جب سلمہ واپس آئے اور ان کا جواب عرض کیا تو آپ خاموش رہے۔

۸۔ نغاملہ۔ اسے اور اس کے بعد خواتین کو ازواج میں شامل کیا گیا ہے اگر اس سے مراد پیغام نکاح ہے تو یہ واضح ہے ورنہ انہیں سابقہ باب میں ذکر کرنا بہتر تھا۔ میں نے کوشش کی لیکن مجھے اس کے باپ کا نام نہ ملا۔

یہ بنوعنبر کے قیدیوں میں سے تھی یہ خوبصورت عورت تھی آپ ﷺ نے اسے پیشکش کی کہ آپ ﷺ سے نکاح کرلے۔ جلد ہی اس کا خاوند حریش دباغ آگیا انہوں نے اسے برقرار رکھا۔

۹۔ ام شریک بنت جابر غفاریہ۔ ابن عمر نے لکھا ہے کہ احمد بن صالح نے اس کا ذکر ان ازواج میں کیا ہے جن کے ساتھ آپ ﷺ نے وظیفہ زوجیت ادا نہ کیا تھا۔

۱۰۔ ام شریک انصاریہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہی بنت انس بن رافع تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بنت خالد بن لوذان تھیں۔

Marfat.com

ایک قول یہ ہے کہ یہ ام شریک بنت ابی العسکر تھیں۔ صحیح مسلم میں جساسہ کے قصہ میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے تمیم داری کی روایت میں ہے۔ ام شریک ایک غنی خاتون تھیں۔ وہ راہ خدا میں بہت زیادہ خرچ کرتی تھیں اس کے پاس مہمان گئے۔ خدا ہی جانتا ہے کہ یہ کون تھی؟ حضرت قتادہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے ام شریک انصاریہ سے نکاح فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے پسند ہے کہ میں انصار میں نکاح کروں، پھر فرمایا: مجھے انصار کی غیرت پسند نہیں۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ وظیفہ زوجیت ادا نہ کیا۔

۱۱۔ ام شریک دوسیہ۔ ابن سعد، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً۔ (الاحزاب:۵۰)

میں مراد ام شریک ازدیہ ہیں۔ انہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا۔ عکرمہ سے بھی روایت ہے کہ یہ حضرت ام شریک دوسیہ تھیں۔ انہوں نے منیر بن عبداللہ دوس سے روایت کیا ہے کہ ام شریک غزیہ بنت جابر نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ خوبصورت تھیں۔ آپ نے انہیں قبول کرلیا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو عورت کسی کو اپنا آپ پیش کرے اس میں کیا بھلائی ہوسکتی ہے۔ حضرت ام شریک نے فرمایا: میں ہی وہ عورت ہوں۔ رب تعالیٰ نے انہیں مومنہ فرمایا:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ۔ (الاحزاب:۵۰)

ترجمہ: اور مومن عورت اگر وہ اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کرے۔

میں نے ہی اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کو پیش کیا تھا جب یہ آیت طیبہ اتری تو حضرت ام المومنین نے فرمایا: رب تعالیٰ تمہاری تمنا کے بارے جلدی کرے گا۔ نسائی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام شریک سے روایت کیا ہے کہ وہ ان خواتین میں سے تھیں

Marfat.com

جنہوں نے اپنا آپ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔

امام بخاری اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا ان کے پاس ان کی بچی تھی انہوں نے فرمایا: ایک عورت بارگاہ رسالت مآب میں آئی عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ کو میری ضرورت ہے؟ حضرت انس کی بچی نے کہا: ہائے! اس عورت کا حیاء کتنا کم تھا۔ حضرت انس نے فرمایا: وہ تم سے بہتر تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ میں رغبت رکھی تھی اور اپنا آپ حضور ﷺ کو پیش کر رہی تھی۔ انہوں نے ثقہ راویوں سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کے پاس ایک خاتون بھی ایسی نہ تھی جس نے اپنا آپ، آپ ﷺ کو ھبہ کیا ہو۔

۱۲- ام شریک قرشیہ۔ ان کا تعلق بنو عامر سے تھا کسی نے کہا کہ ان کا تعلق دوس میں سے اسد قبیلہ کے ساتھ تھا تیمی نے اپنے والد سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: ام شریک کا تعلق بنو عامر سے تھا انہوں نے اپنا آپ، آپ کو ھبہ کیا تھا مگر آپ ﷺ نے انہیں قبول نہ کیا تھا۔ انہوں نے شادی نہ کی حتیٰ کہ وصال کر گئیں۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے: مختلف روایات سے جو بات ظاہر ہوتی ہے کہ ام شریک ایک ہی ہیں۔ ان کے نسب میں اختلاف ہے کہ وہ قریش میں سے عامریہ تھیں یا انصاریہ تھیں؟ دوس میں سے ازدیہ تھیں؟ ان تینوں نسبوں کو یوں جمع کیا جاتا ہے کہ وہ قرشیہ تھیں دوس میں نکاح کیا تھا انہی کی طرف منسوب تھیں پھر انصار میں نکاح کر لیا تھا پھر ان کی طرف منسوب ہوئیں یا نکاح نہ کیا تھا بلکہ اعم معنی میں انصار کی طرف منسوب تھیں۔

۱۳- ام ہانی فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا کو ان کے بارے میں پیغام نکاح دیا تھا۔

ھبیرہ بن عمرو نے بھی پیغام نکاح دیا تھا۔ جناب ابو طالب نے ان کا نکاح ھبیرہ سے کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا تو انہوں نے کہا: بھتیجے! ہم نے ان

Marfat.com

کے ساتھ سسرالی رشتہ داری قائم کی ہے۔ کریم کریم کا کف ہوتا ہے، پھر اسلام نے حضرت ام ہانی اور ھبیرہ کے مابین تفریق ڈال دی۔ آپ ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا، تو انہوں نے عرض کی: میں جاہلیت میں آپ ﷺ سے محبت کرتی تھی۔ اسلام میں کیسے محبت نہ کروں گی، لیکن میں مصیبت زدہ عورت ہوں۔ مجھے ناپسند ہے کہ وہ آپ کو تکلیف دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اونٹوں پر سوار ہونے والی عورتوں میں سے قریش کی صالح عورتیں بہترین ہیں وہ اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہیں۔ طبرانی نے ثقہ راویوں سے حضرت ام ہانی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے حضور اکرم ﷺ نے پیغام نکاح دیا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے بھی آپ ﷺ سے رغبت ہے میں آپ ﷺ سے رد گرداں کیوں ہوں؟ لیکن میں پسند نہیں کرتی کہ میں نکاح کروں۔ میرے بچے چھوٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں ان میں سے قریش کی عورتیں بہترین ہیں۔

۱۴- نامعلوم عورت۔ آپ ﷺ نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ اس نے عرض کی حتی کہ میں اپنے باپ سے اذن لے لوں آپ ﷺ نے اسے اذن دے دیا۔ وہ واپس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہم نے تیرے علاوہ اور لحاف اوڑھ لیا ہے۔ دو اور عورتوں نے آپ ﷺ کو اپنا آپ پیش کیا، مگر آپ ﷺ نے شرعی مانع کی وجہ سے انہیں رد فرما دیا۔

۱- حضرت امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے رضائی بھائی کی نورِ نظر ہیں۔

۲- عزہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میرے لیے روا نہیں کیونکہ ان کی بہن حضرت ام حبیبہ میری زوجیت میں ہیں۔ ان کے متعلق روایات صحیح میں ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم



Marfat.com

رضاعت

Marfat.com

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتنی خواتین کا دودھ پیا

کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دس خواتین کا دودھ پیا۔

❶ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا۔ انہوں نے سات ایام تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا شیر پلایا۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں "صاحب المورد والغرر" بھی شامل ہیں۔

❷ ثویبہ۔ ابن مندہ نے لکھا ہے کہ اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ ابونعیم نے لکھا ہے کہ ابن مندہ کے علاوہ میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اسلام کا تذکرہ کیا ہو۔ ابن جوزی نے لکھا ہے۔ "ہم نہیں جانتے کہ اس نے اسلام قبول کیا تھا۔" الحافظ نے لکھا ہے کہ میں ایسے طرق سے آگاہ نہیں ہو سکا جس میں ثویبہ کے بیٹے کے اسلام کا تذکرہ ہو۔ ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کئی روز تک دودھ پلایا۔ حتیٰ کہ حضرت حلیمہ سعدیہ آگئیں۔ آپ سے پہلے ثویبہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد کو دودھ پلایا تھا۔

عبدالرزاق، اسماعیلی اور امام بخاری نے کتاب النکاح "و امھاتکم اللاتی ارضعنکم" میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا (دودھ) شیر پلایا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے اسے بری حالت میں دیکھا۔ اس نے اس سے پوچھا: "کیا حال ہے؟" ابولہب نے کہا: "تمہارے بعد میں نے کوئی سکون اور آرام سے نہیں پایا۔ البتہ مجھے اس (انگلی) کے ذریعہ پانی پلایا جاتا ہے کیونکہ میں نے اس کے ذریعہ ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

امام سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس وقت ابولہب کی موت کو ایک سال گزر چکا تھا۔ ابولہب نے حضرت عباس سے کہا "پیر کے روز مجھ پر عذاب کی تخفیف ہوتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں" جب ثویبہ نے ابولہب کو حضور اکرم

Marfat.com

ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تو اس نے ثویبہ کو اسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو یہ جزادی گئی۔ "الغرر" میں ہے "اس امر میں اختلاف ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو کب آزاد کیا تھا؟ ایک موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقتِ بشارت اور خوشخبری سنانے پر آزاد کیا تھا۔ یہی مؤقف صحیح ہے۔ ایک مؤقف یہ ہے کہ حضرت خدیجہ نے چاہا کہ وہ ثویبہ کو ابولہب سے خرید لیں اور اسے آزاد کر دیں لیکن ابولہب نہ مانا۔ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے۔ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا لیکن یہ مؤقف درست نہیں ہے۔

حافظ نے اسی سے استدلال کیا ہے کہ کبھی کافر کو بھی آخرت میں عمل صالح فائدہ دیتا ہے۔ لیکن یہ نظریہ درست نہیں کیونکہ ارشادِ ربانی ہے:

وَقَدِمْنَآ إِلَىٰ مَا عَمِلُوا۟ مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَٰهُ هَبَآءً مَّنثُورًا ﴿٢٣﴾ (الفرقان: ۲۳)

ترجمہ: "اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور ان کو گرد و غبار بنا کر اڑا دیں گے۔"

یہ روایت مرسل ہے حضرت عروہ نے اسے مرسل روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ روایت کس سے سنی ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ متصل ہے تو پھر بھی اس سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ یہ خواب ہے۔ جس سے کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا لیکن ایک احتمال یہ ہے کہ ممکن ہے کہ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہو۔ جس طرح کہ صحیح میں جناب ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کا تذکرہ ہے۔ امام بیہقی نے لکھا ہے کہ کفار کے لیے خیر کے بطلان کے بارے جو کچھ وارد ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ انہیں آگ سے نجات نہیں ملے گی نہ ہی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ لیکن یہ جائز ہے کہ ان کے اس عذاب میں تخفیف ہو جس کے مستحق وہ ان جرائم کی وجہ سے بنے تھے جو وہ کفر کے علاوہ کرتے تھے۔ اس کی وجہ وہ نیک اعمال ہوں گے جو وہ کرتے تھے۔

البتہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے "اس بات پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے اعمال کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ نہ ہی انہیں کوئی ثواب ملے گا۔ نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اگرچہ بعض بعض سے شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ اس

Marfat.com

احتمال کو رد نہیں کرتا جو امام بیہقی نے نقل کیا ہے کیونکہ یہ سب کچھ کفر کے گناہ کے بارے ہے۔ لیکن جو عذاب کفر کے گناہ کے علاوہ ہے اس کی تخفیف میں کیا مانع ہے؟

امام قرطبی نے لکھا ہے "یہ تخفیف اس کے ساتھ خاص ہے یا ہر اس کے ساتھ خاص ہے جس کے بارے نص وارد ہوئی ہے۔ ابن منیر نے لکھا ہے" یہ دو قضیے ہیں۔ جن میں سے ایک محال ہے۔ وہ کافر کی اطاعت کا اعتبار اس کے کفر کے ہوتے ہوئے محال ہے۔ کیونکہ اطاعت کے لیے شرط ہے کہ وہ صحیح قصد سے واقع ہو۔ کافر میں یہ مفقود ہوتی ہے۔ دوسرا قضیہ یہ ہے کہ اس کے بعض اعمال پر ثواب کا اثبات کیا جائے۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے مہربانی ہے۔ عقل اسے محال نہیں سمجھتی۔ جب یہ امر ثابت ہو گیا تو پھر ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا کسی معتبر قربت کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ یہ اس طرح کی عنایت ہے جس طرح رب تعالیٰ نے جناب ابوطالب پر مہربانی کی تھی۔

النقرۃ

ابن بطال نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ابولہب کو اس روز انگوٹھے کے گڑھے کے برابر پانی پلایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ جس طرح کہ انہوں نے جناب ابوطالب کی روایت میں لکھا ہے کہ ضحضاح من نار لا فی النار۔ کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کا تحفظ کیا تھا۔ لیکن ابولہب کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کو اذیتیں دیتا تھا۔ اس کے ساتھ نرمی اور رفق بھی جناب ابوطالب سے کم ہو گی۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہ گڑھا ہے جو انگوٹھے اور سبابہ انگلی کو ملانے سے بنتا ہے۔ اسے اتنا پانی پلایا جاتا ہے جس قدر اس گڑھے میں آتا ہے۔

حضور ﷺ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ثویبہ کا احترام کرتے تھے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ اس کے لیے کپڑے بھیجتے تھے۔ یہ غزوہ خیبر کے بعد مر گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے بیٹے مروح کے بارے پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ بھی مر چکا

Marfat.com

ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رشتہ داروں کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔

3. حضرت حلیمہ کے علاوہ بنو سعد کی ایک عورت نے بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔ابن سعد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بنو سعد بن بکر میں دودھ پیتے تھے۔ان کی رضاعی ماں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہ کے ہمراہ جلوہ افروز تھے۔

4. خولہ بنت منذر نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی تھی۔اس کا تذکرہ امام ابوالحسن ابراہیم ابن الامین نے کیا ہے کہ ان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔"العدوی" نے اس کا تذکرہ کیا ہے"العیون المورد" میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ لیکن یہ وہم ہے۔اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لخت جگر حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔اس بات کا تذکرہ ابن سعد،ابوعمر وغیرہما نے کیا ہے۔حافظ نے"الاصابۃ" میں اسی طرح لکھا ہے۔اس کا نسب چلانے کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند کی دایا ہیں۔درست بھی یہی ہے۔لیکن بعض پرانے نسخوں میں "ابن" کا لفظ مٹ گیا ہے۔میں نے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھا جو اس امر سے آگاہ کرتا۔ مدت بعد میں نے قاضی عزالدین بن قاضی بدرالدین کی مختصر سیرت کا مطالعہ کیا اس میں تحریر تھا کہ ابن امین نے جو یہ لکھا ہے کہ خولہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا یہ ان کا وہم ہے۔بعض ہم عصر علماء نے ان سے کسی گرفت کے بغیر یہ موقف روایت کیا ہے۔ میں اس امر پر خوش ہو گیا۔میں نے رب تعالیٰ کی تعریف کی۔

5. حضرت ام ایمن برکۃ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ سعادت حاصل کی تھی۔علامہ قرطبی نے اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن مشہور موقف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی کفالت میں تھے۔انہوں نے اپنا دودھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پلایا تھا۔

6، 7، 8. ابوعمر نے ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو سلیم کی تین خواتین کے پاس سے

Marfat.com

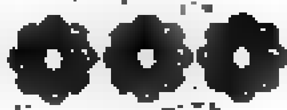
گزرے تو انہوں نے آپ ﷺ کو اپنا دودھ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کا دودھ نوش فرمالیا۔

⑨ ام فروہ۔ مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر حضرت ابن اسحاق سے روایت لکھی ہے کہ انہوں نے حضرت ام فروہ حضور اکرم ﷺ نے جن کا دودھ پیا تھا سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو سورۃ "قل یا ایہا الکافرون" پڑھ لیا کرو۔ یہ شرک سے برأت ہے۔" حضرت ابوموسیٰ مدینی نے لکھا ہے اس حدیث کے راوی میں اختلاف ہے۔ کسی نے فروہ، کسی نے ابوفروہ اور کسی نے ام فروہ لکھا ہے۔

حافظ نے الاصابۃ میں لکھا ہے کہ یہ فحش خطاء ہے۔ اس کے راوی ابوفروہ ہیں۔ جب بعض راویوں نے دیکھا کہ عن ابی فروہ ظئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اسے خطا سمجھا۔ انہوں نے ام فروہ صحیح سمجھا۔ اس گمان پر انہوں نے آگے روایت کر دیا اور خطا کی۔ ظئر کا لفظ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ مختص نہیں بلکہ اس کا اطلاق اس کے خاوند پر بھی ہوتا ہے۔

اصحاب السنن الثلاثہ نے عن ابن اسحاق عن فروہ بن نوفل عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے ابواسحاق سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ ابواسحاق میں اختلاف ہے۔ معتمد موقف یہی ہے۔

⑩ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بنت ابی ذویب۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ ابوذویب کا نام الحارث بن عبداللہ تھا۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام کبشہ تھی۔



Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی

١ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ سعید بن منصور، ابن سعد، شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: "یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر سے نکاح کیوں نہیں فرما لیتے وہ قریش کی حسین خواتین میں سے ہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "وہ میرے رضاعی بھائی کی نورِ نظر ہیں۔" حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت حلیمہ اور بنو سعد کی ایک اور عورت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں۔

٢ اسی طرح حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بہن حضرت سفیان کی نورِ نظر سے نکاح کیوں نہیں فرما لیتے۔ امام مسلم نے ان کا نام عزۃ بنت ابی سفیان لکھا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند کرتی ہیں؟" انہوں نے عرض کی: "ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بھی اس خیر میں شریک کر لیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یہ میرے لیے جائز نہیں۔" انہوں نے عرض کی: "ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے گفتگو کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کی نورِ نظر سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں۔" ایک روایت میں ان کا نام درہ بنت ابی سلمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: "ابو سلمہ کی نورِ نظر!" انہوں نے عرض کی "ہاں" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر وہ آغوش میں زیرِ پرورش نہ ہوتی تو پھر بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔

٣ اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ امام

Marfat.com

سہیلی کا موقف ہے۔ الزھر میں ان کی گرفت یوں کی گئی ہے کہ اہلِ تاریخ اور اہلِ صحیح نے اس امر کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن ان کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دودھ پینے والے ابوسلمہ عبداللہ بن عبداللہ تھے۔ انہوں نے ابوجحش کا تذکرہ نہیں کیا۔ یہی درست موقف ہے۔ امام سہیلی نے جو کچھ ذکر کیا ہے وہ خطا ہے۔ حضرت ابوسلمہ کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں۔ ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور انہیں دودھ پلایا تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ امام سہیلی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ جبکہ ان کی جگہ حضرت ابن جحش کا تذکرہ کر دیا۔

4. حضرت عبداللہ بن حارث یہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے نورِ نظر تھے۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیا تھا۔ ان کا نام ضمرہ تھا۔

5. حفص بن حارث۔ حافظ نے ان کا ذکر "الاصابۃ" میں کیا ہے۔

6. امیۃ بنت حارث۔ ان کا ذکر ابوسعید نیشاپوری نے کیا ہے۔ حافظ نے اسے برقرار رکھا ہے۔

7. خذامۃ۔ اس سے مراد حضرت شیماء رضی اللہ عنہا ہیں یہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں جلوہ گر تھے۔ ابن اسحاق نے یونس بن بکیر سے روایت کیا ہے کہ شیماء ہی حذافہ ہیں پھر شیماء نام ان پر غالب آگیا۔ یہ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ابن اسحاق نے ابووجزہ السعدی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت شیماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے عرض کی: "یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن ہوں۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کی کیا علامت ہے؟" انہوں نے فرمایا: "جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھائے ہوئے تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے دندانِ مبارک سے کاٹا تھا۔" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت پہچان لی۔ اپنی چادر مبارک ان کے لیے پھیلا دی۔ فرمایا: "یہاں! یہاں!" انہیں اپنی مبارک چادر پر بٹھایا۔ اور پھر اختیار دیا "اگر پسند کرو تو میرے پاس ٹھہر جاؤ محبت اور عزت ملے گی۔ اگر پسند کرو تو

Marfat.com

میں تمہیں سامان دے دیتا ہوں اور اپنی والدہ کے پاس چلی جاؤ یہ بھی تمہیں اختیار ہے۔" انہوں نے عرض کی "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سامان عطا فرمادیں۔ میں اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سامان عنایت کیا۔ وہ اپنی قوم میں چلی گئیں۔ بنو سعد کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو غلام عطا کیا تھا۔ جس کا نام مکحول تھا۔ ایک لونڈی بھی دی تھی۔ انہوں نے غلام کی اس لونڈی کے ساتھ شادی کر دی تھی۔ ان کی نسل باقی رہی۔

ابو عمر نے اضافہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیماء کو پھولدار کپڑا اور تین غلام اور لونڈیاں دیں تھیں۔ "الزھر" اور "الاصابۃ" میں ہے کہ حضرت شیماء رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لوری دیتے ہوئے یوں کہتی تھیں:

یا ربنا ابق لنا محمدا حتی اراہ یافعا و امردا
و اکبت اعادیہ و الحسدا و اعطہ عِزًا یدوم ابدا

ترجمہ: "مولا! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لیے سلامت رکھ۔ حتیٰ کہ میں انہیں جوان اور گبھرو دیکھوں۔ مولا! ان کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل فرما۔ انہیں ایسی عزت عطا فرما جو ہمیشہ باقی رہے۔"

ھذا اخ لی لم تلدہ امی و لیس من نسل ابی و عمی
فدیۃ من مخول معم فانمہ اللھم فیمن تنمی

ترجمہ: "یہ میرے محترم بھائی ہیں جنہیں میری والدہ نے تو جنم نہیں دیا نہ ہی یہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہیں لیکن میں ان پر اپنے چچا اور ماموں کو فدا کرتی ہوں۔ مولا! ان بچوں میں ان کی بھی نشوونما فرما جن کو تو پروان چڑھائے۔"

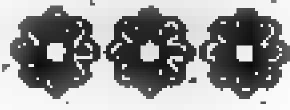
وہ لوری دیتے وقت یہ اشعار بھی پڑھتی تھیں:

محمد خیر البشر ممن مضی و من غبر
من حج او اعتمر احسن من وجہ القمر

Marfat.com

من کل انثی و ذکر　　　من کل مبثوب اعز
جنبنی الله الغیر　　　فیه اوضح لی الاثر

ترجمہ: "محمد عربی ﷺ ان سارے انسانوں سے بہترین ہیں جو گزر چکے ہیں یا آئندہ آئیں گے۔ جنہوں نے حج یا عمرہ کیا۔ وہ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ وہ ہر مذکر اور مونث سے اور ہر نوجوان اور روشن جبین سے خوبصورت ہیں۔ ان کی وجہ سے رب تعالیٰ مجھے حوادثات زمانہ سے بچائے اور میرے لیے علامت واضح فرمائے۔"



Marfat.com

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا اسلام

ابن کثیر نے لکھا ہے "ظاہر امر یہی ہے کہ حضرت حلیمہ نے بعثت کو نہیں پایا تھا" حافظ نے شرح الدرر میں لکھا ہے "ابن کثیر کا یہ قول قابل قبول نہیں۔ ابو یعلی، طبرانی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "مجھ سے حضرت حلیمہ سعدیہ نے روایت بیان کی ہے ان کے لخت جگر حضرت عبداللہ بعثت سے کافی مدت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ کا سماع بھی ہجرت سے سات یا اس سے زائد سال بعد ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حبشہ سے آئے تو اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اس مدت میں یا اس کے بعد جعرانہ آئیں تھیں۔ ابن کثیر کی روایت میں بہت اختلاف ہے۔ اس روایت میں جو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ علماء مختلف ہیں بعض نے عبد اللہ بن جعفر عن حلیمہ اور بعض نے عن عبد اللہ بن جعفر حدثتنی حلیمہ کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

لیکن یہ نظریہ مستند نہیں بلکہ معتبر اس شخص کا قول ہے جو کہتا ہے: "عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن جعفر حدثت عن حلیمہ" حافظ نے لکھا ہے "ابن کثیر نے دیکھا ہے کہ یہ علت اس یقین کو روکتی ہے کہ حضرت عبداللہ نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو پایا ہو۔ لیکن حقیقت میں ایسی کوئی علت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شواہد جو اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو پایا کثیر ہیں اور ان کی اسناد جید ہیں۔

ابن سعد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں صحیح کے راوی ہیں۔ انہوں نے حضرت محمد بن منکدر سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے "ایک عورت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں تھیں۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "امی امی" کہہ کر اٹھے۔ اپنی چادر لی اور اسے بچھایا اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اس

Marfat.com

پر بیٹھ گئیں۔ میں کہتا ہوں کہ "حدثت عن حلیمه" کی روایت کا یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ نے بعض داستان حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے سنی اور بعض اس شخص سے سنی جس نے ان سے سنی تھی یا جس نے ان سے روایت کی تھی۔ حافظ مغلطای رحمہ اللہ نے ان کے ایمان کے بارے ایک جزء تحریر کیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ "امام بخاری نے الادب المفرد میں ابوداؤد اور طبرانی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ اس وقت جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے۔ میں اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ میں اونٹ کی ہڈی اٹھا سکتا تھا۔ ایک عورت آئی۔ وہ حضور ﷺ کے قریب ہوئی۔ آپ نے اپنی مبارک چادر ان کے لیے پھیلا دی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا "یہ خاتون کون ہیں؟" صحابہ کرام نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہیں۔ امام ذہبی کا یہ قول کہ ممکن ہے وہ ثویبہ ہو مردود ہے۔ کیونکہ انہوں نے سات ہجری کو وفات پائی تھی۔" پھر حافظ مغلطای نے رضاعت کی حدیث نقل کی ہے۔ پھر کہا ہے "اگر کہا جائے کہ ان دونوں روایتوں سے استدلال کرنے کی وجہ کیا ہے؟" ہم اسے کہیں گے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اس شخص کے شبہ کو دور کرنے کے لیے جو یہ کہتا ہے کہ غزوہ حنین میں حاضر ہونے والی آپ ﷺ کی رضاعی بہن تھی کیونکہ یہ بعید ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعی والدہ کی عمر اس وقت اتنی زیادہ ہو کیونکہ یہ دونوں روایات دو صحابیات نے بیان کی ہیں جو انہوں نے ان سے بالمشافہ سنیں تھیں۔ حالانکہ وہ اس وقت کم سن تھیں۔ یہ امر بھی اسی موقف کو تقویت دیتا ہے۔" میں کہتا ہوں کہ حافظ نے بہت سے آثار لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ آنے والی آپ ﷺ کی رضاعی ماں ہی تھیں۔ پھر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ متعدد طرق اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس کی اصل اصیل ہے۔ ان طرق کا اتفاق اس شخص کا رد ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ کی رضاعی بہن آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔

حافظ دمیاطی نے یہی گمان کیا ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو

Marfat.com

صحابیات میں شامل کیا ہے۔ ابوبکر بن احمد بن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ "ان خواتین کا تذکرہ جنہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے۔" پھر فرمایا: "باب الحار: حلیمہ بنت ابی ذؤیب۔ حافظ ابومحمد منذری نے مختصر سنن ابی داؤد میں لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی رضاعی امی تھیں۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تھیں اور آپ ﷺ سے روایت بھی کی تھی۔

حافظ ابن الجوزی نے الحدائق میں لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت آپ ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے فرمایا تو انہوں نے حضرت حلیمہ کو چالیس بکریاں اور کچھ اونٹ عطا کیے۔ پھر نبوت کے بعد وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اسلام قبول کیا، بیعت کی اور ان کے خاوند حضرت حارث نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ قاضی ابوالفضل عیاض نے "الشفاء" میں لکھا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھائی۔ اور ان کی ضرورت پوری کر دی۔ جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئیں انہوں نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

میں کہتا ہوں "قاضی عیاض کا "الشفاء" میں یہ کلام ہے۔ ابن اسد نے عمر بن سعد سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: "حضور ﷺ کی رضاعی امی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی۔ ان کی ضرورت پوری کی۔ پھر وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر کے پاس آئیں۔ تو انہوں نے اسی طرح کیا پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ "الام" کا اطلاق عرف اور لغت میں حقیقی ماں پر ہوتا ہے۔ ہم نے کسی کو نہیں سنا جو بہن کو ماں کہتا ہو۔ اسی طرح یہ روایت بھی اس گمان کو رد کرتی ہے جسے امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمرو بن سائب سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ

Marfat.com

ایک دن حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے رضاعی باپ حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ نے اپنی کچھ چادر ان کے لیے بچھا دی۔ پھر آپ ﷺ کی رضاعی ماں حاضر خدمت ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ ان کے لیے بچھا دیا۔ پھر آپ ﷺ کا رضاعی بھائی حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اسے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ ابو عمر نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا "حضور ﷺ کی رضاعی ماں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔ اپنی ردائے مبارکہ ان کے لیے بچھا دی۔ وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ تیسری وجہ: کسی کہنے والے کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ یوں کہے "ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ آنے والی حضرت حلیمہ ہی تھیں تو پھر ان کے اسلام کی کیا دلیل ہے؟" شاید یہ دلیل ہو کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ یا یہ دلیل ہو کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت بیان کی ہے۔

حافظ مغلطای نے لکھا ہے "میں نے ۸۳۸ھ میں ماہِ ربیع الآخر کی ۲۲ تاریخ اتوار کے روز خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی۔ میں نے ان سے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب میں کہا۔ امام علامہ ابوالحسن علی بن جابر ہاشمی نے یہ اشعار ہمیں سنائے ہیں:

اما حلیمه مرضع المختار فبه غدت تزهی علی الاخبار
فی جنة الفردوس دار مقامها اکرم بها یا صاحبی من دار

ترجمہ: "حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو دودھ پلایا۔ اسی وجہ سے وہ بڑے بڑے پاکبازوں پر فخر کرنے لگیں ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ اے میرے دوست! یہ کتنا معزز ٹھکانہ ہے۔"

حافظ دمیاطی لکھتے ہیں "میں نے ان کے بارے یہ اشعار لکھے ہیں:

اضحت حلیمة تزدهی بمفاخر ما نالها فی عصر اثنان
منها الکفالة والرضاع و صحبة و الغایة القصوی رضا الرحمان

ترجمہ: "حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ان مفاخر پر فخر کرنے لگیں جو کسی زمانہ میں دو افراد بھی

Marfat.com

حاصل نہ کر سکے۔ وہ مفاخر حضور ﷺ کی کفالت، رضاعت اور صحابیت ہے۔
بلند مقصد رب تعالیٰ کی رضا ہے وہ انہیں حاصل ہو گئی۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند حارث رضی اللہ عنہ کو بہت سے علماء نے صحابہ میں شمار نہیں کیا۔ ابن اسحاق نے یونس بن بکیر کی روایت میں لکھا ہے کہ مجھے میرے والد اسحاق بن یسار نے بیان کیا ہے کہ بنو سعد کے کچھ افراد نے کہا "حضور ﷺ کے رضاعی باپ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے قریش نے انہیں کہا: "حارث! کیا آپ ﷺ اپنے اس بیٹے کو سن نہیں رہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔" حارث نے کہا: وہ کیا کہتے ہیں؟ قریش نے کہا: ان کا گمان ہے کہ لوگوں کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا۔ رب تعالیٰ کا ایک ایسا گھر ہے جس میں آگ ہے۔ وہ اس میں نافرمانوں کو سزا دے گا۔ ایک گھر ایسا ہے جس میں وہ اپنے اطاعت گزاروں کو عزتیں عطا کرے گا۔ اس نے سارا امر منتشر کر دیا ہے۔ ہماری جمعیت بکھیر دی ہے۔" حارث آپ ﷺ کے پاس آئے۔ کہا: "نورِ نظر! آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی قوم کو کیا معاملہ ہے؟ وہ آپ ﷺ سے بغض رکھتی ہے اور گمان کرتی ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ لوگوں کو مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا۔ پھر وہ جنت یا دوزخ کی طرف جائیں گے۔" حضور ﷺ نے فرمایا: "میں یہ گمان کرتا ہوں۔ جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ تھام لوں گا۔ حتیٰ کہ میں تمہیں آج کے دن کی بات یاد کراؤں گا۔" اس کے بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام لاتے وقت انہوں نے کہا تھا: "میرا نورِ نظر میرا بازو تھام لے گا اور مجھے وہ بات یاد کرائے گا جو اس نے کی تھی۔ پھر وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے حتیٰ کہ مجھے جنت میں داخل کر دیں گے۔"

ابن اسحاق نے لکھا ہے "مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔"



Marfat.com

رضاعت کی داستان

ابن اسحاق، ابن راھویہ، ابویعلیٰ، طبرانی اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے، امام بیہقی، ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے، امام بیہقی نے امام زھری سے، ابویعلیٰ اور ابونعیم نے شداد بن اوس سے مرفوعاً اور مختصراً امام احمد اور دارمی نے عتبہ بن عبداللہ سے، ابونعیم نے ابوبریدہ سے، ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے یحییٰ بن یزید سعدی سے اور بن سعد نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میں سبز مائل گدھی پر مکہ مکرمہ آئی۔ جس نے کارواں کو تھکا دیا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے اہلِ کارواں پر شاق گزرنے لگی۔ میرے ہمراہ میرا بچہ بھی تھا۔ ایک اونٹنی بھی ہمارے ساتھ تھی۔ بخدا! اس کی کھیری میں ایک قطرہ بھی دودھ نہ تھا۔ بخدا! ہم ساری رات سو بھی نہیں سکتے تھے۔ میرے بچے کے لیے نہ تو ہماری اونٹنی کے پاس دودھ تھا نہ ہی میرے پاس دودھ تھا۔ حتیٰ کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ علامہ عوفی نے ذکر کیا ہے جب حضرت حلیمہ سعدیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے ایک ہاتف کو یوں کہتے ہوئے سنا:

ان ابن آمنة الامین محمدا
خیر الانام و خیرة الاخیار
ما ان له غیر الحلیمة مرضع
نعم الامینة ھی علی الابرار
مامونة من کل عیب فاحش
و نقیة الاثواب والازرار
لا اسلمنه الی سواھا انه
امر و حکم جاء من الجبار

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت آمنہ کے فرزند امین محمد ﷺ سارے لوگوں سے اور پاکباز افراد سے بہترین ہیں۔ ان کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہ کے علاوہ کوئی اور دودھ پلانے والی نہیں ہو سکتی۔ وہ پاکباز پر بہترین امینہ ہیں وہ ہر فحش عیب سے محفوظ ہیں۔ ان کے کپڑے اور ازار پاک ہیں۔ آپ انہیں حضرت حلیمہ کے علاوہ کسی اور کے سپرد نہ کریں یہ جبار رب تعالیٰ کی طرف سے امر اور حکم ہے۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا ''بخدا! میں کسی عورت کو نہیں جانتی جس کو حضور ﷺ پیش کیے گئے ہوں۔ جب اسے بتایا جاتا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں وہ آپ ﷺ کا انکار کر دیتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بچے کے باپ سے انعامات کی توقع رکھتی تھیں۔ ہم کہتی تھیں کہ ایک یتیم کا دادا اور ماں کیا دے سکتیں ہیں۔ ہم یہ ناپسند کرتی تھیں۔ میرے علاوہ ساری خواتین بچے لے چکی تھیں۔ جب مجھے آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اور بچہ نہ ملا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: ''بخدا! مجھے یہ سخت ناپسند ہے کہ میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ بچے کے بغیر جاؤں۔ میں اسی درِ یتیم کے پاس جاتی ہوں۔ اور اسے لے آتی ہوں۔ میں گئی اور آپ ﷺ کو لے آئی۔ حضرت آمنہ نے مجھے فرمایا: ''حلیمہ! مجھے لگا تار تین راتوں سے کہا جا رہا ہے تم اپنے نور نظر کے لیے بنو سعد پھر آلِ ذویب میں دایا تلاش کرو۔'' حضرت حلیمہ: ''ابو ذویب میرے خاوند ہیں۔'' حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حلیمہ کو وہ سارے امور بتا دیے جو انہوں نے حمل اور ولادت کے وقت دیکھے تھے۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: ''جب میں نے آپ ﷺ کو اپنی آغوش میں رکھا۔ اپنا دودھ آپ ﷺ کو پیش کیا تو آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ پھر آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے دودھ پیا حتیٰ کہ وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے۔ میرا خاوند اونٹنی کی طرف گیا۔ اس کی کھیری دودھ سے بھر چکی تھی۔ اس نے دودھ نکالا۔ پھر پیا۔ میں نے بھی اس کا دودھ پیا۔ ہم نے خیریت سے وہ رات بسر کی۔ مجھے میرے خاوند نے کہا ''حلیمہ! میرا خیال ہے کہ ہم نے ایک مبارک بچہ حاصل کیا ہے کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ جب سے ہم نے یہ من موہنا بچہ لیا

Marfat.com

ہے ہم نے خیر اور برکت کے ساتھ رات بسر کی ہے۔" میں نے کہا "مجھے بھی یہی امید ہے۔"

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت حلیمہ کے پاس سے گزری۔ انہوں نے کہا: "کیا میں تمہیں اپنے اس فرزند کے بارے نہ بتاؤں۔ اس کے حمل میں یہ یہ امور رونما ہوئے۔ ان کی ولادت کے وقت یہ یہ امور رونما ہوئے۔" پھر انہوں نے انہیں اسی طرح بتادیا جس طرح انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا۔ یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا: "اس بچے کو قتل کردو۔" پھر انہوں نے پوچھا: "کیا یہ بچہ یتیم ہے؟" حضرت حلیمہ: "نہیں! یہ اس کے باپ اور میں اس کی ماں ہوں۔" یہودی: "اگر یہ یتیم ہوتے تو ہم اسے قتل کر دیتے۔"

پھر ہم واپس آئے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی۔ آپ ﷺ کو بھی اپنے ہمراہ سوار کیا۔ بخدا! میری گدھی سارے کارواں سے آگے نکل گئی۔ کوئی گدھا بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ حتی کہ میری ساتھی عورتیں کہنے لگیں "ابوذویب کی شریک حیات! ہم پر رحم کر۔ کیا یہ وہی گدھی ہے جسے لے کر تم ہمارے ہمراہ نکلی تھی؟" میں نے کہا: "ہاں! بخدا! یہ وہی ہے۔" ان عورتوں نے کہا: "بخدا! آج اس کی عجیب شان ہے۔" امام زہری نے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کو عکاظ کے میلے میں لے گئیں ایک کاہن نے آپ ﷺ کو دیکھا۔ اس نے کہا: "اے عکاظ بازار والو! اس بچے کو قتل کر دو۔ اسے سلطنت نصیب ہو گی۔" حضرت حلیمہ گھبرا گئیں۔ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے نجات عطا کی۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: "ہم بنو سعد کی زمین میں آ گئے۔ بخدا! ہماری زمین ساری روئے زمین سے زیادہ قحط سالی کا شکار تھی۔ ہماری بکریاں چرتی تھیں۔ جب وہ شام کے وقت واپس آتی تھیں تو وہ سیر شکم ہوتی تھیں۔ ان کی کھیریاں دودھ سے لبریز ہوتی تھیں۔ ہم ان کا دودھ نکالتے تھے اور پی لیتے تھے۔ کسی اور انسان کو دودھ کا ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا تھا۔ ہماری قوم اپنے چرواہوں سے کہتی تھی: "تمہارے لیے ہلاکت! اس جگہ بکریاں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔" وہ میری بکریوں کے ساتھ اپنی بکریاں چراتیں۔ ان کی

Marfat.com

بکریاں بھوکی آتیں۔ان کی کھیریوں میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا تھا۔جب میری بکریاں واپس آتیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے۔کھیریاں دودھ سے لبریز ہوتیں۔جب میں نے آپ ﷺ کو اپنے گھر میں داخل کیا تو بنوسعد کے ہر ہر گھر سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔آپ ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی گئی۔حتیٰ کہ اگر کسی کو کوئی مرض لاحق ہو جاتا تو وہ آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑتا۔وہ اسے اذیت کی جگہ پر رکھ دیتا۔رب تعالیٰ اسے شفاء عطا فرماتا۔ان کا کوئی اونٹ یا بکری بیمار ہو جاتی وہ پھر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

ابونعیم نے اس شخص سے روایت کیا ہے جو حضرت حلیمہ کی بکریاں چراتا تھا کہ وہ حضرت حلیمہ کی بکریوں کو دیکھتا تھا وہ اپنے سر نہیں اٹھاتی تھیں مگر ان کے منہ میں سبزہ نظر آتا تھا۔ان کی مینگنیوں میں بھی سبزہ نظر آتا تھا حالانکہ وہ بکریاں بیٹھ کر اس گھاس کے تنکے کھاتی تھیں جو انہیں نظر آتا تھا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا "اسی طرح رب تعالیٰ ہمیں برکت دکھاتا رہا۔ہم اسے دیکھتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک دو سال ہو گئی۔آپ ﷺ اس انداز سے پروان چڑھتے تھے کہ کوئی بچہ اس طرح پروان نہ چڑھا" حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ کلام کیا: "اللہ اکبر کبیراً الحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا"۔

ابونعیم نے حضرت حلیمہ کے ایک چرواہے سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ دو سال تک رہے۔آپ ﷺ اپنی صحت کے اعتبار سے چار سال کے لگتے تھے۔حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے گئیں تاکہ ان کی زیارت کر لیں۔ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ حضرت آمنہ آپ ﷺ کو واپس لوٹا دیں کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی عظیم برکت دیکھ لی تھی۔جب وہ "سبز" وادی میں پہنچے تو وہ حبشیوں کے ایک گروہ کو ملے۔انہوں نے ان کے ساتھ رفاقت اختیار کر لی۔انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھا۔آپ ﷺ کے شانوں کے مابین مہر نبوت دیکھی۔آنکھوں میں سرخی دیکھی۔انہوں

Marfat.com

نے پوچھا: ”کیا ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے؟“ حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: ”بخدا! نہیں یہ سرخی ان کی چشمانِ مقدس سے جدا نہیں ہوتی۔“ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نبی ہیں۔“

حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ ”ہم آپ ﷺ کو لے کر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس آ گئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو ہم نے عرض کی: ”آپ ﷺ اپنے نورِ نظر کو اس سال ہمارے پاس ہی رہنے دیں۔ ہمیں ان کے متعلق مکہ مکرمہ کی وباء کا خدشہ ہے۔ بخدا! ہم برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے ہاں کہہ دیا۔ اور آپ ﷺ کو ہمارے ساتھ بھیج دیا۔“ ابو نعیم نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ حضور اکرم ﷺ کو واپس لا رہی تھیں تو وہ ذوالمجاز کے مقام سے گزریں۔ وہاں ایک قیافہ شناس تھا۔ جس کے پاس بچے لائے جاتے تھے وہ انہیں دیکھتا تھا۔ جب اس نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی دیکھی۔ مہر نبوت دیکھی تو چیخ اٹھا ”اے گروہ عرب! اس بچے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمہارے اہلِ دین کو قتل کر دے گا۔ تمہارے بتوں کو توڑ دے گا۔ اس کا امر تم پر غالب ہو کر رہے گا۔“ حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو لے کر چپکے سے نکل آئیں۔ ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے ”وہ الھذلی یوں چیخنے لگا: ”ہائے ہذیل! ہائے ہذیل! اس کے معبودانِ باطلہ! یہ بچہ تو آسمان سے صرف ایک حکم کا منتظر ہے۔ وہ لوگوں کو اکسانے لگا کہ وہ آپ ﷺ کو شہید کر دیں۔ وہ اسی وقت دیوانہ ہو گیا اس کی عقل زائل ہو گئی۔ وہ حالتِ کفر میں مر گیا۔“

ہم دو یا تین ماہ ہی ٹھہرے ہوں گے۔ حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ دیکھتے بچے کھیل رہے ہوتے تھے۔ مگر آپ ﷺ ان سے اجتناب کرتے تھے۔ ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ حضور ﷺ کو دور نہیں جانے دیتی تھیں ایک دن وہ آپ ﷺ سے غافل ہو گئیں۔ آپ ﷺ دوپہر کے وقت اپنی بہن حضرت شیماء رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ آپ ﷺ کی تلاش میں نکلیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی رضاعی بہن کے ساتھ پایا۔ انہوں نے کہا: ”اس گرمی میں انہیں لے کر آئی ہو؟“ حضرت شیماء نے کہا ”امی جان! مجھے اس بھائی کی گرمی نہیں لگتی۔ میں دیکھتی ہوں

Marfat.com

کہ بادل ان کے سر پر سایہ کناں رہتا ہے۔ جب یہ رکتے ہیں وہ بھی رک جاتا ہے۔ جب یہ چلتے ہیں وہ بھی چلنے لگتا ہے۔" حضرت حلیمہ: "میری نورِ نظر! کیا یہ سچ ہے؟" حضرت شیماء نے کہا: "قسم بخدا! ہاں!"

ایک دن حضور کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: میں دن کے وقت اپنے بھائیوں کو کیوں نہیں دیکھتا؟" حضرت حلیمہ سعدیہ نے عرض کی: "وہ ہماری بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ وہ رات تک باہر ہی رہتے ہیں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دیا کریں۔ آپ ﷺ خوشی خوشی ان کے ساتھ آتے جاتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ ان کے ساتھ گئے۔ دوپہر کے وقت ان کا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "امی جان! میرے بھائی محمد عربی (ﷺ) کو جا لو۔ بخدا! تمہارے پہنچنے سے قبل وہ وصال فرما چکے ہوں گے۔" حضرت حلیمہ سعدیہ نے کہا: "ان کا قصہ کیا ہے؟" رضاعی بھائی نے کہا: "ہم ایک جگہ کھڑے تھے ایک شخص اچانک آیا۔ اس نے آپ ﷺ کو ہمارے درمیان سے اٹھایا۔ آپ ﷺ کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا۔ اس نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا۔" ابن اسحاق کی روایت میں ہے "وہ دو شخص تھے جنہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سینہ انور کو شق کیا۔ وہ آپ ﷺ کو مار رہے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے کیا کہا۔"

میں اور آپ ﷺ کا رضاعی باپ دوڑتے ہوئے آئے۔ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ ناز آسمان کی طرف تھی۔ آپ ﷺ کا رنگ متغیر تھا۔ میں آپ ﷺ پر جھکی۔ آپ ﷺ کے بوسے لینے لگی۔ میں نے کہا: "میری جان آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "امی جان! خیر ہے میں ایک جگہ کھڑا تھا۔ تین افراد میرے پاس آئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا۔ دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا۔ جو برف سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔ مجھے ہلکے پھلکے انداز میں لٹایا۔ میرا سینہ شق کیا۔ میں انہیں دیکھ رہا تھا۔ مجھے کوئی درد یا تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر اس نے میرے پیٹ میں اپنا ہاتھ ڈالا۔ میرے پیٹ

Marfat.com

سے ایک ٹکڑا باہر نکالا۔ اسے برف سے دھویا اچھی طرح دھو کر اسے واپس اسی جگہ لوٹا دیا۔"

صحیح مسلم میں ہے "آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پکڑا نیچے لٹایا۔ دل باہر نکالا۔ اسے شق کیا۔ اس میں سے سیاہ ٹکڑا باہر نکالا۔ عرض کی "یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ شیطان کا حصہ ہے۔" پھر انہوں نے سینہ اقدس اس چیز سے بھر دیا جو ان کے پاس تھی۔ پھر نور سے مہر نبوت لگائی۔ اب بھی میں اپنی رگوں اور جوڑوں میں مہر نبوت کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں۔ تیسرا شخص اٹھا۔ اس نے کہا: "ایک طرف ہو جاؤ۔ رب تعالیٰ نے تمہیں جو حکم دیا تھا تم نے اسے پورا کر دیا ہے۔ وہ میرے قریب ہوا۔ اپنا ہاتھ میرے سینے سے لے کر ناف تک پھیرا وہ شق اذنِ الٰہی سے درست ہو گیا۔"

حضرت عبداللہ بن عتبہ کی روایت میں ہے "دو سفید پرندے میری طرف آئے گویا کہ وہ گدھیں تھیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا: "کیا یہ وہی ہیں؟" اس نے کہا: "ہاں!" وہ جلدی سے میری طرف آئے۔ انہوں نے گدی کے بل مجھے نیچے لٹایا۔ میرا پیٹ مبارک چاک کیا۔ میرا دل باہر نکالا۔ دو سیاہ ٹکڑے اس میں سے باہر نکالے۔ ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: "میرے پاس برف کا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے میرا پیٹ دھو دیا۔ پھر اس نے کہا: "میرے پاس اولوں کا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے اس کے ساتھ میرے دل کو دھویا۔ پھر اس نے کہا "میرے پاس سکینہ لے کر آؤ۔" اس نے اسے میرے دل میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اچھی طرح اٹھایا۔ پہلے شخص نے کہا: "ان کا ان کی امت کے دس افراد کے ساتھ وزن کرو۔" انہوں نے میرا وزن کیا میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر اس نے کہا: "اب ان کا وزن سو افراد کے ساتھ کرو۔" اس نے میرا وزن کیا تو میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر اس نے کہا: "اب ان کی امت کے ایک ہزار افراد کے ساتھ ان کا وزن کرو۔" اس نے ایک ہزار افراد کے ساتھ میرا وزن کیا میں اپنے اوپر ایک ہزار کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ وہ کہیں میرے اوپر نہ گر پڑیں۔ میرا وزن ان سے بھی بڑھ گیا۔ اس نے کہا: "انہیں چھوڑ دو۔ اگر ان کی ساری امت کے ساتھ ان کا وزن کرو گے پھر بھی یہ وزن میں بڑھ جائیں گے۔ پھر انہوں

Marfat.com

نے مجھے سینہ کے ساتھ لگایا۔ میرے سر کا بوسہ لیا۔ میری آنکھوں کے مابین چوما۔ پھر کہا: ''یا حبیب اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ خوفزدہ نہ ہوں۔ اگر آپ ﷺ جان لیتے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کس بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: ''میں آپ ﷺ کو لے کر بنو سعد کے گھروں کے پاس آئی۔ لوگوں نے مجھے کہا ''انہیں کاہن کے پاس لے جاؤ۔ تاکہ وہ انہیں دیکھ کر ان کا علاج کرے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو تمہیں خدشہ ہے اس میں سے مجھے کچھ بھی نہیں۔ میں اپنے آپ ﷺ کو صحیح دیکھ رہا ہوں۔ میرا دل صحیح ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''انہیں جنون نے آلیا ہے یا جنات مس کر گئے ہیں۔ وہ مجھ پر غالب آ گئے۔ میں آپ ﷺ کو ایک کاہن کے پاس لے گئی۔ اسے آپ ﷺ کی داستان سنائی۔ اس نے مجھے کہا: ''مجھے چھوڑ دو۔ میں اس بچے سے اس کی داستان سنوں گا۔ وہ تم سے زیادہ اپنے امر سے آگاہ ہے۔ مبارک بچے! ذرا اپنی حکایت بیان کریں۔'' آپ ﷺ نے اسے داستان سنائی۔ کاہن اپنے قدموں پر کھڑا ہوا۔ اس نے بلند آواز سے کہا: ''اے اہلِ عرب! اس شر کی وجہ سے جو قریب آ گیا ہے۔ اس بچے کو قتل کر دو۔ مجھے بھی اس کے ساتھ ہی مار ڈالو۔ اگر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ اور یہ جوان ہو گئے تو یہ تمہاری عقلوں کو نادان کہیں گے۔ تمہارے معبودوں کو جھٹلا دیں گے۔ وہ ایسے رب تعالیٰ کی طرف تمہیں بلائیں گے جسے تم نہیں جانتے۔ تم ان کے دین کا انکار کر دو گے۔'' جب میں نے اس کی یہ گفتگو سنی۔ میں نے آپ ﷺ کو اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ میں نے کہا: ''تو زیادہ پاگل اور احمق ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ تو اس طرح کرے گا تو میں انہیں لے کر تیرے پاس نہ آتی۔ اپنے لیے کسی قاتل کو تلاش کرو۔ ہم محمد عربی ﷺ کو قتل نہیں کریں گے۔'' میں آپ ﷺ کو اپنے گھر لے آئی۔ بنو سعد کے ہر گھر سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ لوگوں نے مجھے کہا ''حلیمہ! انہیں ان کے دادا کے پاس لے جاؤ۔ اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔'' میرے خاوند نے مجھے کہا ''میرا خیال ہے کہ ہم انہیں ان کی والدہ ماجدہ کے پاس لے جائیں تاکہ وہ ان کا علاج کرائیں۔ بخدا! انہیں جو کچھ ہوا ہے وہ فلاں خاندان کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ انہوں

Marfat.com

نے آپ ﷺ کی عظیم برکت دیکھی ہے۔ اے حلیمہ! جب ہم نے یہ مبارک بچہ لیا تھا ہمارے پاس چند کمزور بکریاں تھیں اب ان کی تعداد تین سو ہے۔"

حضرت حلیمہ سعدیہ نے فرمایا: "میں نے یہ پختہ عزم کر لیا۔ میں نے ایک ندا سنی کوئی کہہ رہا تھا" اے وادی بطحا! تجھے مبارک، آج تیری طرف نور، دین، رونق اور کمال لوٹا دیا جائے گا۔ اب تو امن میں ہو گئی ہے کہ تجھے رسوا کیا جائے یا تجھے ذلیل کیا جائے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ جب آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں۔ آپ ﷺ لوگوں میں گم ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا مگر آپ ﷺ نہ ملے۔ وہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آئیں۔ ان سے کہا: "میں آج رات محمد عربی ﷺ کو لے کر آ رہی تھی۔ جب میں مکہ مکرمہ کی بلند جگہ پر پہنچی تو وہ گم ہو گئے۔ بخدا! میں نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہیں۔" حضرت عبدالمطلب اٹھ کھڑے ہوئے۔ خانہ کعبہ کے پاس جا کر دعا مانگنے لگے کہ رب تعالیٰ انہیں لوٹا دے۔ امام بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے کہا:

یا رب ان محمدا لم یوجد فجمع قومی کلھم مبدد

ترجمہ: "مولائے کریم! محمد عربی ﷺ نہیں مل رہے۔ میری ساری قوم کا شیرازہ منتشر ہو گیا ہے۔"

ابن سعد اور ابن جوزی نے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

لاھم رد راکبی محمدا اردده لی ثم اتخذ عندی یدا

انت الذی جعلته لی عضدا لا یبعد الدھر به فیبعدا

انت الذی سمیته محمدا

ترجمہ: "مولا میرے شہ سوار محمد عربی ﷺ کو واپس لوٹا دے۔ انہیں مجھے واپس لوٹا دے اور مجھ پر احسان فرما۔ تو نے ہی انہیں میرے لیے سہارا بنایا ہے زمانہ انہیں مجھ سے دور نہ کر دے کہ وہ دور چلے جائیں۔ تو ہی وہ ذات ہے جس نے ان کا نام نامی محمد ﷺ رکھا ہے۔"

Marfat.com

آسمان سے غیبی ہاتف نے آواز دی: "اے لوگو! نہ چیخو محمد عربی ﷺ کا ایک رب ہے وہ انہیں رسوا نہ کرے گا۔ وہ انہیں ضائع نہیں کرے گا۔" حضرت عبدالمطلب نے کہا: "ہمیں ان تک کون پہنچائے گا؟" ہاتف نے ندا دی: "وہ وادی تہامہ میں دائیں طرف درخت کے پاس ہیں۔ حضرت عبدالمطلب سوار ہو کر اس طرف گئے۔ ورقہ بن نوفل بھی ان کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے دادا جان نے پوچھا: "بچے! آپ ﷺ کون ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔" انہوں نے کہا: "میں آپ ﷺ کا دادا ہوں۔ میری جان آپ پر فدا۔" انہوں نے آپ ﷺ کو اٹھایا۔ گلے لگایا۔ وہ رو رہے تھے۔ پھر انہیں لے کر مکہ مکرمہ آ گئے۔ آپ ﷺ ان کے آگے زین پر تھے۔ قریش مطمئن ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب نے 20 اونٹ ذبح کیے۔ بکریاں اور گائیں ذبح کیں اور اہلِ مکہ کو کھانا کھلایا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ نے کہا: "آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا: "میرے نورِ نظر کی رضاعی ماں! تم انہیں لے جانے پر بڑی حریص تھیں۔" ہم نے کہا: "ہمیں حوادثات زمانہ کا خوف ہے۔" حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "مجھے ان کے بارے سچ سچ بتاؤ۔" انہوں نے ہمیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ ہم نے انہیں ساری داستان سنا دی۔ انہوں نے فرمایا: "کیا تمہیں میرے نورِ نظر کے بارے شیطان سے اندیشہ ہے؟ بخدا! ہرگز نہیں شیطان ان پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ بخدا! میرے نورِ نظر کی بڑی شان ہو گی۔ کیا میں تمہیں ان کی شانیں بتاؤں۔" ہم نے کہا: "ہاں!" انہوں نے فرمایا: "جب یہ میرے بطنِ اقدس میں تھے تو یہ اتنے خفیف تھے کہ اتنا خفیف حمل میں نے کبھی محسوس نہ کیا تھا۔ وقتِ حمل میں نے نیند میں نور دیکھا جس سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر ان کی ولادت کا انداز بھی نرالا تھا۔ کوئی بچہ بھی اس طرح پیدا نہیں ہوا ہو گا۔ یہ اپنے ہاتھوں کے بل زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ اس نے سرِ اقدس آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔

حضرت حلیمہ نے کہا: "میں نے یہ ساری باتیں حضرت عبدالمطلب کو بیان کر دیں۔"

Marfat.com

انہوں نے فرمایا: "حلیمہ! میرے اس بچے کی شان بہت بلند ہوگی۔ میری تمنا ہے کہ میں وہ زمانہ پا لوں۔" پھر حضرت عبدالمطلب نے بہت سا سامان دیا اور ہر بھلائی دے کر مجھے گھر لوٹا دیا۔

حضرت ابن المعلی الازدی نے "کتاب الترقیص" میں رقم کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ یہ اشعار پڑھ کر حضور ﷺ کو لوری دیا کرتی تھیں۔

یا رب اذا عطیتہ فابقہ و اعلہ الی العلا و رقہ

وادخض اباطیل العدا بحقہ

ترجمہ: "مولا! جب تو نے یہ من موہنا بچہ عطا کیا ہے تو اسے باقی بھی رکھ۔ اسے رفعتوں پر فائز فرما اور ترقی عطا فرما۔ ان کے بارے دشمن کی لغو باتوں کو بے اثر بنا۔

ابن سبع علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنا ایک پستان مبارک پیش کرتی تھیں۔ آپ ﷺ اس سے دودھ نوش فرما لیتے تھے۔ جب دوسرا پستان مبارک پیش کرتیں تو آپ ﷺ دودھ نوش فرمانے سے انکار کر دیتے تھے۔ بعض علماء نے شرح میں لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا ایک اور نورِ نظر بھی دودھ پیتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کا عدل تھا۔ عدل آپ ﷺ کی فطرت میں شامل تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ عرفی نے لکھا ہے کہ اس دور میں عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلانا عار سمجھتی تھیں۔ دوسرے علماء نے لکھا ہے کہ اہلِ عرب اپنے بچوں کو رضاعت کے لیے باہر اس لیے بھیجتے تاکہ ان کا بچہ نجیب اور فصیح بن سکے۔ بعض نے لکھا ہے کہ تاکہ ان کی خواتین اپنے خاوندوں کے لیے فارغ ہو سکیں۔ لیکن آپ ﷺ کے بارے یہ احتمال نہیں ہے کیونکہ آپ کے والد ماجد تو اس وقت وفات پا چکے تھے جب آپ ﷺ اپنی امی جان کے بطن صدف میں تھے۔

علامہ واقدی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک پانچ سال ہوئی تو آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ کے پاس واپس آ گئے۔ بعض سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۴ سال تھی۔ علامہ الاموی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ واپس آئے تو عمر

Marfat.com

مبارک چھ سال تھی۔ حضرت حلیمہ ہر سال آپ ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ آتی تھیں تاکہ آپ ﷺ کے دادا جان آپ ﷺ کی زیارت کر لیں۔ لیکن رضاعت کی تکمیل کے بعد حضرت حلیمہ صرف دو بار آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

- ① حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کرنے کے بعد وہ آپ ﷺ کے پاس خشک سالی کی شکایت لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ سے بات کی انہوں نے آپ ﷺ کو بیس بکریاں اور کچھ بھیڑیں دیں۔
- ② جبکہ دوسری بار آپ غزوہ حنین کے روز حاضر ہوئیں۔

لقد بلغت بالهاشمی حلیمة
مقامًا علا فی ذروة العز و المجد
و زادت مواشیها واخصب ربعها
و قد عم هذا السعد کل بنی سعد

ترجمہ: ''حضرت رسولِ ہاشمی ﷺ کو لے کر حضرت حلیمہ سعدیہ عزت و شرف کی رفعتوں پر فائز ہو گئی۔ ان کے جانوروں میں اضافہ ہو گیا۔ ان کا علاقہ شاداب ہو گیا۔ سارے بنو سعد میں یہ سعادت عام ہو گئی۔''

علامہ ابن جابر کے یہ اشعار کتنے تعجب خیز ہیں:

بخیر الخُلق یشرح کل صدر
و عند الله حاز اجل قدر

ترجمہ: ''حضور ﷺ کی وجہ سے سارے سینے کھل جاتے ہیں۔ رب تعالیٰ کے ہاں انہیں اعلیٰ اور عمدہ مقام نصیب ہوتا ہے۔''

شق الصدر خص کشق صدر
کما خص الکلیم بشق بحر

ترجمہ: ''آپ ﷺ کو شق صدر کے ساتھ اس طرح مختص کیا گیا جس طرح آپ ﷺ کے

Marfat.com

ساتھ شق صدر مختص تھا۔ جس طرح حضرت کلیم اللہ کے لیے سمندر کا شق ہونا مختص تھا۔"

وسعی الروح جاء لدفع شکت
کسعی عصا الکلیم لدفع سحر

ترجمہ: "شک دور کرنے کے لیے درخت اس طرح دوڑ کر آئے۔ جس طرح جادو دور کرنے کے لیے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا عصا دوڑا تھا۔"

له شرفان من عم و خال
ففاق المرسلین بکل عصر

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چچاؤں اور ماموں کی طرف سے شرف نصیب ہوا۔ ہر زمانہ کے مرسلین سے آپ فائق ہو گئے۔"

بدا من خیر بیت فی قریش
و ارضع فی بنی سعد بن بکر

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قریش کے بہترین گھر میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ بنو سعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دودھ نوش کیا۔"

فضم الی فصاحته آل سعد
سماحة هاشم و جلال فهر

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آلِ سعد کی فصاحت، حضرت ہاشم کی سخاوت اور فہر کا جلال پیدا ہو گیا۔"

لقد سعدت حلیمة حیث حازت
رضاعته و نالت کل فخر

ترجمہ: "حضرت حلیمہ سعدیہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلا کر سعادت مند بن گئیں اور انہوں نے ہر فخر کو پالیا۔"

فدرّ علیه منها الثدی حالا
و لم یك قبل ذا یشفی بدر

Marfat.com

ترجمہ: ''ان کے پستان مبارک میں اس وقت دودھ اتر آیا۔ حتیٰ کہ پہلے وہاں دودھ نہ تھا۔''

و اعلم انه لاخیه حق
فغادر ثدیها الثانی بدفر

ترجمہ: ''آپ ﷺ کو علم عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی کا بھی حق ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری طرف کے پستان کو مکمل چھوڑ دیا۔''

و شارفها جرت لبنا فاروت
و کانت لا تبض جهم بقطر

ترجمہ: ''ان کی اونٹنی بھی دودھ اتار لائی۔ اس نے سیراب کر دیا حالانکہ پہلے وہ انہیں ایک قطرہ دودھ بھی نہیں دیتی تھی۔''

و سرعت الاتان به نهوضا
فاعجب کل من فی الرکب یسری

ترجمہ: ''ان کی گدھی بھی تیز رفتاری کے ساتھ چلنے لگی کارواں میں ہر چلنے والا شخص متعجب ہو گیا۔''

و کانت من وراء القوم ضعفا
فصارت عن امام القوم تجری

ترجمہ: ''وہ کمزوری کی وجہ سے ساری قوم سے پیچھے تھی۔ وہ اپنی قوم کے آگے آگے چلنے لگی۔''

فقالوا ان لابنك لشأنا
اخذت مبارکا فثقی بیسر

ترجمہ: ''انہوں نے کہا تمہارا یہ فرزند بڑی شان کا مالک ہے۔ تم نے مبارک بچہ لیا ہے خوشحالی پر یقین کر لے۔''

و کان یشب فی شهر کعام
اذا اعتبروا و فی یوم کشهر

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ماہ میں اتنے بڑھ جاتے دوسرے بچے اتنا سال میں بڑھتے۔ جبکہ وہ شمار کرتے تھے۔''

و یصبح دون صبیتھم دھینا
کحیلا طیبا من غیر عطر

ترجمہ: ''دیگر بچوں کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقت صبح یوں اٹھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیل لگا ہوا ہوتا۔ سرمہ ڈالا گیا ہوتا تھا اور عطر کے بغیر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خوشبو آ رہی ہوتی تھی۔''

و کانوا فی اشد الارض جدبا
فعم القطر منھا کل قطر

ترجمہ: ''ان کی زمین ساری زمینوں سے زیادہ قحط سالی کا شکار تھی۔ ان پر ہر طرف سے عام بارش برسنے لگی۔''

و خلف بیوتھم جبرائیل وافی
فشق الصدر منه بغیر ضر

ترجمہ: ''ان کے گھروں کے پیچھے حضرت جبرائیل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا اور کسی تکلیف کے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ چاک کیا۔''

والقی معمز الشیطان منه
فطھرہ فنال اتم طھر

ترجمہ: ''انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے شیطان کا حصہ باہر نکال پھینکا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پاک صاف کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکمل ترین پاکیزگی پالی۔''

حشا منه الحشا علما و حلما
و ایمانا علی ورع و صبر

ترجمہ: ''انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بطن اقدس کو علم اور حلم سے بھر دیا اسے ایمان، تقوی اور صبر سے لبریز کر دیا۔''

Marfat.com

و اکرمه الاله بشق صدر
ووضع الوزر عنه و رفع ذکر

ترجمہ: "رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شق صدر کے ساتھ مختص فرمایا آپ ﷺ سے بوجھ دور کیا اور آپ ﷺ کا ذکر بلند کیا۔"

فکان رضا بلا سخط و بذلا
بلا بخل و خیرا دون شر

ترجمہ: "آپ ﷺ غصے کے بغیر راضی تھے۔ بخل کے بغیر سخی اور شر کے بغیر بھلائی پر فائز تھے۔"

له خلق الملائکه و هو خلق
من البشر الخصیص بکل بشر

ترجمہ: "آپ ﷺ ملائکہ کے اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ کو مخصوص انسانوں سے مکمل خندہ پیشانی کے ساتھ تخلیق کیا گیا۔"

اله العرش ارسله بشیرا
نذیرا داعیا لهدًی و یُسر

ترجمہ: "رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بشیر، نذیر ہدایت اور خوشحالی کی طرف داعی بنا کر بھیجا۔"

فابدلنا بهدی بعد جهل
و عوضنا بیسر بعد عسر

ترجمہ: "آپ ﷺ نے ہماری جہالت کو ہدایت میں بدل دیا اور تنگ دستی کے بعد ہمیں خوشحالی عطا فرما دی۔"

علیه صلاة رب العرش تندی
کما تندی الریاض بکل فجر

ترجمہ: "آپ ﷺ پر رب تعالیٰ کا سلام اس طرح لگاتار آئے جس طرح وقتِ فجر باغ میں شبنم لگاتار اترا کرتی ہے۔"

Marfat.com

یواصل عرفها آلا و صبا
کان ثناهم نفحات زهر

ترجمہ: ”صبح وشام ان کی خوشبو لگاتار آتی ہے گویا کہ پھول کی مہک ان کی پہچان ہے۔“

امام بوصیری نے کیا خوب فرمایا ہے:

و بدت فی رضاعه معجزات
لیس فیها عن العیون خفاء

ترجمہ: ”آپ ﷺ کی رضاعت میں ایسے معجزات ظاہر ہوئے جن میں آنکھوں کے لیے کوئی خفا نہیں تھا۔“

اذا بته لیتمه مرضعات
قلن ما فی الیتیم عنا غناء

ترجمہ: ”آپ ﷺ کی یتیمی کی وجہ سے دائیوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا ایک یتیم سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔“

فاتته من آل سعد فتاة
قد ابتها لفقرها الرضعاء

ترجمہ: ”آلِ سعد کی ایک خاتون آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ ان کے فقر کی وجہ سے شیر خواروں نے ان کا انکار کر دیا تھا۔“

ارضعته لبانها و فسقته
و بنیها البانهن الشیاء

ترجمہ: ”اس نے آپ ﷺ کو اپنے دودھ سے اور بکریوں نے اپنے دودھ سے انہیں کو اور ان کی اولاد کو سیراب کیا اور انہیں خوب سیر کیا۔“

اصبحت شولا عجافا و امست
ما بها شائل ولا عجفاء

Marfat.com

ترجمہ: "صبح کے وقت ان کی اونٹنی کمزور اور ناتوان تھی لیکن شام کے وقت اس میں کمزوری اور ناتوانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔"

اخصب العیش عندھا بعد محل
اذ غدا للنبی منھا غذاءٗ

ترجمہ: "قحط سالی کے بعد ان کی زندگی خوشگوار ہوگئی۔ جب حضور ﷺ نے وہاں سے غذا تناول فرمائی۔"

یالھا منۃ لقد ضوعف الاجر
علیھا من جنسھا والجزاءٗ

ترجمہ: "اس پر تعجب! اس کے اجر اور جزاء کو دوگنا کر دیا گیا۔ جو کہ اس کے جنس سے تھا۔"

و اذا سخر الالہ اناسا
لسعید فانھم سعداء

ترجمہ: "جب رب تعالیٰ لوگوں کو کسی سعید کے لیے مسخر کرتا ہے تو وہ سعادت مند ہوتے ہیں۔"

حیث انبتت سنابل و الضعیف
لدیہ یستشرف الصنعاءٗ

ترجمہ: "حتیٰ کہ ان کے ہاں خوشے اگے۔ اور قحط سالی کے زمانہ میں ان کی زندگی خوشگوار ہوگئی۔"

و اتت جدہ و قد فصلتہ
و بہا من فصالہ البرحاء

ترجمہ: "وہ آپ کو دادا کے پاس لے آئیں درانحالیکہ انہوں نے دودھ چھڑا دیا اور جب آپ ﷺ نے دودھ چھوڑ دیا تو انہیں تنگی نے آلیا۔"

اذ احاطت بہ ملائکۃ اللہ
فظنت بانھم قرناء

Marfat.com

ترجمہ: "جب رب تعالیٰ کے ملائکہ نے آپ کا گھیراؤ کر لیا انہوں نے گمان کیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ شیطان ہیں۔"

و رای وجدها به و من الوجد
لهیب تصلی به الاحشاء

ترجمہ: "انہوں نے ان کی محبت آپ کے ساتھ دیکھی۔ ایسی محبت جو ایسا شعلہ ہے جو آنتوں کو جلا ڈالتا ہے۔"

فارقته کرها و کان لدیها
ثاویا لا یمل منه الثواء

ترجمہ: "نہ چاہتے ہوئے بھی انہوں نے آپ کو جدا کر دیا۔ حالانکہ آپ ان کے پاس ایسا مقام رکھتے تھے جس میں رہنے والے بالکل اکتاتے نہیں ہیں۔"

شق عن صدره و اخرج منه
مضغه عند غسله سوداء

ترجمہ: "آپ ﷺ کا سینہ شق کیا گیا۔ اور اسے دھوتے وقت سیاہ ٹکڑا نکال دیا گیا۔"

ختمته یمنی الامین قد
ادوع ما لم یذع له انباء

ترجمہ: "حضرت جبرائیل امین نے اپنے دائیں ہاتھ سے مہرِ نبوت لگا دی اور ایسی اشیاء سے بطنِ اقدس بھر دیا جس سے کوئی آگاہ نہیں۔"

صان اسراره الختام فلا
الفض ملم منه و لا الافضاء

ترجمہ: "اس مہر نے آپ ﷺ کے اسرار کو محفوظ کر دیا۔ نہ یہ پھیل سکتے ہیں اور نہ نازل ہونے والا اسے توڑ سکتا ہے۔"

Marfat.com

الف النسك و العبادة

و الخلوة طفلا و هكذا النجباء

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے قربانی، عبادت اور خلوت سے بچپن سے ہی سے محبت کی۔ کریم لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔''

اذا حلت الهداية قلبا

نشطت فى العبادة الاعضاء

ترجمہ: ''جب ہدایت آپ ﷺ کے دل میں اتر گئی تو اعضاء عبادت کرنے میں منہمک ہو گئے۔''

تنبیہات

❶ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وزن سے مراد اعتباری وزن ہے اور جھک جانے سے مراد فضیلت میں آپ ﷺ کا فائق ہونا ہے۔ اور فرشتوں نے یہ عمل اس لیے کیا تھا تاکہ حضور اکرم ﷺ اس حقیقت سے آگاہ ہو جائیں اور اپنی امت کو بتائیں اور وہ بھی یہی عقیدہ رکھیں۔ کیونکہ یہ امور اعتقادیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے اپنے شیخ، شیخ الاسلام برہان الدین بن یوسف علیہ الرحمۃ نے پوچھا انہوں نے مجھے یہ لکھا ''یہ حدیث پاک تقاضا کرتی ہے کہ معانی (اوصاف) کو رب تعالیٰ نے ذوات بنایا ہے۔ فرشتے نے اپنے ساتھی سے کہا تھا ''انہیں ایک پلڑے میں اور ان کی امت کے ایک ہزار افراد کو دوسرے پلڑے میں رکھو۔ اس طرح کیا گیا تو آپ ﷺ بہت زیادہ فضیلت پا گئے گویا دیکھنے والا دیکھ رہا تھا کہ وہ آپ ﷺ پر گر رہے تھے۔ جب فرشتے نے یہ رجحان دیکھا یہ معنوی اعتبار سے تھا۔ اگر آپ ﷺ کی امت کے سارے اوصاف ایک پلڑے میں اور آپ ﷺ کے اوصاف دوسرے پلڑے میں رکھے جائیں تو آپ ﷺ کا پلڑا جھک جائے گا۔ ان فرشتوں نے کہا تھا ''اگر آپ ﷺ کا وزن آپ ﷺ

Marfat.com

کی ساری امت سے کیا جائے پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پلڑا جھک جائے گا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق سے بہترین ہیں اور رب تعالیٰ نے جو فضائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں کسی اور کا ان فضائل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہونا محال ہے۔

۲ امام سہیلی نے لکھا ہے۔"اہلِ عرب کے نزدیک رضاعت کا اجر لینا قابل ستائش نہ تھا۔ حتیٰ کہ یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی" آزاد عورت اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھاتی""الزھر" میں ہے کہ یہ ضرب المثل اس لیے رائج نہیں ہوگی۔ المفضل الضبی نے کتاب"الفاخر" میں لکھا ہے" آزاد عورت بھوکی مر سکتی ہے لیکن اپنے پستانوں کی کمائی نہیں کھاتی نہ ہی اپنا پردہ چاک کرتی ہے تاکہ اس چیز کا اظہار ہو جائے جس کا اظہار نہیں ہونا چاہیے۔" المیدانی نے ابوعبید کی اتباع کرتے ہوئے کہا ہے"یعنی وہ دایا نہیں بنتی اگرچہ بھوک اسے اذیت بھی دے۔"

امام سہیلی نے لکھا ہے"لیکن بعض کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بنوسعد میں شرف وقدر والی خاتون تھیں۔ قوم کی معزز خواتین میں سے ایک تھیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے لیے منتخب کیا تھا۔ جس طرح کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے معزز پیٹ اور مکرم اصلاب منتخب فرمایا۔ رضاعت نسب کی مانند ہے۔ یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت حلیمہ اور ان کی قوم کی دیگر خواتین نے رضاعت کا اجر صرف اس لیے طلب کیا کیونکہ قحط کی وجہ سے سخت حالت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

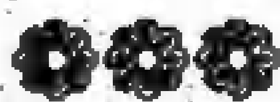
۳ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:"میں نے ایسا حمل نہیں دیکھا جو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمل سے زیادہ ہلکا لگے۔"اس سے یہ امر ذہن میں آتا ہے کہ شاید انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاوہ بھی حمل ہوا ہو۔ ابن سعد نے صراحت سے یہ لکھا ہے کہ حضرت اسحاق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے فرمایا"میں اولاد سے حاملہ ہوئی لیکن کوئی

Marfat.com

حمل آپ سے زیادہ ہلکا نہ تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ امام واقدی نے فرمایا ہے "یہ امر ہمارے ہاں معروف نہیں ہے۔ نہ ہی یہ اہلِ علم کے ہاں مشہور ہے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آپ ﷺ کے علاوہ کوئی اولاد نہ ہوئی۔ امام واقدی نے امام زھری سے روایت کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "آپ ﷺ میرے بطن اقدس میں تھے اور میں نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت کوئی تکلیف محسوس نہ کی۔" دوسری روایت میں ہے: "نہ ہی مجھے احساس ہوا اور نہ ہی اس طرح بوجھ محسوس ہوا جس طرح خواتین بوجھ محسوس کرتی ہیں۔"

حافظ نے لکھا ہے "اسحاق بن عبداللہ، ابن ابی طلحہ کے بھائی تھے یہ روایت مرسل ہے۔ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ ممکن ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عبداللہ سے ایک حمل ضائع ہو گیا ہو۔ انہوں نے اس سے اس کی طرف اشارہ کیا ہو۔ اس طرح مختلف روایات کو جمع کرنا ممکن ہے۔ بشرطیکہ ہم امام واقدی کا قول قبول کر لیں۔ سبط ابن جوزی نے اپنے معمول کے مطابق لکھا ہے کہ علماء کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور حمل سے حاملہ نہیں ہوئی تھیں۔ حضرت آمنہ نے مبالغہ کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے یا اس لیے اتفاقاً واقع ہوا ہے۔

لیکن ابن جوزی کے کلام کا شگاف کسی پر مخفی نہیں ہے۔ جس طرح میں نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں وہ زیادہ بہتر ہے۔



Marfat.com

Marfat.com

سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر

اردو ترجمہ

کامل سیٹ

12 جلد

مدارج النبوت

بہار شریعت

قصص الانبیاء

شاہراہ ہدایت

اسلامی بینکاری اور تجارتی قوانین

الخصائص الکبریٰ

رسول کریم ﷺ کی غذائیں اور علاج

رسول کریم ﷺ میلاد پاک

زاویہ پبلشرز

دربار مارکیٹ لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email : zaviapublishers@gmail.com

Website: www.zaviapublishers.com

Marfat.com